اونکار اُپاسنا

مُنش سوبھاوہی سے کسی نہ کسی کا اُپاسک ہے۔ اس میں اُپاسنا کی برتی قدرتی ہے۔ بناوٹی نہیں۔ ودوانوں نے جنگلی جاتیوں میں بھی اُن کے بُدھی وکاش کے انوسار اُپاسنا کی برتی کی موجودگی دیکھی ہے۔ اتہاس کے مندر میں داخل ہو کر کسی جاتی کے اگر پرانے سے پرانے ورتنت کو نکالا جائے۔ تو اس میں ایسا ایک بھی دن نہ ملیگا جبکہ وہ اپاسنا سے شُونیہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منش منڈل کو دُنیا میں پیدا ہوتے ہی اُپاسنا کی برتی کے تار میں پرو دیا گیا ہے۔ کہ کہیں وہ سورگ سے محروم نہ ہو جائے اور اُس کا

"اننت کے ساتھ سمبندھ بنا رہے"

سُوریہ دیو جس پرکار اپنے سے بچھڑے ہوئے گرہوں کو اپنے آکرشن دوارا اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اسی پرکار

پرماتم دیو اپنی اپار دیا سے پرم پد سے پتت مایا کی طرف
منہ کئے ہوئے پرانی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اور یہ آکرشن
پرم سکھ کی خواہش کے روپ میں سب منشوں میں موجود
ہے۔ تین گنوں سے ملی ہوئی سرشٹی میں دھوپ چھایا کی
طرح بدلنے والے جگت میں پرم سکھ کی پراپتی ماننا "مرگ
ترشنا" ہے۔ کیونکہ درشیہ پدارتھ دیش اور کال سے گھیرے
ہوئے ہیں۔ اس لئے الپ ہیں۔ پرم نہیں۔ جو چیز الپ
ہے۔ اُس سے پرم سکھ کی پراپتی کیسے ہو سکتی ہے۔ پرم
سکھ کی پراپتی اور پرم آنند کا حاصل ہونا تو دیش کال سے
اوپر پرم پربھو پرماتم دیو ہی کے لابھ سے ہو سکتا ہے۔
ورنہ نہیں۔ اور اس سمجھ کو سنت لوگ آتمک وویک کہتے
ہیں۔ آتمک وویک سے یکت ہوئے وویکی بھگت جن پرم
سکھ کی پراپتی کے لئے پرماتم دیو کا جو دھیان۔ آرادھنا
اور چنتن کرتے ہیں وہی پرم پاونی اپاسنا ہے ؎

گورو بھگتی

شروع کال سے سنت لوگ یہ کہتے آتے ہیں۔
کہ آتمک لوک کی یاترا میں سپھلتا بنا گورمکھ ہوتے اور بنا
گورو کی سیوا کئے حاصل نہیں ہوتی۔ اور جب تک گورو
دیو اپنے دوار کے دین بھگت پر دیا نہ کریں۔ اس کو مارگ
پر نہ چلائیں اور یاترا میں آنے والی رکاوٹوں سے نہ

بچاہیں۔ تب تک آتمک کلیان کی آشا ٹھیک نہیں۔ اس لئے اس مارگ کے جگیاسُو یاتری اور پرمی سب سے پہلے گورو کی تلاش کرتے ہیں۔ دُور دُور دیشوں میں پہاڑوں پر۔ ندی نالوں کے کنارے اور پہاڑوں کی گپھاؤں میں گورو درشن کی ابھیلاشا کے لئے گھومتے پھرتے ہیں۔ مگر کسی خوش قسمت ہی کو کبھی کسی آتم نشٹ مہاتما کا ملاپ ہوتا ہے۔ نہیں تو بہتیرے بیچارے بھولے بھالے بھگت ویرتھ ہی بھٹکتے رہتے ہیں۔ یا ڈھونگ یا دمبھ میں پھنس کر تن دھن پُوج کر نراش رہ جاتے ہیں۔ سچ ہے کہ اس پرلوبھنوں سے بھری ہوئی پرتھوی پر پھرنے والے پرانیوں میں

"आश्चर्यो ऽस्य वक्ता"

اُس پرماتم دیو کا ویاکھیان کرنے والا انوبھوی پُرش دُرلبھ ہے۔ انسانی دیہ دھاری گورو کا ملاپ دُرلبھ مان کر کوئی منش اپنے کلیان سے محروم نہ رہ جائے۔ اس لئے پرم سنت یوگی راج شری پتنجلی ایشور بھگتی سے سمادھی سدھی بتاتے ہوئے اُپدیش کرتے ہیں:-

"स पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात्"

پرماتم دیو کال کے گھیر سے اوپر ہونے سے برہما اور

سنو آدی پوروج مہاتماؤں کے بھی گورو ہیں۔ اس کا مطلب
یہی ہے کہ پرم پد کا پریمی۔ پرماتم دیو کو ہی پرم گورو مانے۔
اور ارادھنا کے کال میں اُسی کی دیا اور سہایتا کی یاچنا کرے۔
نہ جانے کس سمے گورو کی سہایتا کی ضرورت آپڑے۔
اس لئے ابھیاس میں گورو کی نزدیکی بڑی ضروری ہوتی ہے
سو سرود یاپک اور پُورن سوروپ سے بھگونت ہردے میں
وراجمان بھگوان سے زیادہ دوسرا کون نزدیک ہوگا۔ اس
لئے جگت گورو جگدیشور زیادہ تر پاس ہونے سے گورو بھاؤنا
کے سب سے زیادہ پاتر ہیں۔ ویدمارگ میں تو بھگت
وتسل بھگوان ماتا پتا۔ رشتہ دار اور دوست وغیرہ سنبندھوں
سے سنبودھن کئے گئے ہیں۔ بھگت کو یہ دھارنا کرنی چاہئے
کہ پرم پرش۔ پرم گورو۔ پرماتم دیو میرے پاس ہیں۔ اپنے
پرم پریم کے تار سے مجھے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔
وہ میرے پاس ہیں۔ میری سہائتا میں نت پر ہیں۔ اس
دیالو دیو کی دیا سے میرے مارگ کے سارے وگھن دُور
اور چُور ہو رہے ہیں +

بھگتی دھرم میں گورو چنتن۔ گورو کی ارادھنا اور گورو کا
دھیان وغیرہ بتایا جاتا ہے۔ یہاں تک گورو پریم کی مہما
اس راہ میں ہے۔ کہ گورو ہی کو سب کچھ جان کر بھگت

لوگ گورو کی موجودگی میں اس کا اور غیر حاضری میں اُس کی شکل کا دھیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ یوگ کے سارے بھیدوں کے گیاتا بھگتی دھرم کے مرم کو جاننے والے مہامنی پتنجلی کو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوتی تھی۔ کہ جو گورو دیو انہوں نے بتلایا ہے۔ وہ جسم اور صورت سے خالی ہے وہ اننت ہے۔ ساری جگہ ویاپک ہے۔ پانچوں گیان اندریاں من سمیت اپنی ساری دوڑ لگا کر بھی اُس تک نہیں پہنچ سکتیں۔ تب اس گورو دیو کو آداہن کرنے اس کا پریم اپنے ہیں سمبودھن کرنے اور اس بھگوان کو اپنی بھگتی کا نشانہ بنانے کے لئے کونسا سادھن ہے۔ اس کا سمادھان یوگی راج پتنجلی نے بتلایا ہے کہ

"तस्य वाचकः प्रणवः"

اس گورو دیو کو من کے مندر میں آداہن کرنے کے لئے اس کا واچک (پرگٹ کرنے والا یعنی نام) اوم ہے۔ پراچین بھگتی دھرم میں اپنے گورو میں پرم پریم اور پرابھگتی اُتپن کرنے کے لئے اوم مکمل اور بہترین سادھن ہے۔ اسی اوم نام سے بے شمار بھگت جن سپھل منورتھ اور کامیاب ہو گئے۔ اس سمہ بھی سینکڑوں سنت جن اس نام کی دھونی لگائے مست رہتے ہیں۔ اس نام کا جتنا زیادہ پربھاؤ ہے۔

اِس سے جتنی جلدی سدھی اور سمادھی ہوتی ہے ۔ اُس کا انش بھی دوسرے سادھنوں میں ملنا دُرلبھ ہے ؂

اوم کا مہتو

اوم پرماتما کا سب سے اچھا نام ہے ۔ اس میں ایشور کے سمپورن سروپ کا ورنن ہے ۔ اس میں ایشور کے سب گُن آجاتے ہیں ۔ ایسا پُورن ۔ ایسا اُتم ایشور سمبندھی کوئی دوسرا نام نہیں ملتا ۔ اوم کہنے سے کسی بھی دوسرے وشیشن کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ سب زبانوں میں اوم سے بھن ایشور سمبندھی ناموں کے ساتھ وشیشن لگائے بنا پرماتما کے سمپورن سروپ کا بودھ نہیں ہوتا ؂

ایشوریہ وان ہونے سے پرماتما کا نام ایشور ہے ۔ مگر اس نام سے ایشور کی سروگیہ تا اور سروشکتی بنا اور پُورن آنند تا سدھ نہیں ہوتی ۔ یہ نام راجوں مہاراجوں کے لئے بھی ساہتیہ میں استعمال ہوا ہے ۔ پرماتما کہنے سے سب سے "بڑا آتما" اسی ارتھ کا گیان ہوتا ہے نہ کہ سروگیان اور سروشکتی آدی گنوں کا ۔ سروگیہ کہنے سے ایشور سروگیانی ہے ۔ سروشکتی مان کہنے سے ایشور سروشکتی یکت ہے انہی گنوں کا بودھ ہوتا ہے ۔ باقی گنوں کا نہیں ۔ جس طرح پنڈت لوگ ایشور اور پرماتما آدی شبدوں کے ساتھ اننت گیان جیوتی شکتی اور آنند وشیشن لگاتے ہیں اسی طرح

مولوی اور پادری لوگ بھی خدا۔ اللہ اور گاڈ آدی ایشور ناموں کے ساتھ بہت سے وشیشن لگا کر ہی اپنے بھاؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے پرمیشور خدا اور گاڈ سرو شکتی مان — اوناشی سرو گیہ۔ سرو ویاپک اور پرماتما ہے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ویسے ہی اوم کے ساتھ سرو شکتی مان آدی وشیشن جوڑ کر اوم کا ورنن کرنا غیر ضروری ہے۔ اوم کہنا ہی بھگت کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ بیج میں پیڑ کی طرح سب وشیشن اسی میں لگائے جاتے ہیں ❊

سنیکت سے اوم ہر جگہ پایا جاتا ہے

سب دیشوں میں سنیکت کی بھاشا میں ایکتا ہے۔ سکھ دکھ سنیکت۔ خوشی غمی کے سنیکت اکثر کر کے ہر ایک جگہ ایک سے ہیں۔ کرودھ۔ لوبھ۔ مان ایرشا۔ خوشی۔ افسوس۔ خوف۔ انوکولتا۔ پرتی کولتا۔ دھیریہ شانتی اور ویرتا وغیرہ کا پرکاش۔ ہاتھ۔ مکھ۔ آنکھ اور چہرے آدی کی شکل کے سنیکت سے جب کیا جاتا ہے۔ تو پرایہ وہ سب جاتیوں اور دیشوں میں سمان ہی ہوتے ہیں منشوں کے دلی بھاووں میں کوئی بھید نہیں ہے۔ اس سلیے بھاووں کے پرکاشک سنیکتوں میں بھی ہر ایک جگہ قدرتی سمانتا ہے۔ اوپر کہا گیا ہے۔ کہ پراچین آریہ جن سب کاموں میں ایشور کا نام یاد کیا کرتے تھے۔ خوشی میں

بھی اوم اور غمی میں بھی اوم ہی اُچارن کیا کرتے تھے -
جب کبھی کوئی عجیب درشیہ دکھائی دیتا - کوئی آشچریہ جنک
بات یاد ہو جاتی - اور آشچریہ جنک گھٹنا واقعہ ہو جاتی -
تو اوم نام کا سمرن کیا جاتا - مانو وہ مہانو بھاؤ ایسی سب
باتوں میں جگت نیتا ہی کا نیم کام کرتا ہوا جانتے تھے -
اُپروکت بھاووں کے پرکاش کال میں اوم کا جو نرنت
اُچارن ہوتا تھا - وہی بھاؤ پرکاشک سنبکُت آج آہا - ہا -
اوہو - ہو - وغیرہ روپوں میں بدل گیا ہے - اور آریہ جاتی
کی باقی انیک دھارمک - ساماجک ریتیوں - نیتیوں کی
طرح خوشی وغیرہ کے سمے اوم کا سنبکُت بھی آپ بھرنش
روپ میں سب ملکوں میں ایک سا پایا جاتا ہے - آج بھی
بھگت اور پریمی لوگ خوشی - افسوس اور آشچریہ آدی کے
وقت پر میشور کا نام لیتے آدیشیہ ہیں - مگر اپنے اپنے سمرداے
کے انوسار ٭

نام پر بھاؤ

اس بات کو سبھی مُنش جانتے ہیں - کہ اشُبھ
سنکلپوں - نکمے وچاروں - نیچ بھاووں اور اپوتر خیالات
کے اُتپن ہونے پر منش کا من میلا ہو جاتا ہے - شُبھ سنکلپوں
اور شُدھ بھاؤ آدکوں کے اُتپن ہونے سے مُنش کا من نرملتا
اور پوترتا پراپت کر لیتا ہے - کسی دُشٹ نرناری کے

سمرن سے چت کے سمندر میں پاپ کے ترنگ کا اُتپن ہونا بہت ہی ممکن ہے۔ ایسے کسی سنت سجن۔ ایشور بھگت شخص کے دھیان سے اپنے اندر شُبھ بھاؤ۔ شُبھ سنکلپ سبھتا کی لہروں کا اُٹھنا سوبھاوک ہے۔ سبھی گنوں کے سموہ اوم نام کے سمان شدھ پوتر اور نرمل دوسرا کوئی سنکلپ کوئی چنتن اور وچار نہیں ہے۔ اننہ کرن کی ساری رتیوں میں سرو اُتم ورتی (پرم پوتر برتی) بھگتی ورتی ہے۔ پرم پوتر پرماتم دیو ہیں۔ اس لئے اوم پوتر کے چنتن سے منش کے من میں پوترتا کی دھارا بہنے لگتی ہے۔ من کی ملینتا دُھل دُھل کر دور ہونے لگ جاتی ہے۔ اوم نام کا پربھاؤ دوسرے سارے پربھاؤں سے پربل ہے؛

وشوچک آدی مہا روگوں کے دنوں میں عام پُرشوں کو وئید لوگ شکھشا دیا کرتے ہیں۔ کہ مہاں روگ کا چنتن یا دھیان نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے دھیان سے ہردہ کمزور ہونے لگتا ہے۔ اُس کی رُچی روگ کی طرف جُھک پڑتی ہے۔ اور انت میں منش روگ کے پنجے میں پڑ جاتا ہے۔ نامی وید منڈل میں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ روگوں کا بیج روگوں کا دھیان ہے۔ جو ہر ایک پدارتھ کے اُپیوگ میں وات پت کف کی مورتی دیکھتے رہتے ہیں۔ جو قدم قدم

پرشگون سوچتے رہتے ہیں۔ جو بات بات میں سردگرم کا وچار
رکھتے ہیں۔ وہ سنتوں یاروں میں بیٹھ کر جو اپنے روگوں کی
کتھائیں کیا کرتے ہیں۔ اور جن کے جسم میں روگ کے نام
ماتر سے کپکپی اور پھریری اُٹھتی ہے۔ وہ لوگ اپنے اوچے
سوَر سے روگوں کو نمنترن دیتے ہیں۔ نانا روگ اُن کی دیہہ
میں بنے ہی رہتے ہیں۔ دیسی بدیسی سب قسم کے علاج کر
لینے پر بھی اُن کا پنڈ چھوٹنے نہیں پاتا ۔

جب روگ کے دھیان کا اتنا پربھاؤ ہے کہ اس کا دیر
تک دھیان رہنے سے ہماری دیہہ کا سروناش تک ممکن ہو۔
تو کیا کوئی بھی ایسا وشواسی ہوگا۔ جو یہ مانتا ہو کہ اوم کے چنتن
اور اوم کے نام کے دھیان کا پربھاؤ ہماری کایا۔ ہمارے
انتہ کرن، اور ہمارے آتما پر کچھ نہیں پڑتا۔ کیا یہ دھیان
روگ کے دھیان سے بھی گیا گزرا ہے۔ اوہو۔ جس اوم
اکھشر میں برہمانڈ کے سارے پدارتھ اوت پروت ہیں۔
جس اوم کی طلب پر مانو پر مانو تک پربھاوت ہے اور جب
سب کا انتر آتما ہے۔ اس کے چنتن اور دھیان کے پربھاؤ
جیسا دوسرا کس وستو کا پربھاؤ ہو سکتا ہے ۔

سروسب دھارن کی یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کھوٹے
سنسکاروں سے منش کا من ملین ہو جاتا ہے۔ کسی کو بُرا وچن

کہنے سے یا گالی دینے سے منش کا ہردہ دوشت اور انتہکرن
بگڑ جاتا ہے۔ اسی پرکار جب کسی جن پر شبھ سنسکار ڈالے
جائیں گے۔ تو وہ شدّھ ہو جائیگا۔ اُس کے من سے بُرے
سنسکاروں کی دھول دُھل جائے گی۔ شبھ اُشبھ اچارن
کرنے سے۔ پوترّ پدوں کے پاٹھ سے ستیہ ہت اور
میٹھے وچن بولنے سے منش کے انتہکرن کی سیاہی اور
ہردہ کی اپوترّتا اوشیہ دُور ہو جائے گی +

اوم سب سچائیوں کا کیندر پرم پوترتاؤں کا پرواہ اور
سب شبھ سنسکاروں کا مول کارن ہے۔ اِس لئے جو پوترّتا
جو صفائی جو اچھّا پن اوم کے گان۔ اوم کے جاپ
اوم چنتن۔ اوم کی ارادھنا اور اوم کے دھیان سے پرکھ پریمی
کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ بے اندازہ ہے۔ بیان سے باہر ہے
صرف ابھیاسی جن اُسے جان سکتے ہیں +

جہاں جھوٹے آدمی کے ساتھ اگر استیہ وچن سے برتاؤ
کیا جائے۔ تو وہ بھجنے لگتا ہے۔ چھلی کپٹی۔ مکّار اور پاپی آدمی
سے بھی اگر کوئی چھل وغیرہ سے برتے۔ تو اُس کے کرودھ
کی کوئی حد نہیں رہتی۔ کتنا ہی کوئی گندی گالی بکنے والا کیوں
نہ ہو۔ مگر اپنے لئے گالی سننا پسند نہیں کرتا۔ رات دن وسر دل
کی مار دھاڑ۔ لوٹ کھسوٹ میں سکھ منانے والے بڑے

انیاچاری جن۔ جب اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ ہونے لگے۔ تب ہر سنے مارنے پر اُتر آتے ہیں۔ اور اپوتر سے اپوتر منش بھی اپنے۔ لئے اپوترتا سویکار نہیں کرتا۔ اس سے پنڈت لوگ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ سارے سنسار میں کسی بھی منش کی سمانو بھوتی۔ پاپ۔ اپوترتا اور اشبھ کے ساتھ نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ایک استری پُرش اپنے لئے دوسروں سے شبھ چاہتے۔ پُنیتہ کرم مانگتے۔ اور پوتر ووہار کی خواہش کرتے ہیں۔ اور یہ بھی سبھی پُرش جانتے ہیں۔ کہ روگ ماتر کو کوئی نہیں چاہتا۔ کسی روگ سے کوئی جن ہمدردی نہیں کرتا ؞

جب بنجر علاقہ میں کھرے۔ ایک چھوٹے درخت کے پتے پر پڑے جل کے قطرے کی طرح پاپ مئے سنکلپ اشبھ وچن۔ ملین وچار۔ دُشٹ سنسکار اور سارے روگ برداشت نہیں ہو سکتے۔ اور اُن سے اُن کی ہمدردی نہیں ہوتی۔ مگر تب بھی اُن کا پربھاؤ اتنا پربل مانا جاتا ہے کہ اُن کے چنتن اور دھیان آدمی سے ہی منش اپوتر ملین اور روگی ہو جاتا ہے۔ تب سوچنا چاہیئے کہ اس اوم کے چنتن۔ جاپ اور دھیان کا کتنا پربل پربھاؤ ہوگا۔ جس کے ساتھ سارے سنسار کی سہانو بھوتی ہے۔ سب سنتوں کے شبھ سنکلپ۔ سکل مہاتماؤں کی منگل کامنائیں۔ سارے

بھگتوں کی شُدھ بھاونائیں ہیں۔ اور جن کے ہردے پر سہائک پرماتم دیو آپ ہیں ॥

اوم اُپاسنا کا پھل

ساری اور نشیہ دسعادم؛ امُورت پدارتھوں کا گیان شبد دوارا ہوتا ہے۔ اس لئے "اوم" نام کا سمرن ایشور کے گیان کی پراپتی کا ایک ماتر کارن ہے۔ یہ سمرن شُدھ ہے اور پوترتا پردان کرتا ہے۔ اس "اوم" کے جاپ کی گنگا میں اسنان کرنے سے من کے سارے میل اُتر جاتے ہیں۔ پہلے جیون میں کوئی کتنا ہی پاپی کیوں نہ رہا ہو۔ مگر اوم کے نرنتر جاپ سے پوتر ہو جائے گا۔ "اوم" کے دھیان سے

प्रत्यक चेतनाधिगमो
ऽप्यन्त राया भावश्च ॥

انتر آتما کا گیان۔ پراپتی اور روگ آدی وگھنوں کا وناش ہوگا۔ شوینا شونترا اپنشد میں کہا گیا ہے۔ اپنے ہردیہ کو ارنی لکڑی بنا کر اوم نام کو دوسری لکڑی بنا دے۔ ان دونوں کے بار بار رگڑنے دھردہ سے "اوم" جپنے سے، پرماتم دیو کے درشن کرے ॥

اس نام کے ابھیاسی کے نیتر پتنے کی طرح فراخ اور کھلے ہوتے دکھائی دینگے۔ اُن میں پریم مکمل ہوگا۔ اوم بھگنت کا مکھ پریم پرپھلت چاندسا اور روشن رہے گا۔ اوم

اُپاسک کی بانی میٹھی رسیلی اور آکرشنی ہوگی۔ اور اوم آشرت کا ہردیہ پرسنتا سے بھرپور ہو جائے گا۔

جیسے چمبک پتھر سے مل کر لوہا بھی چمبک پتھر ہو جاتا ہے ایسے ہی اوم کی اُپاسنا سے اُپاسک پرماتم دیو کے روشن گُنوں کو دھارن کر کے پرماتما کو حاصل کر لیتا ہے ؎

اوم پریم ہو بھگت ہیں۔ جیسے چاند چکور
ایک تار دیکھے اُسے کرے سانگ سے بھور
ناچے سُن کے میگھ کا جیسے نائے میور
سارے تن میں اوم سے بڑھے پریم کا زور
آکرشت ہووے یتھا لوہ چمبک کو پا
تیتھا اوم کے دھیان میں کھینچ جائے من لا
سانس بانس پر گم اگم۔ کرے گا ڈول رہیچ
اوم منتر نکلا باندھ کے من کی آنکھیں مینچ
تُلا دھیان کی دھار یئے پلڑے پران اپان
شبد رتن تولو تہاں۔ چیت برتی کو تان
بہتی دھارا چیت کی اُلٹی یہی پربات
پرکٹے ترگُٹی کُنڈیں سو وانی سنگھات
پتلی دھنو کو تان کر۔ ماریئے نام کا تیر
درشن سُندر جیوتی کا ہرے پاپ کی پیر (اوم شم)

بھگتی یوگ

بھگوان کا آوا ہن

ہے سروآدھار سرویشور سروانتر یری پورن پار برہم پریشور - ہم آپ کو نمسکار کرتے ہیں - اور آپ سے پرارتھنا کرتے ہیں - اس سنسار میں تمام پرانی ماتر پرماتما سے سُکھ کی پرارتھنا کرتے ہیں - ہر ایک پرانی دُکھ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے - کوئی نہیں چاہتا کہ اسے بھے پراپت ہو - ویدوں میں بھی ابھے کی پراپتی کے لئے پرارتھنا آئی ہے اس لئے ہم بھی آپ کا ارادھن کرتے ہوئے ابھے پراپتی کی پرارتھنا کرتے ہیں - ہمارا نشچے ہے کہ آپ کی منگل کامنا ہی سنسار کو منگل مئے بناتی ہے - آپ کی منگل کامنا ہی پریواروں کو سُکھ مئے بناتی ہے - جن سبھاؤں میں آپ کی منگل کامنا ہوتی ہے - ان میں سدیو آنند رہتا ہے اس لئے ہے ایشور! ہم آپ سے منگل چاہتے ہیں، تاکہ ہم میں سے کوئی بھی بھئے سے یا پاپ سے گر نہ جائے - ہم سب

آپ کے سمیپ اُپستھت ہو کر آپ کو آواہن کرتے ہیں۔ کہ آپ آیئے۔ اور ہمیں منگل پردان کیجیئے۔

یہ سنسار اشانتی سے بھرپور ہے۔ چاروں طرف اشانتی ہی اشانتی پھیل رہی ہے۔ منش اس اشانتی سے نکلنے کے لئے نانا پرکار کے یتن کر رہا ہے۔ پرنتو جب تک وہ شانتی کے بھنڈار پرماتما کی پراپتی کے لئے یتن نہیں کرتا تب تک اس کے تمام یتن نشپھل جاتے ہیں اور وہ کدا پی شانتی کو نہیں پا سکتا۔ پرشن یہ ہے کہ پرماتما کی پراپتی کے لئے کیا کیا سادھن ہیں؟

بھگتی کیا ہے

سب سے پہلے اس بات کے جاننے کی اوشیکتا ہے۔ کہ بھگتی کیا چیز ہے؟ بھگتی "بھج" دھاتو سے بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں "کسی چیز کی پوجا کرنا۔ کسی چیز کی سیوا کرنا"۔ اسی طرح یوگ کا شبد "یج" دھاتو سے بنا ہے یوگ کے معنی سمادھی ہیں۔ ارتھات اپنے آپ کو بھول جانا یا دوسرے کے خیال میں محو ہو جانا۔ ایسی محویت کہ اس کو سوائے اس کے جس کا کہ وہ دھیان کر رہا ہے۔ اپنی شخصیّت کی بھی خبر نہ رہے۔ ایشور پراپتی کے لئے سب سے پہلی اور لازمی چیز بھگتی ہے۔ بھگتی کے بغیر دنیا میں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ہمارے تمام تعلقات کیول بھگتی کے ذریعے ہی

قائم ہیں۔ بھگتی پریم کا دوسرا نام ہے۔ اگر بھگتی نہ ہو تو پتا اور پتر کے درمیان جو پریم کا میٹھا بندھن ہے۔ وہ کٹ جائے۔ کتنے ہی پُتر ماتاؤں کو دُکھی کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اس دُکھ کی جڑ میں پریم ارتھات بھگتی کا ہی ابھاؤ ہے۔ ہمارے گرہست کی موجودہ دردشا کیوں ہے۔ ہمارے گھروں میں استری جاتی کیوں دُکھت ہو رہی ہے؟ پتی اور پتنی میں ایرشا دویش کیوں ہے۔ اور گرہست آشرم جو سُکھ دینے والا مانا گیا ہے دُکھ کا کارن کیوں بن رہا ہے۔ کیول اس لئے کہ وہاں پر بھگتی کے سگندھت پُشپ براجمان نہیں۔ کنتو بھگتی کے ابھاؤ میں ایرشا دویش کے کانٹے بکھر رہے ہیں۔ اگر راجہ کا راج قائم رہے۔ تو کیول بھگتی کے ذریعہ ہی قائم ہے۔ راج بھگتی کے بغیر دنیا میں کوئی راج قائم نہیں رہ سکتا۔ ملک میں جس قدر اشانتی ہے۔ اس میں راج بھگتی کی کمی ہے۔ پرجا کے دل میں راجہ کے لئے پریم ہو۔ دونوں میں پرسپر بھگتی کے سوتر درڑھ ہوں۔ تب ہی کسی راجیہ میں راجہ اور پرجا سکھی ہو سکتے ہیں۔ جب ایک چھوٹے سے سنسارک سُکھ کو لابھ کرنے کے لئے بھی بھگتی ارتھات پریم کی اوشیکتا ہے تو سوچنا چاہیئے کہ شانتی کے بھنڈار پرماتما کو لابھ کرنے کے لئے کس قدر بھگتی کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ آج کل کے لوگوں

گو یہ کہتے سُنا جاتا ہے - کہ یہ نو ستیہ ہے - کہ بھگتی کے بغیر پرماتما کی پراپتی نہیں ہوسکتی - پرنتو تم ویدوں کی دُہائی دیتے ہو - اُن میں بھگتی کا اُپدیش نہیں ہے +

ویدوں میں ایشور بھگتی

بھگتی کا اُپدیش اگر ملتا ہے - تو وہ کیول سنتوں کی بانی میں ہی ملتا ہے - پرنتو وچارنے سے پتہ لگتا ہے - کہ ویدوں میں ایشور بھگتی کے بارے میں جو منتر موجود ہیں وہ اس قدر سار گربھت اور رس سے بھرے ہوئے ہیں کہ اُن سے بڑھ کر بھگتی کا نظارہ کسی دوسری جگہ ملنا کٹھن ہے - وید بھگوان کہتے ہیں :-

यस्येमे हिमवन्तो महित्वा यस्य समुद्रं सराया सहाहुः ।
यस्यैमा प्रदिशो यस्य बाहू कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥ २५०१२ यजुः

پہاڑ اپنے سر کو برف کی سفید چادر سے ڈھانپے ہوئے پرماتما کی بھگتی کر رہے ہیں - جیسے سمادھی کی اوستھا میں ایشور بھگت چُپ چاپ اندر اپنی اندریوں کا نرودھ کئے ہوئے جڑ وستو کی مانند ایشور کے دھیان میں محو ہوتا ہے - ویسے ہی پہاڑ بھی اپنی درڑھتا کے ساتھ اُسی بھگتی میں محو ہیں - پہاڑوں کی یہ درڑھتا و شانت کے طور پر پیش کی جاتی ہے - جیسے ایک بار

ایشور بھگتوں کے ہردے ایشور پریم میں بیاکل ہو کر پریم کے آنسو بہاتے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی پرکار پہاڑوں کے اندر سے جو ندیاں چل رہی ہیں۔ وہ مانو اس بات کا پرچے دے رہے ہیں کہ پہاڑوں کے ہردے میں ایشور پریم بھر رہا ہے اور اس پریم کی دھارا ندیوں کے روپ میں بہ کر سمندر کیا ترا کر رہی ہے۔ وید بھگوان کہتا ہے کہ سمندر بھی اسی کی بھگتی کے گیت گا رہا ہے۔ جیسے ایشور بھگت کا ہردے پرماتما کے اگادھ پریم سے اُنساہت ہو کر گدگد ہوتا ہے۔ اور اس میں ایشور پریم کی نانا پرکار کی ترنگیں اُٹھتی ہیں۔ ٹھیک اسی پرکار سمندر میں اسی پرماتما کے پریم ارنخات آکرشن شکتی کے دوارا جو اُس نے سمندر کے سینہ میں ڈال رکھی ہے۔ سمندر میں موجیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ سمندر کا جل اوپر اُٹھتا ہے۔ اُس میں جوار بھاٹا پیدا ہوتا ہے۔ جیسے منش ایشور پریم سے مست ہو کر اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے۔ اور انیک بار منش منشو تو سے باہر جا کر لہریں لینے لگ جاتا ہے۔ اور سمجھنے لگ جاتا ہے کہ وہ کیول شریر ہی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کی سیما شریر سے باہر تک پھیلی ہوئی ہے۔ ٹھیک اُسی پرکار اُسی ایشوریہ پریم سے مست ہو کر جب سمندر میں جوار بھاٹا آتا ہے تو اپنی سیما کو بھی النگھن کر جاتا ہے۔ اور اُس کا جل دُور دُور تک پھیل جاتا ہے

سمندر اور چندرماں کے درمیان جو پریم ہے۔ جو آکرشن شکتی ہے۔ وہ کہاں سے ہے۔ یہ پریم سمندر کے سینہ میں کس نے پیدا کیا؟ کیوں پورنماں کی رات ہی کو سمندر کا ہردے چندرماں کی اور ادھک آکرشت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سمندر جیو ترئے چندرماں کے مکھ کو پورن روپ سے ساکھشات دیکھتا ہے ٹھیک اسی طرح ایشور بھگت جب پرماتما کے ساکھشات درشن کرتا ہے۔ تو اس کا ہردے گدگد ہو کر اس کی اور آکرشت ہوتا ہے۔ اُس سمے اُس ایشور بھگت کے لئے پرماتما کے درشن سے بڑھ کر کوئی وستو بھی ادھک پیار کی وستو نہیں رہتی پھر آگے چل کر وید بھگوان کہتا ہے کہ وشائیں ارتھات پورب۔ پشچم۔ اُتر دکھشن نیچے اوپر کیا وستو ہیں۔ یہ ایک پرکار کے سائن بورڈ ارتھات چنہ ہیں۔ جو ایشور کی سرو ویاپکتا کو چاروں اور درشا رہے ہیں۔ جیسے ایشور بھگت ایشور کے پریم میں مست ہو کر سب طرف اسی کا جلوہ دیکھتا ہے۔ سب میں اُسی کو دیکھتا ہے اور سب کو اسی میں دیکھتا ہے۔ ٹھیک اسی پرکار وید بھگوان کہتا ہے کہ وشائیں چاروں طرف اسی کے پریم کا جلوہ دکھا رہی ہیں اور اُسی کی ہستی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ وید بھگوان کہتا ہے۔ کہ وہ ایشور جسکی مہما یہ سب جڑ پدارتھ گا رہے ہیں جس کی بھگتی کا راگ یہ سکل برہمانڈ گا رہا ہے اسی کی بھگتی کر کے ہم اُس کی

سے موکش پا سکتے ہیں ۔ اسی طرح آگے چل کر وید بھگوان کہتا ہے :-

यं क्रन्दसी अवसात स्तभाने अभ्यै देता - मनसा रेजमाने। यत्राधिसूर उदितो विभातिकस्मै देवाय हविषा विधेम॥ यजु॰ ३२० ७०

یہ پرکاش دینے والا سورج اور پرکاش لینے والی پرتھوی اسی طرح نانا پرکار کے انیہ سوریہ منڈل جو اپنے اپنے ستھان پر ستھر ہیں ۔ یہ کس کی شکتی سے ہیں ؟ وید بھگوان کہتے ہیں کہ یہ سب پرماتما کی ہی شکتی سے اپنے اپنے ستھان پر ستھر ہیں یدی اس کی شکتی ذرا جہان نہ ہو تو یہ تمام آپس میں ٹکرا کر چھنّ بھنّ ہو جائیں ۔ ناستک کہتے ہیں کہ پرماتما نہیں ہے ۔ یہ سنسار سدا سے ایسا ہی چلا آتا ہے اور سدا کے لئے ایسا ہی چلا جائے گا ۔ اور کہ اس سنسار کو چلانے والا کوئی نہیں ہے * . . . . پرنتو پرشن اُتپن ہوتا ہے کہ اتنی بڑی مشین جو چل رہی ہے کیا وہ آپ ہی چل رہی ہے ؟ ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ منش ایک چھوٹی سی کلا بناتا ہے اپنی طرف سے اُس کے تمام پرزے ٹھیک بناتا ہے ۔ مگر پھر بھی وہ بگڑتی رہتی ہے ۔ دُور کیوں جاتے ہو ۔ گھڑی کا درشٹانت ہی لے لیجئے ۔ منش نے اپنی بُدھی متا سے سمے کے جاننے کے لئے پرماتما

کی بنائی ہوئی گھڑی ارتھات سورج کی رفتار کی نقل تو کی پرنتو ہم دیکھتے ہیں کہ جتنی بھی ہم سب کی جیبوں میں گھڑیاں ہیں ان سب میں کچھ نہ کچھ سمے کا بھید ضروری ہوتا ہے۔ پرماتما کی شکتی سے سوریہ منڈل کی جو گھڑی چل رہی ہے۔ اُس میں کداپی فرق نہیں آتا۔ نہ اس کو چابی کی ضرورت ہے نہ تیل کی ضرورت ہے نہ بتّی کی ضرورت ہے۔ اس سے سدھ ہوتا ہے کہ جس شکتی نے اس تمام برہمانڈ کو رچ کر ایک نیم میں باندھ رکھا ہے وہ اتی مہان اور چیتن شکتی ہے۔ اسی مہان پربھو کی کیرتی یہ سکل برہمانڈ گا رہا ہے۔ پرتھوی اپنے نمر بھاؤ سے اُس کے چرنوں میں لین ہے۔ سورج اپنے تیجومے روپ سے اُس کی مہانتا کو پرگٹ کر رہا ہے۔ چندرماں اپنی شنتیل کرنوں سے اسی سومیہ پرماتما کی کیرتی گا رہا ہے۔ اُپ نشا میں آتا ہے۔ کہ پرتھوی دھیان روپ سے پرماتما کی بھگتی کر رہی ہے۔ سورج دھیان روپ سے پرماتما کو اپنا ہرتا کرتا سمجھ رہا ہے۔ سب برہمانڈ دھیان روپ سے اسی کی بھگتی میں لگے ہوئے ہیں۔ ندی اور نالے اسی کی مہما گاتے ہوئے بہتے چلے جا رہے ہیں۔ سمندر کی لہریں اسی کی مہما کے گیت گا رہی ہیں۔ جل جنتو اسی کی بھگتی کر رہے ہیں۔ وید بھگوان کہتا ہے کہ منش کے لئے یدی کوئی اُپاسنا دیوتا ہے تو وہ کیول ایک سرو شکتیمان

سچدانند پار برہم پرماتما ہیں۔ اُسی کی بھگتی سے ہم اپنے جنم کو کرتارتھ کریں؟ اسی کے پریم سے مگن ہو کر منش اپنے جیون کو سپھل کر سکتا ہے۔ پرنتو یہاں پر ایک پرشن اُتپن ہوتا ہے کہ ہم پرماتما کی بھگتی کیوں کریں۔ ایشور بھگتی کی ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہم جڑ پدارتھوں اتھوا منشوں کی بھگتی کیوں نہ کریں۔ ایشور بھگتی سے ہمیں کیا لابھ ہو سکتا ہے۔ یہ پرشن واستو میں بڑا گھمبیر اور وچارنیہ ہے۔ شاستر کہتے ہیں کہ جو جس کی بھگتی کرتا ہے وہ تدروپ ہو جاتا ہے۔ جو جس کا چنتن کرتا ہے وہ اسی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ جو جس کا ادھک دھیان کرتا ہے وہ اُسی کا سوبھاؤ اختیار کرتا جاتا ہے۔ جیسے لوہے کا ادھک کال تک آگ میں رکھے رہنے سے پہلے گرم اور پھر گرم سے سرخ۔ اور پھر سُرخ سے تدروپ ارتھات آگ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح جو منش جس چیز یا وستو کا ادھک دھیان کرتا ہے وہ اُسی کے روپ میں رنگا جاتا ہے۔ یدی ہم منشوں کی بھگتی کرتے ہیں تو اس میں سندیہہ نہیں کہ ہم میں ان اُپاسیہ دیوتاؤں کے گُن آئیں گے۔ پرنتو چونکہ سارے کے سارے منش ہی الپ ہوتے ہیں ان میں کمزوریاں ہوتی ہیں اس لئے یہ سوبھاوک ہے کہ منشوں کی پوجا اتھوا بھگتی کرنے سے جہاں ہم اُن کے گنوں کو گرہن کرتے ہیں وہاں ان کے اوگن بھی ہم میں آجاتے ہیں۔ جڑ پدارتھوں

کی پوجا کرنے سے منش کے انتریہ سوکشم وچاروں کا ناش ہوجاتا ہے اور وہ جڑھ کی نیائیں جڑھ بن جاتا ہے اس لئے ویدبھگوان کہتا ہے :۔

अन्धतमः प्रविशन्ति येऽविद्यामुपासते ।

کہ منش جو جڑھ پدارتھوں کی پوجا کرتے ہیں۔ان کا ہردے جڑھ پدارتھوں کی طرح پرکاش شونیہ ہوجاتا ہے اور وہ اندھکار میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔اس لئے کہ پوجا کا پرنیام یہی ہے کہ جس کی منش پوجا کرتا ہے۔وہ اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔یدی جڑ پدارتھوں کی پوجا کرنے سے منش کو شانتی مل سکتی ہے تو اس سنسار میں جو سب سے زیادہ جڑ پدارتھوں کی پوجا کرتے ہیں۔ارتھات جو سب سے ادھک دھنی ہیں۔وہ سب سے ادھک بیش رکھتے ہیں وہ کدا پی دکھی نہ دیکھے جاتے۔پرنتو جس اوستھا میں کہ جڑھ پدارتھ پرکاش شونیہ ہیں۔شانتی شونتہ ہیں۔اس اوستھا میں ان کی پوجا تتھا بھگتی کرنے

ایشور بھگتی کی ضرورت

سے منش کو شانتی کیونکر مل سکتی ہے۔ پوجا کے لئے ادشیکتا ہے۔ایک جہاں شکتی کی بھگتی کے لئے ضرورت ہے۔ایک سرودیاپک سرو شکتی مان پاپ ناشک شانتی کے بھنڈار پرماتما کی بھگتی کے لئے ضرورت ہے ایک شدھ بدھ مکت سوبھاؤ سچدانند کی۔وید بھگوان کہتا ہے

स पर्य्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम् ।
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः ॥ ८ ॥

کہ پرماتما شکرا ارتھات آنند ہیں۔ وہ دُکھ آدی کلیشوں سے بری ہیں۔ دُکھ کے ناشک ہیں۔ سُکھ کے داتا ہیں۔ وہ اکاریہ ارتھات نراکار ہیں۔ وہ آورن ارتھات روگ رہت ہیں۔ وہ اسناور ارتھات نس ناڑی کے بندھنوں سے جُدا ہیں۔ اُن کی کوئی مُورتی نہیں ہے۔ وہ شُدھ ارتھات پوتر ہیں۔ وہ پوترتا کرتا ہیں۔ وہ اپاپ بدھ ارتھات پاپ رہت ہیں اور منشوں کو پاپوں سے مُکتی دینے والے ہیں اور کوی ارتھات انتریامی ہیں وہ منیشی ارتھات منشوں کے منوں کو دیکھنے والے ہیں۔ وہ پری بھو ارتھات سرو ویاپک ہیں۔ وہ سویمبھو ارتھات اپنی سّتا میں سِتھر یا قائم بالذّات ہیں۔ وہی اس سرشٹی کا ہرتا کرتا۔ دھرتا ہے۔ وید بھگوان کہتے ہیں کہ ایسے پرماتما کی بھگتی اور پوجا کر کے منش کا جیون سپھل ہو سکتا ہے۔ انیتھا نہیں۔ یہ ایک سادھارن نیم ہے کہ ایک مہان شکتی مان کی پوجا منش کو سوبھاؤ شکتی مان بناتی ہے جس قدر ہم اس سرو شکتی مان کی پوجا کرتے ہیں اور ہردے سے پوجا کرتے ہیں۔ [illegible] سے شکتی کرتے

ہیں اُسی قدر ہمارا آتما بلوان ہوتا جاتا ہے اور پُشٹی حاصل کرتا ہے
وید بھگوان کہتا ہے :-

य आत्मदा बलदा यस्य विश्वोपासते प्रशिषं
यस्य देवा: यस्य छाया: मृतं यस्य मृत्यु:
कस्मै देवाय हविशा विधेम॥ यजु २५.२३.

کہ آتما کا بل وہی پرماتما ہے۔ ایسا کیوں ہے اس لئے کہ آتما ایک چیتن وستو ہے۔ آتما زندگی ہے۔ آتما جیون ہے۔ ایک چیتن وستو کو جڑھ وستو سے بل نہیں ملا کرتا۔ جڑھ پدارتھوں کی پوجا سے آتما کو کداپی بل پراپت نہیں ہو سکتا بلکہ چیتن آتما ایک چیتن پرماتما سے ہی بل پا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایشوریہ نیم ہے کہ جہاں جیون ہوتا ہے وہاں سے ہی دوسروں کو جیون ملا کرتا ہے۔ جہاں شکتی ہوتی ہے وہاں سے دوسروں کو شکتی ملا کرتی ہے۔ جڑھ پدارتھوں میں جب جیون ہی نہیں ہے تو ان کی پوجا کر کے ایک چیتن آتما کیسے جیون پا سکتا ہے۔ اس کو کیا بل یا ڈھارس مل سکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اس لئے وید بھگوان کہتا ہے کہ بھگتی کے یوگیہ کیول ایک پرماتما ہی ہیں۔ اگیانی اگیانتا کے کارن ہو کر جڑھ پدارتھوں کی پوجا کرتے ہیں۔ پرنتو وہ جو گیانی ہیں وہ جو دیوتا ہیں وہ جن کا ہردے گیان سے دویہ مان ہے وہ کداپی جڑھ وستوؤں کی پوجا

نہیں کرسکتے ۔ کنتو وہ رات دن اُسی پرم پوجیہ پرماتما کی بھگتی میں مگن رہتے ہیں ۔ وید بھگوان کہتا ہے کہ اس کی بھگتی میں مگن رہنا منش کو مرتیو سے بچا سکتا ہے ۔ مرتیو کیا ہے؟ سادھارن شبدوں میں ہم آتما سے شریر کی علیحدگی کا نام مرتیو رکھتے ہیں ۔ یدی یہ ستیہ ہے کہ شریر سے آتما کی علیحدگی سے شریر کی مرتیو ہو جاتی ہے ۔ تو جب پرماتما آتما کے بھی ہیں اور وہ آتما میں اس طرح نواس کرتے ہیں جس طرح شریر میں آتما نواس کرتا ہے تو وہ آتما جیتن ہوتا ہوا بھی مُردہ کیوں نہیں ہوگا جس میں کہ ایشور پریم نہیں ہے ۔ ایشور ہی تو آتما کی زندگی ہے ۔ اُپ نشد کہتا ہے :-

श्रोत्रस्य श्रोत्रं मनसो मनो यद्वाचो वाचं
स उ प्राणस्य प्राणः केनोप: १.२ ॥

کہ پرماتما ہی آتما کے شروتر کا شروتر ہے ۔ پرماتما ہی آتما کے من کا من ہے ۔ پرماتما ہی آتما کی واکیہ شکتی ہے ۔ اور پرماتما ہی آتما کا پران آدھار ہے ۔ اسی لئے وید بھگوان کہتا ہے :-

यस्य छायाऽमृतं यस्य मृत्युः

ارتھات پرماتما کو اپنے آتما میں انوبھو کرنا اور اسی کو ہر دم انوبھو کرتے ہوئے رات دن اُسی کی شرن میں اور اُسی کی بھگتی میں اپنے آپ کو لین رکھنا ہی آتما کی زندگی ہے ۔ آتما کا جیون ہے اور اس سے دور ہو جانا ارتھات اس کی بھگتی سے

شونیہ ہو جانا۔ اُس کے پریم سے خالی ہو جانا۔ مانو آتما کا آتما سے
خالی ہو جانا ہے۔ اس آتمک موت سے منش اُسی صورت میں
بچ سکتا ہے جب کہ وہ امر پرماتما کو پراپت ہو۔ منش جو سوئم
مرتیو کے منہ میں پھنسا ہوا ہے اُس کی پوجا کرنے سے آتما
اس آتمک موت سے بچ نہیں سکتا۔ جڑھ پدارتھ جو سوئم پران
شونیہ ہیں۔ اُن کی پوجا کرنے سے بھی آتما آتمک مرتیو سے نہیں
بچ سکتا۔ آتما کا جیون پرماتما ہیں۔ آتما کی زندگی پرماتما ہیں۔
اس کی بھگتی کرنے سے اُسی کی شرن لینے سے۔ اُسی کے پریم
میں مگن ہونے سے اُسی کی پناہ لینے سے آتما جیون پا سکتا ہے
مکت ہو سکتا ہے۔ اُپ نشد کہتے ہیں:-

एतदालम्बनं श्रेष्ठमेतदालम्बनं परम्।
एतदालम्बनं ज्ञात्वा ब्रह्मलोके महीयते ॥
कठो उ०२. १७ ॥

کہ پرماتما ہی ایک ماتر آتما کا آدھار ہے اور پرماتما ہی آتما کے
لئے سب سے سریشٹ اور پرم پوتر آہار ہے۔ پرماتما ہی آتما کے
لئے پناہ ہے۔ وہی اس کے لئے مرتیو کے برخلاف ایک محفوظ
اور سورکشت ڈھال ہے جو اس آدھار کو اپنا آدھار بناتا ہے۔
جو اُس آہار کو اپنے آتما کا آہار بناتا ہے۔ جو اُس آسائی لم کو اپنے
آتما کے لئے موت کے ورودھ آسائی لم بناتا ہے۔ وہی ہے جو مرتیو

سے اوپر ہو جاتا ہے ۔ ارتھات برہم لوک کو پراپت ہوتا ہے یا
دوسرے شبد میں مکتی کو پراپت ہوتا ہے ۔ میں نے کہا تھا کہ لوگ
پرشن کرتے ہیں کہ ایشور بھگتی کی کیا ضرورت ہے اور کیوں ضرورت
ہے ۔ اب پتہ لگ گیا کہ یدی ہم جڑھ پدارتھوں کی بھگتی کرتے ہیں
تو ہم جڑھ کی نیائیں وچار شونیہ جیون شونیہ اور اُتساہ شونیہ ہو جاتے
ہیں ۔ یدی ہم پرماتما کی بھگتی کرتے ہیں تو ہم میں جیون آجاتا ہے
اُتساہ آتا ہے ۔ تیج آتا ہے ۔ بل اور پراکرم آتا ہے ۔ کیونکہ یہ ایک
سادھارن بات ہے ۔ کہ جس قدر ہم الپ وستوؤں کی بھگتی کریں
گے ۔ اسی قدر ہمارے وچار ۔ ہمارے جیون ۔ ہمارا تیج ۔ ہمارا بل
بھی الپ ہوگا ۔ پرنتو جس قدر ہمارے مہان اور پربھاؤ شالی جیون
کے آدھار آتما کے آہار سرو شکتی مان تیجومے پرماتما کی پوجا کرینگے
اسی قدر ہم مہان ہوتے جائیں گے ۔

اپنے گیان کے بھنڈار وید میں ایشور ہمیں شکشا دیتے ہیں کہ
ہے منشو ! پدارتھوں کی پوجا چھوڑ کر نتیہ پرتی تم یہ پرارتھنا کرو

तेजो ऽसि तेजो मयि धेहि । वीर्यमसि वीर्यम्
मयि धेहि । बलमसि बलं मयि धेहि । ओजो
ऽस्योजो मयि धेहि । सहो ऽसि सहो मयि धेहि

यजु॰ १२-९

ارتھات ۔ ہے پرماتمن ! میں تیری بھگتی اس لئے کرتا ہوں

کیونکہ تو تیج ہے۔ تیرے تیج کو تیری بھگتی کے ذریعے حاصل کر سکوں۔ ہے پرماتمن! میں تیری بھگتی اس لئے کرتا ہوں کہ تو شکتی ہے۔ میں تیری بھگتی کے ذریعے اس شکتی کو حاصل کر سکوں۔ ہے پرماتمن! میں تیری بھگتی اس لئے کرتا ہوں کیونکہ تو بل ہے۔ میں تیری بھگتی کے ذریعے اس بل کو حاصل کر سکوں ہے پرماتمن! میں تیری بھگتی اس لئے کرتا ہوں کیونکہ تو جیون آدھار ہے۔ میں تیری بھگتی کے ذریعے اس آدھار کو حاصل کر سکوں۔ ہے پرماتمن! میں تیری بھگتی اس لئے کرتا ہوں کیونکہ تو سہن شیل ہے۔ میں تیری بھگتی کے ذریعے سہن شیل بن سکوں۔ ہے پرماتمن! میں تیری بھگتی اس لئے کرتا ہوں کیونکہ تو سب کا بھناوٹ پھل دینے والا ہے۔ میں تیری بھگتی کے ذریعے اس نیائے شیلتا کو گرہن کر سکوں۔ اتیادی۔

برہم سنبندھ کی ضرورت

ہمیں اس بات کا تو پتہ لگ گیا کہ بھگتی کیا وستو ہے اور بھگتی کی کیا اور کیوں ضرورت ہے؟ اور کہ ایشور بھگتی کیوں کرنی چاہیئے۔ اب ہمارے سامنے دُوسری منزل آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ایشور بھگتی کیونکر کر سکتے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہر روز سندھیا کرتے ہیں۔ مگر سندھیا میں ہمارا چت نہیں لگتا۔ ہم پرانایام کرتے ہیں۔ مگر من ایکاگر نہیں ہوتا۔ ہم پرارتھنا کرتے ہیں۔ مگر شانتی نہیں ملتی۔ ہم پاٹھ کرتے ہیں۔

مگر ہمارے ہاتھ پلّے کچھ نہیں پڑتا۔ ان کا یہ کہنا ٹھیک ہی ہے۔ کیونکہ جب تک یہ پتہ نہ ہو کہ بھگتی کا طریقہ کیا ہے یا وہ کون سے سادھن ہیں کہ جن کے کرنے سے اچھا پرنیام نکل سکتا ہے۔ تب تک کیول کسی کریا ماتر سے کچھ بھی ہاتھ پلے نہیں پڑا کرتا۔ جو بغیر ودھی کے ایشور پوجا کرتے ہیں۔ جو بھگتی اور پریم کی شرطوں کو پورا کرنے کے بغیر ایشور کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی مثال کولھو کے بیل کی مانند ہے جو رات دن ایک ہی چکر میں گھومتا رہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ آج میں بہت چلا اور شاید سینکڑوں میل کی دُوری پر آگیا ہوں۔ مگر جب آنکھ پر سے پٹی کھُلتی ہے تو وہ بیچارا اپنے آپ کو اسی جگہ دیکھتا ہے کہ جہاں وہ پرانہ کال کو کھڑا تھا۔ یہی حال ہماری سندھیا کا ہے۔ یہی حال پاٹھ اور جپ کا ہے۔ جب تک ودھی اور نیم انوسار کوئی کام نہ کیا جاوے تب تک ہم خواہ کتنے ہی گھنٹے آنکھ بند کئے بیٹھے رہیں۔ پرنتو کولھو کے بیل کی مانند ہمارے جیون کی رفتار اُسی جگہ رہے گی۔ آنکھ بند کر کے کچھ کال بیٹھ جانا بھگتی یا سندھیا نہیں ہے بگلا بھی تو پانی کے کنارے پر آنکھ بند کئے یا ٹانگ اُٹھائے ہوئے گھنٹوں تک کھڑا رہتا ہے۔ مچھلی پکڑنے والا گھنٹوں تک پانی کے کنارے ٹکٹکی لگائے سادھو بنے بیٹھا رہتا ہے مگر کیول ٹکٹکی لگا لینے سے یا آنکھ بند کر کے بیٹھ جانے سے ایشور

پراپتی نہیں ہوسکتی۔ ایشور پراپتی کے لئے بھگتی کی ضرورت ہے۔ اور بھگتی کی پہلی شرط برہم سمبندھ ہے۔ جب تک برہم کے ساتھ آتما اپنے سمبندھ کو انوبھو نہیں کرتا۔ تب تک وہ برہم یگیہ کیسے کر سکتا ہے۔ جب تک پتا اور پتر کے سمبندھ کا نشچیہ نہ ہو تب تک پتری بھگتی کیسے ہو سکتی ہے۔ جب تک استری اور پرش ایک دوسرے کے ساتھ اپنے سمبندھ کو انوبھو نہیں کرتے تب تک ان میں پتی اور پتنی بھگتی کا اُدے کیسے ہو سکتا ہے اور گرہست آشرم کیسے آنند دھام بن سکتا ہے؟ دنیا میں جس قدر کلیش ہے۔ سنسار میں جس قدر دکھ ہے۔ ہمارے ارد گرد جس قدر ہاہاکار ہے جس قدر چیخ پکار ہے۔ وہ کیول پرسپر کے سمبندھ سو ہیں ان میل کے کارن ہے۔ سمبندھ تو ہیں۔ پرنتو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ سمبندھ کیوں ہیں؟ اور کیسے ہیں؟ اس لئے دکھ ہوتا ہے۔ چھوٹی آیو میں بچے اور بچی کا وِواہ کر دیا جاتا ہے۔ ان میں پتی اور پتنی کا سمبندھ تو قائم کر دیا جاتا ہے۔ پرنتو نہ لڑکے کو پتہ ہے کہ یہ سمبندھ کیا ہے اور کیوں ہے؟ اور اس سمبندھ میں بندھنے کے فرائض کیا ہیں؟ یا اُس کی ذمہ واریاں کیا ہیں؟ نہ ہی لڑکی کو پتہ ہے کہ اس سمبندھ کی اُس پر کیا ذمہ واری ہے۔ دونوں ہی اگیانتا کی اوستھا میں جوڑ دئے جاتے ہیں۔ پرنیام یہ ہوتا ہے۔ کہ دونوں ہی دکھ میں پڑ کر روتے دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں نہ

ایک دوسرے کے لئے پریم ہے۔ نہ بھگتی۔ جہاں پریم نہ ہو۔ جہاں بھگتی نہ ہو۔ وہاں یدی ایرشا دویش پرسپرا وشواس۔ پرسپر پرہار کی اگنی پرچنڈ نہ ہو تو کیا ہو؟ سمبندھ میں بندھنے سے پہلے سمبندھ کو جاننے کی ضرورت ہے۔ ایشور بھگتی سے پہلے ایشور کے ساتھ اپنے سمبندھ کو جاننے کی ضرورت ہے۔ راج بھگتی سے پہلے راجہ کے کرتویہ اور پرجا کے فرائض کو جاننے کی ضرورت ہے۔ ہمارے راجہ ایڈورڈ ہفتم کا دیہانت ہو گیا۔ اس کے اظہار ماتم کے لئے بڑے بھاری جلسے منعقد ہوئے .... آج بھی ہم اس سورگ واسی راج راجیشور ایڈورڈ کے کلیان کے لئے منگل کامنا کرتے ہیں۔ ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ راجہ کے ساتھ ہمارا گوڑھ سمبندھ ہے۔ جب راجہ کے آدھین ہمارے جان و مال سورکھشت ہوں۔ جب راجہ کے آدھین ہم سوتنترتا سے اپنے دھرم کاریوں کو کر رہے ہوں۔ شاستر آگیا دیتے ہیں کہ اس کے لئے پرجا کے دل میں راج بھگتی ہو۔ تب جس مہاں پربھو کے آشرے سمست برہمانڈ کے راجہ و پرجا سورکھشت اپنے اپنے کاریہ کر رہے ہوں۔ اس مہاں پربھو کے لئے ہمارے دل میں کس قدر بھگتی کا ہونا ضروری ہے۔ جب مہاں پربھو کی بھگتی کرنے سے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ آتما آتمک اُنت

آتما اور پرماتما کا سمبندھ

سے اوپر ہو جاتا ہے۔ اس جہاں پر بھو کے ساتھ برہم سمبندھ کو جاننے اور گانٹھنے کی کس قدر آوشکتا ہے یہ برہم سمبندھ کیا ہے؟ اس کو اُپنشد اس پرکار ورنن کرتے ہیں

यथेमा नद्यः स्यन्दमानाः समुद्रायणाः
समुद्रं प्राप्यास्तं गच्छन्ति भिद्येते तासां नाम
रूपे समुद्र इत्येवं प्रोच्यते ॥ मुण्ड। ६-५

ارتھات جیسے ندی کا سمبندھ سمندر سے ہے۔ اسی طرح آتما کا سمبندھ پرماتما سے ہے۔ نانا پرکار کی ندیاں رات دن پہاڑوں کی چوٹیوں سے۔ لق و دق جنگلوں اور بیابانوں کے اندر سے پریم اور بھگتی کا گیت گاتی ہوئیں اپنے نام و روپ کو چھوڑ کر پریم ساگر میں جا کر لین ہو رہی ہیں۔ سمندر کیا ہے؟ وید میں پرماتما کو سمندر کہا گیا ہے۔ اس ادھیاتمک سمندر کے ساتھ ہمارا وہی سمبندھ ہے جو کہ ندی کا باہیک سمندر کے ساتھ ہے۔ تاتپریہ یہ ہے کہ جیسے پہاڑ کی چوٹیوں پر سے نکلی ہوئی ندی تمام پہاڑوں اور گھاٹیوں کو چیرتی ہوئی میدانوں اور بیابانوں کو طے کرتی ہوئی اس وقت تک آرام نہیں لیتی جب تک کہ وہ سمندر میں جا کر لین نہیں ہو جاتی۔ ٹھیک اس پرکار ایشور بھگتی اور ایشور بھگتوں کا حال ہے۔ جب وہ سمجھ لیتے ہیں کہ بھگتی کیا چیز ہے اور ایشور کے ساتھ اُن کا کیا سمبندھ ہے؟

تو وہ اس سمبندھ کو سارتھک کرنے کے لئے اور ایشور میں اپنے آتما کا آدھار اور آنند پانے کے لئے اُس وقت تک برابر یتن کئے جاتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اس کو حاصل نہیں کر لیتے۔ اُن کے راستہ میں روکاوٹیں آتی ہیں۔ وگھن پڑتے ہیں کٹھن پہاڑ چیرنے پڑتے ہیں۔ سنسار کی واسنؤں میں پھنسی ہوئی اندریوں کو دمن کرنا پڑتا ہے۔ من کو روکنا پڑتا ہے۔ لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں۔ پرنتو وہ یہ سب کچھ کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ برہم میں قائم ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی یہ اوستھا

तदा द्रष्टुः स्वरूपे ऽवस्थानं । योग:

کے انوسار ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس برہم سوروپ کے قائم ہونے پر آتما اور پرماتما کے ساکھشات درشن کرتے ہیں۔ شرتی کہتی ہے

एको वशी सर्वभूतान्तरात्मा एकं रूपं बहुधा यः करोति।

तमात्मस्थं ये ऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां सुखं शाश्वतं नेतरेषाम् ॥ क०उ० ५-१२॥

کہ جب آتما اس سمبندھ کو انوبھو کر لیتا ہے کہ اس سکل برہمانڈ میں چاروں طرف اسی ایک سروویاپک پرماتما کا جلوہ ہے۔ اسی کی چاروں طرف جیوتی پھیل رہی ہے۔ وہی سب آتماؤں میں براجمان ہے۔ یہ نانا پرکار کی رچنا اسی کی شکتی کا ظہور ہے

وہ ایک ہے - پرنتو ایک پرکار کی سرشٹی کا رچنے والا ہے - اور
ہر رنگ میں اسی کا جلوہ ہے - اُسی کی جیوتی ہے - پرماتما کے
جو سچے بھگت ہیں یا جنہوں نے یہ جان لیا ہے کہ ایشور کی بھگتی
ہی منش کو سنسار کو دُکھ ساگر سے پار اُتار سکتی ہے - وہ سکل برہمانڈ
ہیں اور پرتیک وستو میں اسی کا ہاتھ دیکھتے ہیں - اُسی کو سب
میں دیکھتے ہیں - اور سب کو اُسی میں دیکھتے ہیں - اسی پرکار وہ
ہر ایک قسم کی ایرشا دویش سے اوپر ہو کر پرم مکتی کو پراپت ہوتے
ہیں - ایسے ہی منشوں کو مکتی کا آنند مل سکتا ہے - ان کو ہی ایشور
بھگت کہا جا سکتا ہے - اُن کی ہی بھگتی پورن بھگتی ہوتی ہے -
کیونکہ وہ برہم سنبندھ کو انوبھو کرنے کے پشچات ہوتی ہے جب
منش برہم سنبندھ کو انوبھو کر لیتا ہے تو پھر اس کے اور برہم کے
بیچ میں کوئی وستو بھی بادھا ڈالنے والی نہیں رہتی - کیونکہ جب
تک آتما اور پرماتما کے درمیان کوئی بھی الجھن ڈالنے والی وستو
قائم رہتی ہے تب تک برہم سنبندھ قائم نہیں ہو سکتا - یہ میرا
ہے - یہ تیرا ہے - یہ میں ہوں - یہ وہ ہے - اس قسم کے خیالات
اور اس قسم کی اوستھا رکھتے ہوئے کہ اپنی آتما اور پرماتما میں برہم
سنبندھ قائم نہیں ہو سکتا - شرتی کہتی ہے :-

यस्मिन्सर्वाणि भूतान्यात्मैवाभूद्विजानतः।
तत्र को मोहः कः शोक एकत्वमनुपश्यतः॥

کہ وہ جو پرماتما کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اُن کی آنکھوں پر سے میرے اور تیرے کا پردہ اُٹھ جاتا ہے۔ اُن کے لئے نہ میرا باقی رہتا ہے نہ تیرا۔ ان کو سب جگہ اور سب میں اسی پارہ برہم پرماتما کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اُن کے لئے موہ کہاں اور شوک کس کا؟ کیونکہ جب اُن کے سامنے سوائے پرماتما کی بھگتی اور پرماتما کے پریم کے انتیہ اور اسار پدارتھوں کی بھگتی اور پریم ہی نہ رہا تو پھر موہ کس سے اور شوک کس کا؟ اُن کے لئے نہ آنے کی خوشی نہ گئے کا غم۔ ایشور پریم میں ڈوبا ہوا آتما بھگتی اور پریم کا آنند لیتا ہوا بے اختیار بول اُٹھتا ہے:-

नित्योऽनित्यानां चेतनश्चेतनानामेको बहूनां यो विदधाति कामान्। तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम्॥ कठो ५ . १३.

یہ میرا آتما انتیہ ہے۔ پرنتو پرماتما کے پریم کے بغیر وہ ایک پرکار سے ایک انتیہ وستو کی نیائیں مُردہ ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ایشور پریم ہی آتما کی زندگی ہے۔ یدی آتما میں ایشور پریم نہیں ہے۔ تو وہ چیتن ہوتا ہوا بھی اچیتن ہے۔ ایک ایشور بھگت نے اس ایشور پریم کے بارے میں کہا ہے:-

جا گھٹ پریم نہ سنچرے سو گھٹ جان مسان

جیسے کھال لوہار کی شواس لیت بن پران

لوہار کی کھال سانس لیتی نظر آتی ہے ۔ وایو کو اندر لے جاتی اور باہر نکالتی ہے ۔ بھٹی جل رہی ہے لوہا پگھل رہا ہے ۔ سب ہی کام ہوتے نظر آتے ہیں ۔ پرنتو آخر وہ کھال کھال ہی ہے ۔ اس میں پران نہیں ہے ۔ ٹھیک اسی پرکار ایشور پریم سے کورے منش نانا پرکار کے کرم کرتے دیکھے جاتے ہیں ۔ صبح سے لے کر شام تک ادھر اُدھر بھاگتے رہتے ہیں ۔ پُوجا پاٹھ بھی کرتے ہیں ۔ پرنتو یہ سب کچھ کر کے بھی وہ شام کو دیکھتے ہیں کہ اُن کا آتما شونیہ ہے ۔ اُس میں کوئی ایسی کمی ہے جو باہر کی چیزوں باہر کے پدارتھوں سے بھری نہیں جا سکتی ۔ وہ روٹی کھاتے ہیں ۔ پانی پیتے ہیں ۔ سوتے ہیں ۔ چلتے ہیں ۔ نانا پرکار کے بھوگ بھوگتے ہیں ۔ مگر پھر بھی اُن کے اندر سے یہی آواز آتی ہے کہ آتما شونیہ ہے ۔ ترپتی نہیں ہوئی ۔ ترپتی کیسے ہو اور کس سے ہو ۔ میں نے کہا ہے کہ آتما چیتن وستو ہے چیتن کی ترپتی کے لئے چیتن شکتی کی ضرورت ہے ۔ وہ چیتن شکتی پرماتما ہیں ۔ یہ جو آتما کے بھیتر شونیتا پرتیت ہوتی ہے ۔ پرماتما کے اندر سے بار بار یہی آواز آ رہی ہے کہ نانا پرکار کے بھوگوں کے بھوگنے کے باوجود بھی وہ شونیہ ہے ۔ یہ آواز کس چیز کو چاہتی ہے ۔ یہ خدا کی چیز کی غیر حاضری کو ظاہر کرتی ہے ۔ یہ ایشور پریم

کی ان اُپستھتی کا چنہ ہے ۔ اندر سے آواز آرہی ہے ۔ کہ مَیں
اشانت ہوں ۔ منش اندر کی شانتی کے لئے شراب پیتا ہے ۔
دھن جمع کرتا ہے ۔ نانا پرکار کے بھوگ بھوگتا ہے ۔ پرنتو پھر وہی
آواز آتی ہے مَیں اشانت ہوں ۔ مجھے میری خوراک دو ۔ مجھے
میرے سکھا میرے بندھو ۔ میرے پریم آسپد ۔ میرے پیارے
کے درشن کرواؤ ۔ تاکہ مجھے شانتی ملے ۔ وہ پریم آسپد ۔ وہ پریم
کا پیارا ۔ وہ آتما کا سکھا کون ہے ؟ وید بھگوان کہتا ہے :۔

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते ॥

آتما کا سکھا ۔ آتما کا دوست ۔ آتما کا آنند پرماتما ہے ۔ وہی
اس کا پیارا ہے ۔ وہی اس کا پریم آسپد ہے ۔ جب سنسار کے
اسار پدارتھ ان دونوں کے بیچ میں آکر بگھن ڈال دیتے ہیں
تب ہی آتما بلبلانے لگ جاتا ہے ۔ دُکھی ہوتا ہے ۔ اور اشانتی
سے بھر جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ ایک سادھارن سی بات ہے کہ جو
جس کا آدھار ہو ۔ اس سے اُس کے آدھار کو دور کردو ۔ تو
سوبھاوک دُکھ اور اشانتی ہوتی ہے ۔ آتما کا آہار پرماتما ہے ۔
وایو ہمارے لئے کس قدر کلیان کاری ہے ۔ یدی وایو نہ ہو تو
ہم چند منٹوں میں مرجائیں ۔ پرنتو جب اسی وایو میں مچھلی کو پانی
سے باہر نکال کر رکھ دیا جاتا ہے تو یہی وایو جو ہمارے لئے پران

کا آدھار ہے مچھلی کی موت کا کارن ہوتی ہے۔ اس لئے کہ مچھلی
کا پران آدھار پانی ہے۔ آتما کا آدھار پرماتما ہے۔ آتما پرماتما
سے دور رہ کر کبھی بھی شانتی نہیں پا سکتا۔ آتما کا پرماتما کے ساتھ
وہی سنبندھ ہے۔ جو نیتر کا روپ کے ساتھ ہے۔ یدی روپ
نہ ہو تو نیتر کسی کام کے نہیں۔ نیتر اسی وقت تک نیتر ہیں جب
تک کہ اُن کے لئے روپ موجود ہے۔ روپ کو نیتروں سے
دور کر دو۔ چاروں طرف اندھکار چھا جائیگا۔ اماوس کی اندھیری
رات میں نیتر تو موجود ہوتے ہیں۔ پرنتو روپ کا لوپ ہو جاتا ہے
یہی کارن ہے کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آتما نیتر ہیں۔ اور پرماتما
اُن کے لئے روپ ہے۔ یدی آتمک نیتروں کے لئے
پرماتمک روپ اُپستھ نہیں ہے تو اماوس کی راتری کی نیائیں
آتما ہوا بھی اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اور اشانت
رہتا ہے۔ آتما اور پرماتما کا آپس میں وہی سنبندھ ہے جو سگندھی
کا پشپ کے ساتھ ہے۔ یا رنگ کا پشپ کے ساتھ ہے۔ یدی
پشپ میں سگندھی نہیں ہے۔ رنگ نہیں ہے۔ کو ملتا نہیں
ہے تو وہ پشپ پشپ نہیں ہے۔ بلکہ ایک سوکھا ہوا کانٹا نظر
آتا ہے۔ آتما پشپ ہے۔ پرنتو پرماتما اس کی سگندھی ہے۔
یدی آتما میں سگندھی نہیں ہے۔ تو اس میں کیا سندیہہ ہے۔
کہ آتما پشپ ہوتا ہوا بھی شہد کی مکھیوں اور بھنوروں کو اپنی

طرف آکرشت کر لیتا ہے - شہد کی مکھی کو پھول کی طرف کھینچنے والی کونسی چیز ہے ؟ وہ اس کی سگندھی اور رنگت ہی ہے - پھول سے سگندھی کو الگ کر دو - پھول کس کام کا - پھول سے اُس کی کوملتا کو دور کر دو - پھول سوکھا کانٹا رہ جائے گا - استری کی شوبھا اُس کی لجّا ہے - یدی استری میں لجّا نہیں ہے تو وہ پتی برتا نہیں ہے - وہ دربدر ٹھوکریں کھاتی پھریگی - اسی پرکار جس آتما میں ایشور پریم نہیں ہے - اتھوا جو برہم کے ساتھ برہم سنبندھ کو انوبھو نہیں کرتا - وہ اس سے بِلگ ہو کر ایک نرلج استری کی طرح پدارتھوں اتھوا انیہ منشوں کو ہی اپنا اپاسیہ دیو سمجھ کر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے - اور اس کے آتما کو کدا پی شانتی پراپت نہیں ہو سکتی - پرنتو جب آتما کو اس برہم سنبندھ کا پتہ لگ جاتا ہے تب یہ بات سپشٹ ہو جاتی ہے - کہ وہ جس کی ہم نے بھگتی کرنی ہے - وہ کیا ہے ؟ اور کہاں ہے ؟ شرتی بتاتی ہے :-

तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके।
तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः

کہ وہ پار برہم اس تمام برہمانڈ میں اوت پرت ہے - اسی کی شکتی سے یہ برہمانڈ چکر کھا رہا ہے - سورج - چاند - پرتھوی اور تمام نکھشتروں کو وہی حرکت دے رہا ہے - وہ دُور سے دُور اور سمیپ سے سمیپ ہے - ارتھات جس آتما میں اس کا

پریم نہیں ہے۔ جو اُس کی بھگتی سے شونیہ ہے۔ جو دویہ چکشو ہین ہے۔ اس کے لئے پرماتما بہت دُور کی وستو ہیں۔ وہ ان کو اپلبدھ نہیں کر سکتا۔ پرنتو جس آتما میں ایشور پریم کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ جس کی آنکھیں کھُل گئی ہیں۔ جو اس کی بھگتی کے رنگ میں رنگا جا چکا ہے۔ پرماتما اُس کے اپنے اندر بس رہا ہے۔ اس کو ضرورت نہیں کہ وہ اس کو باہر کی چیزوں میں تلاش کرے۔ اس کو اوشکتا نہیں کہ وہ اس کو جڑھ پدارتھوں میں ڈھونڈتا پھرے۔ اس کا پریم اسپد اس کے اپنے اندر ہی موجود ہے۔ شرتی کہتی ہے۔ وہ پرماتما ہمارے آتما میں موجود ہے۔ وہ اس کے اندر اور باہر آورت ہے۔ یہاں پر پرشن ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ہمارے اندر ہی موجود ہے۔ جب وہ ہمارے آتما میں اوت پروت ہو رہا ہے۔ تو پھر ہمیں اس کی بھگتی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس کے ساتھ برہم سمبندھ قائم کرنے کی کیا اوشکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک آتما اور پرماتما میں یہ برہم سنبندھ قائم نہیں ہوتا۔ جب تک آتما اس بات کو انوبھو نہیں کر لیتا کہ اس کا برہم کے ساتھ واستو میں ایسا ہی سنبندھ ہے۔ اور جب تک وہ اس سنبندھ کے ذریعہ پرماتما سے اپنی آتمک خوراک حاصل نہیں کرنے لگ جاتا۔ تب تک اس کی اوستھا بالکل نستک اور شونیہ رہتی ہے۔ یدی ما لیول

میں جل بہ رہا ہے۔ تو کیول اس لئے کہ ندی کا سنبندھ سمندر کے ساتھ ہے۔ ندی کا جل سمندر میں گرتا ہے۔ سمندر اس جل کو سورج کی کرنوں دوارا اوپر اٹھاتا ہے۔ اور بادلوں کے روپ میں ندی کے مکھ میں ڈالتا ہے۔ یدی سمندر نہ ہو یا ندی کا سمندر کے ساتھ سمبندھ نہ ہو تو ندی سوکھ جائے۔ سمندر ہی تو اس کے مکھ میں جل ڈالتا ہے اور اس کو زندہ رکھتا ہے۔ جن نالابوں یا چھپڑوں کا سمندر یا کسی ندی کے ساتھ سنبندھ نہیں ہوتا۔ اُن کا پانی سڑ جاتا ہے اور سوکھ جایا کرتے ہیں۔ ہندو ماتر گنگا کی پوجا کرتے ہیں۔ اس کے جل کو پوتر سمجھتے ہیں۔ پرنتو یدی گنگا کا سمندر کے ساتھ سمبندھ نہ ہو۔ یا سمندر اپنے سنبندھ کے دوارا گنگا کے مکھ میں جل نہ پہنچائے تو گنگا گنگا نہیں رہ سکتی۔ اس کا شدھ جل شدھ نہیں رہ سکتا۔ وہ سوکھ جائے اور چھپڑ کے پانی کی طرح سڑ جائے۔ یہی حال آتما کا ہے۔ آتما کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے سے مہان کی شرن لے۔ کیونکہ جب تک وہ اپنے سے مہان شکتی کی شرن نہیں لیتا۔ تب تک وہ شکتی نہیں پا سکتا۔ وہ جیون لابھ نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ ویدوں میں پرماتما کو سمندر کہا گیا ہے۔ شرتی نے آتما کو ندی بتایا ہے۔ آتما کی ندی کا سمندر روپی پرماتما کے ساتھ سنبندھ نہیں ہے۔ تو یہ ندی سوکھ جائیگی پس آتمک جیون کے لئے آتما کو سرس رکھنے کے لئے ایشور

پریم اور ایشور بھگتی کی ضرورت ہے۔ اور ایشور بھگتی کے لئے سب سے پہلی شرط برہم سنبندھ کا قائم ہونا ہے ٭

شرون۔ منن اور کیرتن پرنتو کیول برہم سنبندھ کو اپلبدھ کرنے ماتر سے ہی ایشور بھگتی یا ایشور پریم کی منزل ارتھ نہیں ہو جایا کرتی جب تک یہ سنبندھ دن بدن گوڑھ اور درڑھ نہ ہو۔ برہم سنبندھ کو گوڑھ اور درڑھ کرنے کے لئے تین چیزوں کی اوشکتا ہے ٭ ارتھات شرون۔ منن اور کیرتن۔ یہ تین سادھن اس سنبندھ کو گوڑھ کرنے کے لئے اتی اوشیک ہیں۔ شرون کیا ہے؟ جہاں ایشور کی بھگتی کا ورنن ہو رہا ہو۔ جہاں ایشور پریم کی کتھا ہو رہی ہو جہاں ایشور بھگت بیٹھے ہوئے ایشور کی بھگتی کے بارے میں کچھ وچار کر رہے ہوں۔ وہاں شردھا پوروک جا کر بیٹھنا اور جو کچھ وہ کہہ رہے ہوں۔ ان کو دھیان پوروک سننا ہی ایشور کا شرون کرنا ہے۔ سننے کے بعد منن کرنے کی اوشکتا ہے۔ ارتھات جو کچھ ہم نے سُنا ہے۔ اس پر وچار کیا جاوے۔ چنتا کی جاوے۔ اور اس کو اپنے آتما میں دھارن کیا جائے جس قدر ہم وچار کرتے ہیں۔ اسی قدر ہم پر اس کا رنگ چڑھتا جاتا ہے۔ اور یہ ایک سوبھاوک ہی بات ہے۔ کہ جس چیز کا آتما ادھک جاپ کرتا ہے۔ ارتھات جس چیز کا اس پر ادھک رنگ چڑھا ہوتا ہے۔ وُہ اُٹھتے بیٹھتے اسی کا ادھک کیرتن کرتا

ہے۔ یدی ہم خراب صحبت میں جاتے ہیں۔ یا خراب باتیں سُنتے ہیں تو ہمارے من میں بھی خراب ہی خیال اُٹھتے ہیں۔ یا منن کرتے ہیں۔ اس کا ہمارے سوکھشم شریر پر اثر پڑتا رہتا ہے۔ بلکہ ہمارا سوکھشم شریر بنتا ہی ہمارے وچاروں سے ہے ہم اپنے وچاروں سے اپنے سوکھشم شریر کو جس قسم کا بھی چاہیں بنا سکتے ہیں۔ اور اس پر جو بھی رنگ چڑھانا چاہیں چڑھ سکتا ہے۔ جیسے ہمارا باہر کا ستھول شریر جسم جس قسم کا ہم بھوجن پاتے ہیں۔ اسی قسم کا بنتا جاتا ہے۔ یدی ہم خراب بھوجن پاتے ہیں تو ہمارا شریر بھی دُربل۔ کمزور۔ بیماریوں کا گھر بنتا جاتا ہے۔ اسی طرح یدی ہم اپنے آتما کو خراب خوراک دیتے ہیں۔ ہم بُری باتیں سُنتے ہیں۔ بُرا ہی چنتن کرتے ہیں۔ تو ہمارا سوکھشم شریر ویسا ہی بُرا بنتا جاتا ہے۔ شاستر کہتے ہیں:۔

यन्मनसा ध्यायति तद्वाचा वदति यद्वाचा वदति तत कर्मणा करोति यत कर्मणा करोति तदभि सपद्यते ॥

جس قسم کے وچاروں میں من مگن رہتا ہے۔ اسی قسم کے شبد بھی اس کے مُکھ سے نکلتے ہیں۔ اور جس قسم کے شبد اس کے مُکھ سے نکلتے ہیں۔ اسی قسم کے وہ کرم بھی کرتا ہے۔ اور جس قسم کے وہ کرم کرتا ہے۔ اسی قسم کا اس کو پھل ملتا ہے۔ یدی

من میں اچھا چنتن ہو۔ تو بانی سے بھی اچھے ہی شبد نکلتے ہیں۔ پرنتو من وہی کچھ منن کرتا ہے۔ جو کچھ وہ شروَن کرتا ہے۔ اس لئے شروَن کی مہماں سب سے پہلے کی گئی ہے۔ تلسی داس نے کہا ہے:۔

دھن دارا سنت لکھشمی پاپی گرہ بھی ہو
سنت سماگم ہری کتھا تلسی دُرلبھ ہو

ارتھات دھن۔ دولت۔ استری۔ بچے۔ دُنیا کا ایشوریہ تو ایک پاپی منش کو بھی حاصل ہیں۔ ان کو پا کر کوئی شخص شانتی نہیں پا سکتا۔ شانتی کا کیول ماتر اُپائے ایشور کا پریم ہے۔ ایشور بھگتی ہے۔ اور وہ کہاں سے حاصل ہوتی ہے اور کیوں کر ملتی ہے۔ ایشور بھگتوں کی سنگت کرنے سے اور اُن کے وچنوں کو شروَن کرنے سے۔ اُپنشد کہتے ہیں:۔

उत्तिष्ठत जाग्रत प्राप्य वरान्निबोधत क्षुरस्य धारा निशिता दुरत्यया दुर्गं पथस्तत्कवयो वदन्ति ॥ कठो०

اے سنسار کے سُکھوں میں اور سنسار کے وشیوں میں مست ہونے والے آتما اُٹھ۔ جاگ۔ اور ایشور بھگتوں کی سنگت میں بیٹھ ایشور کتھا کا شروَن کر۔ سنگت میں بیٹھنے اور ایشور کتھا کا شروَن کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ ہم ناچ رنگ سُنیں۔ کیوں

نہ ہم کھیل تماشوں میں شامل ہوں۔ کیوں نہ ہم دُنیا کے آنند بھوگیں یہ ایشور پریم کی پکار۔ ایشور بھگتی کا جنجال کون سہیڑے۔ بات ٹھیک ہے۔ ایشور پریم ایک کٹھن منزل ہے۔ ایشور بھگتی ایک دُرلبھ چیز ہے۔ سنسار کے سکھوں میں اور سنسار کے کھیلوں میں پھنسا ہوا آتما اس طرف توجہ نہیں دیتا۔ اُپنشد کہتا ہے کہ ایشور پریم ایک چھُرے کی دھار ہے۔ جو اس پر قدم رکھتا ہے وہی کٹ جاتا ہے۔ کٹنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ مر جاتا ہے بلکہ اس کے اندر جو میل ہوتی ہے۔ وہ جل جاتی ہے۔ جیسے سُنار کی بھٹی میں سونے کو جلانے اور پگھلانے سے اس کی میل جل جاتی ہے۔ ٹھیک اُسی طرح ایشور پریم کی اگنی میں آتما کو جلانے سے اُس کی میل دُور ہو جاتی ہے۔ پرنتو یہ پریم کا پیالہ کون پی سکتا ہے۔ اس پریم کی اگنی میں کون جل سکتا ہے۔ ایک ایشور بھگت نے کہا ہے ؎

پریم پیالہ جو پئے سیس دکھشنا دے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لے

کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ میں پھنسا ہوا منش کیا سیس دے سکتا ہے۔ وہ ایشور پریم کا آنند کیا لے سکتا ہے۔ آتما ایک وقت میں ایک ہی چیز کا آنند لے سکتی ہے۔ جو منش سنسارک سُکھوں یا سنسارک بھوگوں کے آنند میں ہی ڈُوب رہا ہے۔ وہ اس سُکھ

کے راستہ کو چھوڑ کر ایشور پریم کے خشک راستے پر کیسے چل سکتا ہے ۔ اسی لئے اپنشد میں لکھا ہے کہ ایشور پریم یا ایشور پراپتی کا مارگ چھُرے کی دھار ہے اور یہ مارگ اتی تنگ ہے ۔ اتی کٹھن ہے ۔ اس پر چلنا کسی کا ہی کام ہے ۔ پرنتو اس کے ساتھ یہ بھی ستیہ ہے ۔ کہ ایک دفعہ آتما میں ایشور پریم کی لہر اُٹھ آئے آتما میں ایشور بھگتی کا سروت جاری ہو جائے ۔ پھر اس سے بڑھ کر آنند دینے والی کوئی دوسری وستو نہیں رہتی ۔ منش کو ایک دفعہ ایشور پریم کا چسکہ پڑ جائے ۔ پھر بار بار وہ اسی کی طرف جائیگا ۔ اسی کا شروَن کر کے اس کو آنند آتا ہے ۔ اسی کا منن کر کے اس کو سُکھ ملتا ہے ۔ اور وہ رات دن اسی کا کیرتن کرتا رہتا ہے ۔ اسی پرکار اس کے سوکھشم شریر میں ایک پریورتن ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ دھیرے دھیرے اس کا سوکھشم شریر ہی ایسا بن جاتا ہے کہ وہ ایشور پریم ایشور بھگتی میں تدرُوپ ہو جاتا ہے ۔ اُپنشد کہتا ہے :-

यथोदकं शुद्धे शुद्धमासिक्तं तादृगेव भवति। एवं मुनेर्विजानत आत्मा भवति गौतम॥ कठो॰ ४. १५.

جیسے صاف اور شدھ جل صاف اور شدھ برتن میں ڈالنے سے اُس کے ساتھ مل کر تدرُوپ ہو جاتا ہے ۔ ارتھات اُس

کے ساتھ ہل جاتا ہے۔ اُسی پرکار ایشور بھگت کا آتما تمام میل سے پاک وصاف۔ شُدھ اور پوتر ہو کر ایشور پریم میں تدرُوپ ہو جاتا ہے۔ پرنتو ایسا کب ہوتا ہے جبکہ آتما کے اوپر سے میل کے پردے دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ میل ایشور پریم کی اگنی میں جلانے سے ہی جل سکتی ہے اور یہ ایشور پریم تب ہی اُتپن ہوا کرتا ہے۔ جبکہ منش ایشور کے وشے میں شردھا پورک شروَن کرتا رہے۔ اور جو کچھ شروَن کرے اس پر وچار کرے اور جو وچار کرے اسی کا پھر کیرتن کرے۔ اربھات جہاں جائے۔ اُس کا یش گائے۔ اس کی مہاجہان کرے۔ یدی اُس نے شروَن اور منن کے دوارا اپنے آتما کو ایشور پریم میں درڑھ کر لیا ہے۔ تو پھر اس کو ہری یش کیرتن کے لئے ادھک یتن نہیں کرنا پڑتا۔ آنند کی دھارا اس کے اندر بہنے لگتی ہے۔ پریم کا ساگر اس کے اندر موجیں مارنے لگتا ہے۔ اور وہ ہر سمے ہی ایشور پریم میں مگن رہتا ہے ؞

تن ۔ من ۔ دھن کا سمرپن شروَن ۔ منن اور کیرتن ان تینوں ساؔدھنوں کے بعد سمرپن کی منزل آتی ہے۔ جب ایشور بھگت میں ایشور پریم کا اُدے ہوتا ہے۔ تو وہ اپنا سب کچھ اُسی کے سمرپن کر دیتا ہے۔ پرنتو سمرپن کی منزل اتی کٹھن ہے۔ یہ نہایت ہی دُشوار گزار گھاٹی ہے۔ پرنتو سنتیہ یہ ہے کہ جب تک یہ تین پرکار کا

سمرپن نہیں ہوتا۔ تب تک ایشور بھگتی پورن نہیں ہوتی۔ سمرپن کے بغیر یہ تو سنبھو ہے کہ ایشور بھگت کے دل میں پرماتما کے پریم کی ترنگیں اُٹھتی ہوں۔ پرنتو وہ چرسنھائی نہیں ہو سکتیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ ایک سمے وہ ایشور کے پریم میں متوالا ہو جاتا ہے مگر دوسرے سمے میں اس کا آتما بالکل شونیہ اور شُشک ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کا کارن کیا ہے؟ جیسا میں نے پہلے کہا ہے۔ آتما چیتن ہے چیتن آتما کے لئے چیتن شکتی کی اوشکتا ہے۔ چیتن آتما چاہتا ہے کہ وہ اپنے چیتن سکھا چیتن بندھو پرماتما کے سنگ رہے۔ وہ اس کے سمیپ جاتا بھی ہے۔ پرنتو چونکہ اس نے ابھی تک تن۔ من۔ دھن کا سمرپن نہیں کیا۔ اس لئے اس سمبپسنھ اوستھا میں اس کو جب ہی اپنے تن من یا دھن کا خیال آتا ہے۔ وہ اپنے سکھا سے دور ہو جاتا ہے اور پریم میں وگھن پڑ جاتا ہے۔ یدی ان تمام چیزوں کو پرماتما میں سواہا کر دیا جائے۔ تو پھر اُس کے پیچھے آتما نہیں بھٹکے گا۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ان کا سمرپن کیسے ہو سکتا ہے۔ تن کا سمرپن بڑا سہل ہے۔ دھن کا سمرپن بھی بڑا آسان ہے۔ پرنتو من کا سمرپن بڑا کٹھن ہے۔ من بڑا ہی چنچل اور وشیگھر گامی ہے۔ ایشور بھگت اپنے تن اور دھن کو سمرپن کر کے من کو بھی سمرپن کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ دیکھتا ہے کہ من اس کے قابو میں نہیں آتا۔

وہ سوچتا ہے کہ اس کو کیونکر قابو کرے۔ اور کیونکر اس کو ایشور
پریم کی ویدی پر چڑھاوے۔ ہم ستھول وستوؤں کا سمرپن بہت
جلدی اور بہت آسانی سے کر سکتے ہیں۔ مگر جو چیز جتنی زیادہ
سوکھشم ہوتی ہے۔ اسی قدر ہمارے لئے اس کا پکڑنا اور سمرپن
کرنا کٹھن ہوتا ہے۔ من جو اتی سوکھشم اور وشیگھر گامی ہے اس
کا قابو کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ پرنتو من کے سمرپن سے پہلے
تن کا سمرپن کرنا اوشیک ہے۔ کیونکہ تن کے سہارے پر ہی
من کلبلیں کرتا ہے۔ یدی تن کو پہلے ایشور پریم کی ویدی پر
قربان کر دیا جائے۔ تو پھر من کا قربان کر دینا بڑا ہی آسان ہو
جاتا ہے۔ پراچین کال میں جو یگیہ رچے جاتے تھے تو اُن میں
رشی مُنی اسی قسم کی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ اُن میں پشو بُدھ
نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی پشو اندریوں کو اُن میں قربان کیا کرتے
تھے۔ وہ اپنے تن کو ایشور پریم کی ویدی پر سواہا کرتے تھے۔ وہ
ایک تپ کا زمانہ تھا۔ پشو اندریوں کو مار کر تن من دھن کو پرماتما
کے سمرپن کر کے ایشور پریم کی اگنی میں سواہا کر دینے کا زمانہ تھا
جب ملشوں کی اوستھا پتنت ہوگئی اور وہ تپ کے ادھیکاری
نہ رہے۔ سنسارک بھوگوں میں پھنس گئے۔ اندریوں کو قربان
کرنے کی بجائے اُن کو موٹا کرنے لگ گئے تو انہوں نے بجائے
اِن پشو اندریوں کی قربانی کے پشوؤں کو مار کر یگیہ میں ڈالنا

شروع کر دیا۔ اور پشو اندریوں کی قربانی پشوؤں کی قربانی میں بدل دی گئی۔ کرشن بھگوان نے کہا ہے کہ یگیہ کئی پرکار کے ہیں۔ سب سے اُتم یگیہ پشو اندریوں کا بلیدان ہے۔ ضرورت ہے کہ منش آنکھ کی قربانی کرے۔ کان کی قربانی کرے۔ ناک کی قربانی کرے۔ ہاتھ اور پاؤں کی قربانی کرے۔ ان تمام انگوں کو ایک ایک کر کے ایشور کے لئے قربان کرے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمارے پراچین رشی منی پشوؤں کے انگ کاٹ کاٹ کر یگیہ میں ڈالا کرتے تھے۔ یہ سمجھیا ہے۔ وہ پشوؤں کے انگ کاٹ کر یگیہ میں آہوتی نہیں دیتے تھے۔ بلکہ وہ اپنے انگوں کو ایک ایک کر کے ایشور کے سمرپن کرتے تھے۔ وہ آنکھ کی قربانی کرتے تھے۔ آنکھ کی قربانی کیا ہے۔ آنکھ کا وشے رُوپ ہے جہاں وہ سُندر وستو دیکھتی ہے۔ وہاں ہی وہ اس کے پیچھے ہو لیتی ہے۔ چاہے اس میں پاپ ہو چاہے پُن۔ اس طرح رُوپ کے پیچھے بھاگنے والی آنکھ انیک بار منش کو گرانے کا کارن بنتی ہے۔ کتنے ہی رشیوں مُنیوں کا تپ کیول آنکھ کی قربانی نہ ہونے سے بھنگ ہو گیا۔ سُندر استری کو دیکھا۔ آنکھ اس کے پیچھے ہو لی سُندر وستوؤں کو دیکھا۔ آنکھ ان کے پیچھے بھاگ نکلی۔ تو من بھی اُدھر ہی چل پڑا۔ جب من چل پڑا۔ تو پھر تن کی کیا طاقت تھی جو اُس کا ساتھ نہ دیتا۔ پرنام یہ ہوا کہ آنکھ نے اُن کے بیارے

یگیہ کو بھسم کر ڈالا۔ اور ان کا تمام تپ مٹی میں مل گیا۔ اسی لئے رشی لوگ اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ اپنے اپنے ایک ایک انگ کو پرماتما کے سامنے قربان کیا جاوے۔ اسی طرح کان کا وشے کیا ہے؟ جب وہ میٹھی آواز یا شبد کو سنتا ہے تو جھٹ اُدھر بھاگ نکلتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی من بھی دوڑنے لگتا ہے۔ من کے ساتھ تن بھی حرکت کرنے لگتا ہے۔ نتیجہ پھر وہی ہوتا ہے کہ یگیہ میں بگھن پڑ جاتا ہے۔ رشیوں کو ضرورت ہوئی کہ کان کو بھی اس یگیہ میں قربان کر دینا چاہئے۔ اسی طرح ناک کا وشے ہے سونگھنا۔ جب وہ کسی سگندھی والی وستو کو سونگھتا ہے تو اُس میں لپت ہو جاتا ہے۔ اس کے لپت ہونے سے من بھی اسی طرف جاتا ہے۔ من کے ہلنے سے یگیہ میں پھر وگھن پڑتا ہے۔ اس لئے رشیوں نے دیکھا کہ یگیہ کو سپھل کرنے کے لئے اور اس کو سکل وگھنوں سے بچانے کے لئے ناک کی بھی قربانی ضروری ہے۔ زبان کا وشے رس ہے۔ زبان کسی سواد والی وستو کو چکھتی ہے تو اسی میں پھنس جاتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ وہی سواد والی وستو پھر ملے۔ تو اچھا ہے۔ من اسی چیز کے واسطے بھاگتا ہے۔ من کے بھاگنے سے یگیہ میں پھر وگھن پڑتا ہے۔ رشیوں نے دیکھا کہ زبان بھی یگیہ میں وگھن ڈالتی ہے۔ اس کو بھی قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی پرکار وہ ایک

ایک انگ کو جو کہ ایشور بھگتی کے یگیہ میں وگھن ڈالتا تھا۔ قربان کر دیتے تھے۔ پرنتو قربانی کا تاتپر یہ یہ نہیں تھا۔ کہ وہ اُن انگوں کو کاٹ کاٹ کر آگ میں آہوتی دیتے تھے۔ نہیں بلکہ وہ اُن کو ان کے وشیوں سے روکتے تھے۔ وہ ان تمام راستوں کو روک دیتے تھے۔ کہ جن کے ذریعہ چنچل من باہر بھاگ جاتا ہی اُن کا سارا یتن اس من کو قابو کرنے کے لئے ہوتا تھا۔ کیونکہ من جیتے جگ جیت ہے۔ من ہارے جگ ہار۔ اندریوں کو اُن کے وشیوں سے روکنا اتی کٹھن کاریہ ہے۔ کیونکہ یہ اندریاں ہی ہیں کہ جن کے دوارا من ادھر اُدھر ڈانواں ڈول رہتا ہے اور قابو میں نہیں آتا۔ یدی ان کا نرودھ ہو جائے۔ تو پھر من کا قابو کر لینا آسان ہو جاتا ہے۔ پتنجلی منی یوگ شاستر میں کہتے ہیں:۔

योगश्चित्तवृत्ति निरोधः। यो: १।२

ارتھات یوگ کیا ہے۔ چت کی برتیوں کا نرودھ ہی یوگ ہے۔ چت کی برتیوں کا نرودھ ہی مہاں یگیہ ہے۔ ان تمام اندریوں کی قربانی کی ضرورت ہے۔ بھگوان بُدھ نے اسی یگیہ کی مہما پرگٹ کرنے کے لئے اپنے بھکشوؤں سے کہا تھا۔ کہ یگیہ کا تاتپر یہ پشو بُدھ نہیں ہے۔ بھگوان بُدھ کے زمانہ میں پشو ہنسا بہت ہوتی تھی۔ مورکھ اور اگیانی لوگ پشو اندریوں کی قربانی کو چھوڑ کر پشوؤں کی قربانی کرتے دیکھے جاتے تھے۔

پرنتو بھگوان بدھ نے اُن کو سمجھایا کہ قربانی سے مُراد پشوؤں کی قربانی نہیں ہے بلکہ اپنی اندریوں کی قربانی ہے۔ بھگوان بدھ اپنے بھکشوؤں کو اُپدیش کرتے ہیں۔ بھکشوؤ! یہ ایک عجیب نظارہ ہے کہ اس مہان یگیہ میں جب تک آنکھ کو نہیں جلایا جاتا۔ جب تک من کو نہیں جلایا جاتا۔ جب تک ناک کو نہیں جلایا جاتا۔ جب تک ہاتھ اور پاؤں کو جلایا نہیں جاتا۔ تب تک یگیہ کی پورتی کٹھن ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس اگنی میں آگ جل رہی ہے۔ کان جل رہے ہیں۔ ناک جل رہا ہے۔ ہاتھ جل رہے ہیں۔ پاؤں جل رہے ہیں۔ من بھی جل رہا ہے ارتھات تمام پشو اندریاں جل کر بھسم ہو رہی ہیں۔ یہ یگیہ تپ کا یگیہ ہے۔ جب تک کوئی منش تپ کے یگیہ میں اپنی تمام خواہشوں کو قربان نہیں کر دیتا۔ تب تک اس کا یہ یگیہ پورن نہیں ہو سکتا۔ تات پریہ یہ ہے کہ ایشور پراپتی کے لئے ایک یگیہ کی ضرورت ہے۔ ایشور پریم کی اگنی کی اوشکتا ہے جس میں منش اپنی تمام اندریوں کو۔ اپنی تمام خواہشات کو بھسم کر دے کیونکہ جب تک وہ اس اگنی میں جلتا نہیں۔ تب تک وہ شدھ اور پوتر کیسے ہو سکتا ہے۔ اندریوں کی قربانی یہی ہے۔ کہ اُن کو اُن کے وشیوں سے روکا جائے۔ ایک راجہ کی کہانی مشہور ہے کہ اس نے اپنی تمام عمر وشے بھوگ میں برباد

کردی - اس نے اپنی جوانی کے دنوں میں کبھی تپ نہیں کیا تھا - بلکہ رات دن وشے بھوگ میں ہی لگا رہتا تھا - جب اُس کی اندریوں نے جواب دینا شروع کیا - اور اُس کی حالت بہت ہی خراب ہونے لگی - تو اس کو بہت دُکھ ہوا اور وہ تیر کمان لے کر جنگل میں چلا گیا - اور سوچنے لگا کہ آنکھ نے ہی مجھے تباہ کیا ہے - کیونکہ اسی کے ذریعے میں ایک سُندر استری یا وستو کو دیکھ کر اس کی طرف بھاگا - آنکھ ہی مجھے اس طرف لے گئی - پس آنکھ ہی میری دُشمن ہے - سب سے پہلے اس کے تیر مارونگا - اس نے پھر سوچا کہ آنکھ کا ہی کیا دوش ہے بڑا دوش تو میرے کانوں کا ہے - وہ مجھے ایک ایک مدھر آواز کی طرف لے گئے - اور انہوں نے مجھے تباہ کیا - پس کیوں نہ پہلے اس کان پر ہی تیر ماروں - راجہ تیر کمان میں رکھتا ہے - مگر پھر سوچتا ہے کہ کان کا بھی کیا قصور ہے - زبان نے سب سے بڑا پاپ کیا ہے - زبان کے بس ہو کر میں نے کتنے ہی پشوؤں کا بدھ کیا - اور کتنے ہی ابھکش پدارتھ کھائے جنہوں نے میری پشو اندریوں کو اوتیجت کیا - پس زبان سب سے زیادہ پاپی ہے - پہلے زبان کے تیر لگانا چاہئے - وہ تیر کس لیتا ہے اور قریب ہے کہ چھوڑ دے - کہ اتنے میں اُس کو خیال آیا کہ زبان کا بھی کیا قصور ہے - سب سے بڑا پاپی تو دل ہے

اس دل میں کوئی ایسی وستو موجود ہے۔ جو یہ سب کام کرداتی ہے۔ اور اسی نے مجھے تباہ کیا ہے۔ پہلے اس کو ہی مارنا چاہیئے یہ کہہ کر وہ دل کی طرف تیر سیدھا کرتا ہے۔ اتنے میں بھگوان بُدھ اس کے سامنے آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ راجن! کس کو مار رہے ہو؟ راجہ جواب دیتا ہے۔ بھگوان! میری اندریوں نے مجھے تباہ کر دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک ایک کر کے تیر سے ہلاک کر دوں۔ بھگوان بُدھ جواب دیتے ہیں۔ راجن! اندریوں نے کیا دوش کیا ہے۔ اِندریوں کو تیر سے مار کر تیرا کلیان نہیں ہوگا۔ اس چیز کو مار جو تیری اِندریوں کو چلا رہا ہے ارتھات اِندریوں کا سوامی جو من ہے۔ جب تک تُو اس کو قابو نہیں کرتا۔ تب تک تیرا کچھ بھی نہیں بنے گا۔ راجہ کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور وہ تپ میں لگ جاتا ہے۔ تات پریہ یہ ہے کہ جب تک پشو اِندریوں کو ویدی پر نہیں چڑھایا جاتا جب تک اُن کے پشو دھرم کا تیاگ نہیں کیا جاتا۔ تب تک من کا قابو آنا بھی کٹھن ہے۔ اِندریوں کا تیاگ یہی ہے کہ وہ ڈانواں ڈول ادھر اُدھر نہ بھٹکتی پھریں۔ آنکھ کی قربانی یہ ہی کہ اُس کو اُس کے وشے سے روک کر قابو کیا جاوے۔ یہ نہ ہو کہ آنکھ جس طرف چاہے بھاگتی پھرے۔ یا کان جو آواز سُننا چاہے وہ شریر کو اسی طرف کھینچ کر لے جاوے۔ نہیں ان

سب کو پرماتما کے سمرپن کرنے کی اوشکتا ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ جو پشو یگیہ میں بلی کئے جاتے ہیں۔ وہ دوسرے لوک میں جاکر زندہ ہو جاتے ہیں۔ یہ خیال متھیا ہو۔ اتھوا ستھیہ پرنتو اس میں سندیہہ نہیں ہے کہ جو اندریاں پرماتما کی بھگتی میں بلی کی جاتی ہیں۔ جو اس ویدی میں چڑھا دی جاتی ہیں۔ وہ اوشیہ ہی زندہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی تمام میل دُھل جاتی ہے۔ ان میں جو پاپ کے مارگ پر چلنے کی اوشکتی ہے۔ وہ پُنیہ کے مارگ پر چلنے لگتی ہے۔ پاپ ہی موت ہے۔ جب اندریاں پاپ کے مارگ سے ہٹ گئیں۔ تو من بھی اس طرف نہیں جائے گا۔ جب من اور اندریاں دونوں ہی پاپ کے مارگ سے ہٹ گئے تو پھر دُکھ کا ہے کا۔ اور ڈر کس سے آتما کی میل دُھلنے لگتی ہے۔ اور وہ ادھک سے ادھک ایشور بھگتی کے پریم میں رنگا جانے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تدروپ ہو جاتا ہی اُپنشد کہتے ہیں:-

यस्तु विज्ञान वान् भवति समनस्कः सदा शुचिः। स तु तत्पदमाप्नोति यस्माद्भूयो न जायते॥ कठो० ३० २०

یعنی جوں ہی من کے سنکلپ وکلپ شُدھ ہو جاتے ہیں آتما کے اندر ایشور پریم کی جیوتی اُتپن ہوتی ہے۔ وہ مرتیو سے

اوپر ہو جاتا ہے۔ ارتھات وہ ایک جیون مُکت آتما ہو جاتا ہے
پرنتو پرشن پھر وہی ہے کہ من کو کیسے قابو کیا جاوے۔ یہ
جو ایشور پریم کی جیوتی کا ستھان ہے۔ جو ایشور بھگتی کا کیندر
ستھان من ہے۔ اس کو کیسے وش میں کیا جائے۔ اس کو کیونکہ
سمرپن کر دینے سے تن سو تم ہی سمرپن ہو جاتا ہے۔ پرنتو من
کو سمرپن کرنے کے لئے کیا اُپائے ہے۔ اس کے لئے ایک
ہی سادھن ہے۔ اور وہ کیول یہی ہے کہ من میں سنکلپ
کیا جائے۔ کہ مَیں سمرپن کر دیا گیا ہوں یعنی من کو کہا جاوے۔
کہ تُو میرا نہیں رہا۔ بلکہ تجھے کسی دوسرے کو دے دیا گیا ہے
اس کو بار بار یہی کہا جاوے۔ اس سے من میں یہ بھاؤ اُتپن
ہوگا۔ کہ جب وہ اپنا نہیں ہے۔ تو پھر اس میں اپنے من
مانے بھاؤ بھی پیدا نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ اُسی کی اچھیا
انوسار اس میں بھاؤ پیدا ہوں۔ کہ جس کو یہ سمرپن کر
دیا گیا ہے۔ جب من کو ایشور کے سمرپن کر دیا جائیگا۔ تو پھر
اس میں بھاؤ بھی ایشور بھگتی کے ہی اُتپن ہونگے۔ من کے
سمرپن کے بارہ میں ایک کتھا آتی ہے۔ کہ ایک دفعہ راجہ
جنک یاگیہ ولکیہ رشی کے پاس پدھارے اور انہوں نے
اُن سے پرارتھنا کی کہ ہے بھگوان! مَیں کونسا اپائے کروں
کہ جس سے میرا من قابو ہو اور ایشور بھگتی میں لگے۔ رشی

نے کہا کہ ہم اس کا سادھن آپ کو بتا دینگے - پرنتو پہلے آپ ہم کو دکھشنا دیں - راجہ نے کہا کہ آپ یدی چاہیں - تو میں سارا راج پاٹھ آپ کو دکھشنا دے سکتا ہوں - رشی اُتر دیتے ہیں کہ راج پاٹھ تیرا نہیں ہے - یہ تو ایک چلتی پھرتی مایا ہے - یہی راج ہے جو پہلے تیرے پتا اور پتامہا کے پاس تھا - اب تیرے پاس ہے - جب یہ تیرے پتا اور پتامہا کے پاس نہ ٹھہرا تو تیرے پاس کیا ٹھہرے گا - پس راج تیری وستو نہیں ہے - کسی ایسی وستو کا دان دو - جو تمہاری اپنی ہو - راجہ نے کہا کہ میں اپنا تمام دھن آپ کے ارپن کرتا ہوں - رشی نے کہا کہ دھن بھی آپ کا نہیں ہے - کیونکہ اس کا بہت سا حصّہ تیرے بزرگوں نے جمع کیا اور وہ بھی رعایا سے مانگ کر اکٹھا کیا - جو پرجا کا مال ہے - وہ تیرا مال نہیں ہے - پرجا کا مال پرجا کا ہی ہے - وہ اُس کی ہی بھلائی میں خرچ ہونا چاہئے - تیرا اس پر کیا ادھیکار ہے - تُو تو اس کی رکھشا کے لئے پرماتما کی طرف سے بھیجا گیا ہے - رکھشک کو کداپی بھکشک نہ ہونا چاہئے - پس تُو جو دھن کی دکھشنا دیتا ہے - وہ تیری اپنی وستو نہیں ہے - کوئی ایسی دکھشنا دے جو تیری اپنی ہو - راجہ بولتا ہے کہ مہاراج یہ گھوڑے گاڑیاں ہاتھی - بیل اتیادی تو میرے ہیں - آپ ان کو دکھشنا میں گرہن

کیجئے - رشی اُتر دیتے ہیں - کہ یہ بھی تیری وستو نہیں ہے -
یہ بھی تُو نے باہر سے پکڑ کر اپنے پاس جمع کر رکھے ہیں - آج
تیرے پاس ہیں - کل کسی دوسرے کے پاس چلے جائینگے
راجہ کی آنکھیں کھُلتی ہیں - اور اس کو تمام پدارتھ اپنے سے
جُدا پرتیت ہوتے ہیں - آخرکار وہ بولتے ہیں - کہ بھگوان !
میں اپنے تن کو آپ کے ارپن کرتا ہوں - رشی اُتر دیتے ہیں
کہ تن ارپن کرنے سے بھی کچھ نہیں بنتا - تن تو کیول ایک مُردہ
وستو ہے - اس کے ارپن کرنے سے بھی ایشور پراپتی نہیں
ہو سکتی - راجن ! اگر دکشنا دینا چاہتے ہو تو من کی دکھشنا دو -
راجہ خوش ہو کر بولے - بھگوان ! میں من کو آپ کے ارپن کرتا
ہوں - رشی نے کہا اچھّا جاؤ - اب تم کو ایشور کی پراپتی ہوگی
راجہ جنگ چلے گئے اور ایشور کے دھیان میں لگ گئے -
مگر انہوں نے دیکھا کہ من ویسے کا ویسا ہی ڈانواں ڈول ہے
اور ایشور کی طرف سے بے مُکھ ہے - وہ پھر رشی کے پاس
آئے اور کہنے لگے - بھگوان ! اب بھی ایشور پراپتی نہیں ہوتی
من ویسے کا ویسا ہی چنچل ہے - رشی نے اُتر دیا - راجن !
تُو نے دوسرے من کا سمرپن نہیں کیا - اسی لئے تجھے
ایشور پراپتی نہیں ہوئی - یدی تُو نے من کا سمرپن کر دیا تھا -
تو پھر تیرے من میں یہ خیال ہی کیسے پیدا ہوا کہ پرمیشور

کی پراپتی نہیں ہوئی ؟ راجن! یدی تُو نے من کو دے دیا ہوتا۔ تو اس میں یہ خیال کہ اپنی پیدا نہ ہوتا۔ کیونکہ جو وستو اپنی نہیں رہتی یا دوسرے کو دے دی جاتی ہے۔ تو پھر اُس میں اپنی بھاؤنا رکھنا پاپ ہے۔ جب من سمرپن کر دیا گیا۔ تو پھر اُس میں اپنی طرف سے کوئی بھی خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے۔ تاتپریہ یہ ہے کہ جب تک من کو ہر ایک پرکار کے وچاروں اور ہر ایک پرکار کی ترنگوں سے خالی نہیں کیا جاتا۔ تب تک وہ ایشور کے پریم میں مگن نہیں ہو سکتا۔ من کا سبھاؤ ہے۔ کہ ایک وقت میں ایک ہی چیز کا چنتن کر سکتا ہے۔ ایک سمہ میں اس کے اندر ایک ہی لہر اُٹھ سکتی ہے۔ یدی اس میں سنسار کے پدارتھوں کے خیال اُٹھ رہے ہیں۔ یدی وہ سنسار کے بھوگوں کے خیال میں اُلجھا ہوا ہے۔ یدی اس میں سنسار کے تعلقات کی لہریں اُٹھ رہی ہیں۔ تو اس میں ایشور کا چنتن کیسے ہو سکتا ہے؟ من بہت ہی دُور تک گمن کرنے والی شکتی ہے۔ وہ بہت ہی وسیع ہے۔ اس میں بڑے سے بڑا خیال سما سکتا ہے۔ پرنتو ایک سمہ میں وہ ایک کا ہی چنتن کر سکتا ہے۔ دو کا نہیں۔ ایشور پریم کی لیلا نیاری ہے۔ ایک ایشور بھگت نے کہا ہے:۔

جب میں تھا تب ہر نہیں جب ہر تب میں ناں

پریم گلی اتی سانکری تاں میں دو نہ سماں

ارتھات جب تک میرے من میں میرے وچار اُتپن ہو رہے تھے تب تک میں یہ سمجھ رہا تھا کہ میں بڑا بُدھیمان ہوں۔ میں بڑا چتر ہوں۔ میں بڑا دھنی ہوں۔ میں بڑا بلوان ہوں۔ میں بڑا سندر ہوں۔ میرے پاس یہ دھن ہے یہ دولت ہے۔ اتنے بیٹے ہیں انیادی۔ تب تک میرا من ان ہی چیزوں میں پھنسا ہوا تھا۔ اور اس میں پرماتما کا چنتن ہونا اتی کٹھن تھا۔ پرنتو جب میں نے ان چیزوں کو اپنے من کے اندر سے نکال دیا۔ جب میں نے اپنی "میں" کو مار دیا۔ جب انانیت دُور ہو گئی۔ تو ایشور پریم کا جلوہ مجھے نظر آیا۔ اس کے پریم کی چنگاری نے میری تمام "میں" کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اور مجھے پتہ لگا کہ میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ ساری چیزیں جن کو میں اپنی سمجھتا تھا اور جن کے پیچھے میرا من دن رات چلائمان رہتا تھا۔ وہ سب ہی سب پریم رس سے شُشک اور شونیہ ثابت ہوئیں۔

اب وہ ایشور کے پریم میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے۔ ایشور بھگت کہتا ہے کہ پریم کی گلی بہت ہی تنگ ہے۔ اس میں دو نہیں سما سکتے۔ جب تک من میں دو کا خیال رہتا ہے۔ تب تک پریم اُتپن نہیں ہو سکتا۔ مسیح نے کہا ہے کہ تم ایشور اور پرکرتی کی ایک ساتھ

پُوجا نہیں کر سکتے۔ اس کا یہ بھی تاتپریہ ہے کہ ایشور بھگتی اور ایشور پریم کے لئے من کا ایشور کے سمرپن کر دینا سب سے پہلی شرط ہے۔ جب تک من میں پراکرت پدارتھوں کے خیال اُٹھتے رہتے ہیں۔ تب تک من اُن کے سمرپن رہتا ہے لیکن جب ایشور پریم کا اس میں اودے ہوتا ہے۔ تب پراکرت پدارتھوں کا پریم دھیرے دھیرے کم ہونے لگتا ہے۔ پرنتو پرشن پھر وہی ہے۔ کہ من کو کیونکر ایشور کے سمرپن کیا جاوے اس کا سادھن جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے۔ کیول یہی ہے۔ کہ من کو کہا جاوے کہ مَیں نے تجھے دے دیا۔ تُو اب میرا نہیں ہے۔ تُو ایشور کا ہے۔ ایشور ہی تیرا پران آدھار ہے۔ ایشور ہی تیرا سہائی ہے۔ ایشور اِچھّا ہی تیرا کرتویہ ہے۔ اے من ایشور اِچھّا کو پالن کر۔ ایشور تیرے ساتھ ہو۔ ایشور کا سایہ تجھ پر ہو۔ تو ایشور اِچھّا سے باہر مت جا۔ تُو ایشور کا ہے اور ایشور تیرا ہے اس پرکار بار بار من کو کہا جاوے۔ اور اُس میں ایک لہر پیدا کر دی جاوے۔ تو پھر وہ بھی سمجھنے لگتا ہے کہ وہ ایشور کے آدھین ہے۔ ایشور اِچھّا کا پالن کرنا اس کا کرتویہ ہے۔ ایشور پریم میں مگن ہونا۔ ایشور بھگتی کا آنند اُٹھانا اس کا ایک ماتر سادھن ہے۔ اسی طرح بار بار اس کو ایشور کے سمرپن کرنے سے بار بار اس کو یہی کہنے سے کہ تُو ایشور کا ہے۔ من ایک دن اُس کا ہو جاتا

ہے اور وہ سوبھاؤک ہی اس طرف جانے لگتا ہے۔ کیونکہ من میں یہ شکتی ہے کہ اس کو جس طرف لگاؤ وہ لگ جاتا ہے۔ من کے لگنے کے ساتھ اندریاں بھی اسی طرف لگ جاتی ہیں۔ اُپ نشد کہتا ہے:-

यस्तु विज्ञानवान भवति युक्तेन मनसा सदा तस्येन्द्रियाणि वश्यानि सदश्वा इव सारथे

कठो० ३-६

کہ جب من یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ وہ ایشور کا ہے تو وہ داہیہ پدارتھوں کے پیچھے بھاگنے سے رک جاتا ہے۔ داہیہ پدارتھوں کے پیچھے بھاگنے سے ہی وہ ملین ہوتا ہے۔ ملین من پر ایشور پریم کا رنگ کیسے چڑھ سکتا ہے۔ یہ ستیہ ہی کہا ہے ؎

سورداس اس کاری کملیا پر چڑھت نہ دوجو رنگ

ملین من پر ایشور پریم کا رنگ نہیں چڑھتا۔ پرنتو جب وہ اُدھر سے ہٹ جاتا ہے تو اس میں ایک پرکار کی جیوتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک پرکار کی لہر اُتپن ہوتی ہے۔ اس اوستھا میں من اپنی چنچلتا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور تمام اندریاں بھی اُس کے ادھین ہو جاتی ہیں۔ وہ ایک سدھے ہوئے گھوڑے کی طرح ہو جاتا ہے۔ جہاں چنچل اوستھا میں وہ نانا پرکار کی کلیلیں کرکے نانا پرکار کے ناچ ناچ کر اندریوں کو بھی خراب رستے پر لے

جاتا تھا۔ اور سنٹر بیرُوپی گاڑی کو دولتّے مار مار کر توڑ رہا تھا۔ وہاں اب اُن کے وش ہو جانے سے کیول یہی نہیں۔ کہ اندریاں بھی وش ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ جسم بھی سور کھشت ہو جاتا ہے۔ اُس کی بُدھی اوجل ہونے لگتی ہے۔ اس میں سوئم ہی ایک پرکار کا پرکاش ہونے لگتا ہے۔ اُپ نشد کہتے ہیں:۔

विज्ञान सारथिर्यस्तु मनः प्रग्रहवान्नरः सो
ऽध्वनः पारमाप्नोति तद्विष्णो परमं पदम् ॥ ३०२

چنچل من کے قابو ہونے سے بُدھی اوجل ہوتی ہے۔ اور وہ گیان رُوپی لگام سے من کو ایشور کی طرف لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ من میں ایشور پریم کی ترنگیں اُٹھنے لگتی ہیں۔ اور وہ اس کے پریم میں مگن ہو جاتا ہے۔ ایشور پریم ہی کے ذریعہ وہ پرم پد کو پراپت ہوتا ہے۔ پرنتو جب تک من سنغفر نہیں ہوتا جب تک من ایشور کے سمرپن نہیں کیا جاتا۔ تب تک وہ ادھر اُدھر ہی بھٹکتا رہتا ہے۔ من سے بڑھ کر کوئی بھی آوارہ گرد نہیں ہے۔ سوتے جاگتے چلتے پھرتے یہ آوارہ گردی کرتا رہتا ہے۔ کھاتے وقت منہ ہل رہا ہے۔ ہاتھ ہل رہے ہیں۔ دانت کام کر رہے ہیں۔ زبان کام کر رہی ہے۔ پرنتو من کسی

اور ہی جگہ کی سیر کر رہا ہے۔ کتاب سامنے رکھی ہے۔ آنکھیں اکھشروں کو دیکھ رہی ہیں۔ کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ پرنتو من کسی دوسری جگہ کی ہی سیر کرنے میں لگا ہوا ہے۔ پرنتو اپنی اچھا شکتی پر زور دے کر اُسی من کو رات کو سوتے سمے کہہ دو۔ کہ آج تین بجے جاگنا ہے۔ سنبھو ہے کہ پہلے دن وُہ تین بجے نہ جاگ سکے۔ پرنتو دوسرے دن دڑھتا سے کہہ دو۔ کہ آج تین بجے اوشیہ ہی جاگنا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہی آوارہ گرد من جو دن بھر ادھر اُدھر بھٹکتا رہا ہے۔ کس پرکار وہ آپ کی آگیا کو پالن کرتا ہے۔ عین تین بجے کے قریب وہ آپ کو جگا دیگا۔ آپ کی آنکھ کھُل جائے گی۔ اگر آپ میں سے اس بات کا کسی نے تجربہ نہ کیا ہو تو وہ کر سکتا ہے۔ تات پریہ یہ کہ من جہاں چنچل ہے۔ وہاں وہ آگیا کاری بھی ہے۔ آپ اس کو جس طرف لگانا چاہیں لگا سکتے ہیں۔ جیسے رات کو سوتے سمے آپ اس کو کہہ دیتے ہیں کہ اتنے بجے جاگنا ہوگا۔ وہ ٹھیک اُسی وقت جگا دیتا ہے۔ حالانکہ نہ آپ کے پاس آواز دینے والا کوئی نوکر ہے نہ الارم والی گھڑی ہے۔ نہ کوئی دُوسرا جگانے والا ہے۔ یدی اُسی من کو کہہ دیا جاوے۔ کہ تجھے ایشور کے سمرپن کر دیا گیا۔ تو جب وہ ایک حالت میں تمہاری آگیا کو پالن کرتا ہے تو دوسری حالت میں کیوں نہیں کرے گا۔ اوشیہ ہی کریگا۔ پرنتو ضرورت

اس بات کی ہے کہ اس کو بار بار کہا جاوے کہ مجھے دے دیا۔ مجھے دے دیا۔ مجھے ایشور کے سمرپن کر دیا۔ سنبھو ہے کہ آپ یہاں پر یہ شنکا کریں۔ کہ رات کے سمہ جو ہمیں جگانے والی شکتی ہے وہ من نہیں ہے بلکہ وہ سب کا کانشنس ہے۔ پرنتو ایسا نہیں ہے۔ جس کو سب کا کانشنس کہا جاتا ہے۔ وہ من سے کوئی علیحدہ وستو نہیں ہے۔ یہ من ہی ہے جو جاگتے سمہ بھی جاگتا رہتا ہے اور سونے سمہ بھی جاگتا رہتا ہے۔ وید بھگوان کہتے ہیں:۔

यज्जाग्रतो दूरमुदैति दैवं तदु सुप्तस्य तथैवैति दूरंगमं ज्योतिषां ज्योतिरेकं तन्मे मनः शिव संकल्पमस्तु ॥ यजु० अ० ३४. १०

کہ من جاگتے سمہ تو دُور دُور بھاگتا ہی رہتا ہے۔ پرنتو سوتے سمہ وہ اس سے بھی دُور دُور جاتا ہے۔ من ہی آتما میں دیپک ہے۔ یدی من کے سنکلپ وکلپ شُدھ ہیں۔ من پرماتما کے آدھین ہو گیا ہے۔ من میں ایشور پریم کی لہر اُٹھ رہی ہے۔ تو اس دیپک میں ایشور پریم کی جیوتی سوئم ہی دیپ مان ہو جاتی ہے۔ ویدمیں بار بار پرماتما سے یہ ہی پرارتھنا کی گئی ہے۔ کہ پرماتمن میرے من کو شدھ کرو۔ اس میں شُدھ سنکلپ اُتپن ہوں۔ یدی من شُدھ ہو گیا ہے۔ من پرماتما کے سمرپن ہو گیا

ہے تو اس میں ہر سمہ اسی کا خیال پیدا ہوگا۔ من اُسی کی طرف بھاگے گا۔ یہاں تک کہ سوتے سمہ بھی من ایشور کی بھگتی میں ہی مگن رہے گا۔ کیونکہ یہ سوبھاوک ہے کہ من جس چیز یا جن چیزوں کا ادھک چنتن کرتا رہتا ہے۔ جن چیزوں کا خیال جاگتے سمہ اُس کو گھیرے رہتا ہے۔ وہی چیزیں اور وہی خیالات سوتے سمہ بھی اُس کو آدباتے ہیں۔ یدی جاگتے سمے من کی اوستھا ٹھیک ہو۔ وہ ایشور پریم میں مگن رہتا ہو۔ تو اُس کے لئے یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ سوتے سمہ ادھر اُدھر چلائمان ہو سکے۔ اس پرکار جب من پرماتما کے سمرپن ہو جاتا ہے۔ تو وہ بھگتی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس میں ایک نیا جیون اُتپن ہوتا ہے۔ اس میں نیا تیج اور بل آتا ہے۔ اس کی کمزوری دُور ہونے لگتی ہے۔ جو من پہلے ذرا ذرا سے پرلوبھنوں میں پھنس کر گر جاتا تھا۔ اب ایشور کے سمرپن ہو جانے سے وہ ایسا بل پراپت کرتا ہے۔ کہ کوئی بھی پرلوبھن اس کو گرا نہیں سکتا۔ اُس کی سوئی ہوئی طاقتیں بیدار ہونے لگتی ہیں۔ ایشور پریم کے گپت بھید اس پر کھلنے لگتے ہیں۔ اور وہ انیک بار ایسے نظارے دیکھتا ہے کہ جن کو دیکھ کر وہ پربھو کے پریم میں ناچنے لگ جاتا ہے مست ہو جاتا ہے۔ اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے۔ سب طرف اُسی کا جلوہ دیکھتا ہے۔ من کی یہ اوستھا آدرنیہ ہے۔ اس کو شبدوں میں ورنن

نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ایشور بھگت نے من کی اسی اوستھا کے بارے میں کہا ہے ؎

محرم ہو سو جانے سادھو ایسا لوک ہمارا
بِنا بادری بُوندیں برسیں بِن سُورج اُجیارا

ایشور پریم کی بادشاہت میں بادل اور سورج کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔ اُپنشد کہتے ہیں :-

न तत्र सूर्यो भाति न चन्द्रतारकं नेमा विद्युतो भान्ति कुतोऽयमग्निः तमेव भान्तमनुभाति सर्वं तस्य भासा सर्वमिदं विभाति ॥ ५०६५०

یہ باہر کا سورج اپنی جیوتی سے باہر کی چیزوں کو جیوترمان کر سکتا ہے۔ مگر وہ آتما میں اس جیوتی کا پرکاش نہیں کر سکتا۔ جو کہ ایشوریہ جیوتی ہے۔ چندرماں اپنی شیتل چاندنی سے ونسپتی کو رس دے سکتا ہے۔ ہمارے جسموں میں تیج اور کانتی اُتپن کر سکتا ہے۔ پرنتو چندرماں اپنی ساری شیتلتا کے ساتھ پرماتما سے بےمکھ ہو کر تڑپنے والے آتما کو کدا پی شانتی نہیں دے سکتا چندرماں کی جیوتی اماوس کی رات کے اندھیرے کو دُور کر سکتی ہے۔ پرنتو وہ آتما کے اندھیرے کو دُور نہیں کر سکتی۔

یہ اندھیری رات میں چمکنے والے تارے بہت سے اندھیرے

کو دُور کر سکتے ہیں۔ بہت سے بھُولے بھٹکے مسافر رات کے سمے ان ستاروں کی مدد سے اپنا راستہ پا سکتے ہیں۔ انتھاہ سمندروں میں سفر کرنے والے جہاز دھرو ستارے کی سہائتا سے اپنا سفر سُگھن رُوپ سے طے کر سکتے ہیں۔ پرنتو جو آتما بھوساگر میں ڈوب رہا ہے اور غوطے کھا رہا ہے۔ وہ ان ستاروں کی مدد سے اس بھوساگر سے پار نہیں ہو سکتا۔ اس کی زندگی کے جہاز کو یہ ستارے کنارے پر نہیں لگا سکتے۔ یہ وِدُت ارتھات بجلی نانا پرکار سے منش کے لئے لابھدائیک ہو سکتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانے اس کے ذریعے چلائے جا سکتے ہیں۔ اماوس کی اندھیری رات کے اندھیرے کو بجلی کا لیمپ دُور کر سکتا ہے۔ پرنتو آتما کے اندھیرے کو یہ بجلی کی شکتی بھی دُور نہیں کر سکتی۔ اگنی ہمارے لئے کتنی ہی لابھدائیک کیوں نہ ہو۔ اگنی اپنی شاریرک رکھشا کے لئے ایک ماتر بڑا بھاری سہارا ہے۔ یدی اگنی نہ ہو تو ہمارا شریر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ اگنی یا حرارت ہی ہے جو ہمارے شریر کو ستھر رکھے ہوئے ہے اس حرارت کے کم ہونے سے ہمارا شریر دُربل ہونے لگتا ہے اسی اگنی کے ادھک ہو جانے سے ہم روگی ہو جاتے ہیں۔ اگنی ہمارے شاریرک جسم کا رکھشک ہے۔ پرنتو جب آتما میں ایشور پریم کی اگنی نہیں جل رہی۔ وہ مُردہ ہے۔ اس مُردہ آتما میں یہ

شاریرک اگنی بھی کوئی تیج اتپن نہیں کر سکتی - ایشور ہی آتما کا سورج ہے - ایشور ہی آتما کا چندرماں ہے - ایشور ہی آتما کے لئے دھرو تارہ کی مانند ہے - ایشور پریم ہی آتما کے لئے ودُیت ہے - ایشور پریم ہی آتما کی اگنی ہے - یہ باہر کا سورج باہر کا چندرما باہر کے ستارے باہر کی بجلی اور آگ ایشور کا پرکاش نہیں دے سکتے - یہ پرکاشمان ہوتے ہوئے بھی اس کے پرکاش کے سامنے پرکاش ہین ہیں - پرنتو جب ہی من پرماتما کے سمرپن کر دیا جاتا ہے - اندر کے کواڑ کھل جاتے ہیں - پردے دُور ہو جاتے ہیں - ایشور پریم کا اُدے ہوتا ہے - اور پھر کیا ہوتا ہے :-

प्रूषन्नेकर्षे यम सूर्य्य प्राजापत्य
व्यूह रश्मीन् समूह तेजो यत्ते रूपं कल्याणतमं
इत्यादि ॥

آتما کے اندر اُسی کی جیوتی کا پرکاش ہو جاتا ہے - چاروں طرف اُسی کا پرکاش نظر آتا ہے - جڑ اور چیتن میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے - ایشور پریم کی ترنگیں آتما کے بھیتر اُٹھنے لگتی ہیں ایشور بھگتی کا رنگ چڑھنے لگتا ہے - من اس رنگ سے رنگا جا کر ایشور پریم میں ڈوب جاتا ہے - اور وہ ایک متوالے اُنمت کی نیائیں اس پربھو کے پریم میں مست ہو کر گاتا پھرتا ہے :-

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं ...

प्रविष्टौ परमे परार्धे ॥ कठो० ३० २०

جیسے باہر کی گرمی سے دگدھ ہوا ہوا پُرش شیتل جل کو پیتا اور شانتی حاصل کرتا ہے۔ اسی پرکار اس سنسار کی دگدھ کر دینے والی اشانتی انیادگ۔ ہردے داہک اگنی سے جلا ہوا آتما ایشور پریم کے رس کو پیتا ہے۔ جس قدر وہ اس پریم رس کو پیتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ امر ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس شریر میں رہتا ہوا ہی جیون مُکت ہو جاتا ہے۔ اب اس کے لیے ضرورت نہیں رہتی کہ وہ سنسارک بھوگوں میں رس تلاش کرے۔ کیونکہ وہ جیتے جی اسی شریر میں رہتا ہوا پرماتما کے پریم میں ڈوبا ہوا سورگ میں نواس کر رہا ہے۔ سورگ کیا ہے؟ بھوگوں کی جگہ نہیں ہے۔ بھوگ روگ لاتے ہیں۔ کنتو ایشور پریم ہی سورگ ہے۔ اُپنشد کہتے ہیں :-

स्वर्गे लोके न भयं किञ्चनास्ति न तत्र त्वं
न जरया बिभेति। उभे तीर्त्वाशनायापिपासे
शोकातिगो मोदते स्वर्गलोके॥ कठ० १.१२

جس اوستھا کا نام سورگ کی اوستھا ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ ابھے پد کی پراپتی ہے۔ جب من ہی ایشور پریم میں ڈوب گیا۔ تو پھر بھے کس کا رہا۔ من ہی تو تھا جو بھے کا لانے والا تھا۔ اب

جبکہ من پرماتما کے پریم میں مگن ہے تو بھے کا لانے والا کون؟
اور بھے کس کا۔ پھر وہ سورگ کیا ہے۔ شرتی کہتی ہے کہ وہ ایسی
اوستھا ہے۔ جہاں مرتیو کا دخل نہیں ہے۔ جب آتما ایشور پریم میں
ڈوب گیا۔ جب آتما کی ندی پرماتما روپی سمندر میں مل گئی۔ تو
پھر اس کو سڑنے گلنے کا کیا ڈر۔ جب تک پانی ایک چھپڑ میں
بند رہتا ہے۔ تب تک اس کے سڑنے اور خشک ہو جانے کا
اندیشہ ہوتا ہے۔ مگر جب اس کا مکھ سمندر کے ساتھ مل گیا۔ اکھوا
اُس میں شُدھ اور پوِتر جل کی دھارا بہنے لگ گئی۔ تو پھر اُس
کے جلنے سڑنے یا خشک۔ ہونے کا کیا خطرہ رہا۔ جب تک آتما
ایک بُوند کی نیائیں سنسار کی وگدھ کر دینے والی شلا پر گرتا رہتا
ہے۔ وہ ایشور پریم سے شونیہ رہتا ہے۔ مگر جب پرماتما روپی سمندر
میں مل گیا۔ تو پھر اُس کے لئے خشک ہونے کا کیا بھے۔ وہ تو
سورگ میں پہنچ گیا۔ امر ہو گیا۔ سورگ کیا ہے۔ اُپ نشد کہتا ہے
کہ اُس میں تر و تازگی ہے۔ مُرجھانا یا سُوکھنا یا بُوڑھا ہونا نہیں
ہے۔ ایشور پریم کیا ہے۔ یہی تو سُورگ ہے۔ ایشور پریم کبھی بوڑھا
نہیں ہوتا۔ اس کو جس قدر بڑھاتے جاؤ گے۔ اسی قدر ادھک
آنند آتا ہے۔ جس قدر آتما ایشور میں ڈوبتا جاتا ہے۔ اُسی قدر
وہ دُنیا کی بھوک پیاس سے اوپر ہوتا جاتا ہے۔ دُنیا کے پدارتھ
سنسار کے بھوگ اس کے لئے رس ہین ہوتے جاتے ہیں۔

جس قدر وہ ایشور پریم میں بڑھتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ دُکھ سے مُکتی پاتا جاتا ہے۔ اُپنشد کہتے ہیں کہ آتما کی اسی اوستھا کا نام سورگ ہے۔ اسی کا نام بہشت ہے۔ یہ سورگ آتما کے بھیتر موجود ہے۔ اس کی چابی من کے سمرپن کرنے میں ہے۔ من کو پرماتما کے سمرپن کر دو۔ اس سورگ کا دروازہ کھُل جائیگا۔ جب تک من کو ایشور کے سمرپن نہیں کیا جاتا۔ تب تک تن اور دھن کے سمرپن کرنے سے کچھ بھی نہیں بنتا۔ کتنے ہی منش ہیں جو اپنی اندریوں کو سنیم ہی کٹھن سادھنوں کے دوارا نرادریہ کر دیتے ہیں۔ کتنے ہی منش ہیں جو اپنے سروسیہ دھن کا سواہا کر دیتے ہیں۔ انھوا جوئے میں اُڑا دیتے ہیں۔ پرنتو چونکہ اُن کا من ایشور کے سمرپن نہیں ہوتا۔ اس لئے تن اور دھن کی قربانی کر کے بھی وہ ایشور پریم سے بنچت رہتے ہیں۔ یدی من کی قربانی ہو جائے۔ من کو پرماتما کے سمرپن کر دیا جائے۔ تو پھر سب ہی پرکار کی قربانیاں سپھل ہو جاتی ہیں۔ اور منش جیتے جی ایشور بھگتی میں رنگا جا کر جیون مُکت ہو جاتا ہے ؞

ایشور اُپاسنا جب تن۔ من اور دھن تینوں ہی پرماتما کے ارپن ہو گئے۔ تب وہ اوستھا آتی ہے۔ جبکہ منش ایک شسش بھاؤ سے پرم گورو پرماتما کے نکٹ ہو کر اس سے یاچنا کرتا ہے کہ ہے گورو! میرا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور میں کچھ بھی

نہیں ہوں۔ جو کچھ ہے تُو ہی ہے۔ ہے پرماتمن! میری وِدّیا میری بُدھی تچھ ہے۔ میرا بل کچھ بھی نہیں ہے۔ ہے گیان کے بھنڈار! تم اپنے گیان سے میرے آتما کو اُجل کرو۔" اس پرکار جب ایک خالی اور شُدھ من سے پرماتما کی اُپاسنا کی جاتی ہے۔ تو اس کا ادشیہ ہی پھل ملتا ہے۔ پرنتو شرط یہ ہی ہے کہ پرماتما کے پاس شش بھاؤ سے جاوے۔ کیونکہ جو اپنے آپ کو پہلے ہی گیان سے بھرپور دیکھتا ہے۔ اُس کو ایشوریہ گیان کہاں سے پراپت ہو سکتا ہے۔ پرماتما کے دربار میں ایک کوری چادر کی طرح جانے کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس پر ایشور بھگتی کا رنگ چڑھ سکے۔ جس کا من اشُدھ ہے جس پر دُنیا کی چیزوں کے رنگ چڑھے ہوتے ہیں۔ اس پر ایشور بھگتی اور ایشور پریم کا رنگ کیسے چڑھ سکتا ہے۔ اُپ نشد کہتے ہیں:-

नायमात्मा प्रवचनेन लभ्यो न मेधया न बहुना श्रुतेन। यमेवैष वृणुते तेन लभ्यस्तस्यैष आत्मा वृणुते तनूं स्वाम्॥ कठो० १। २। २३

کہ ایشور پراپتی کا سادھن کیا ہے؟ اور کن بات ہم ایشور کو کیسے پراپت کر سکتے ہیں؟ شُرتی کہتی ہے۔ کہ یدی ہم یہ چاہیں

کہ اس کے بارے میں کیول سُننے ماتر سے ہی ہم اس کو حاصل کر سکتے ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ ہم کو اگر ہماری بُدھی کا بھروسا کہ ہم بُدھی کے زور سے پرماتما کو حاصل کر سکتے ہیں تو ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ ترک و ترک سے بھی ہم اس کے درشن نہیں کر سکتے۔ اس کے درشن کرنے کا ایک سادھن ہے۔ اور وہ اس کی اُپاسنا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ ایشور کے پاس ہمیں شِشیہ رُوپ میں جانا چاہیئے۔ اپنی وِدّیا۔ بُدھی آدی پر کوئی بھروسا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ نمر بھاؤ سے ہم پرماتما کے دربار میں پرارتھنا کریں۔ تاکہ اس کی ہم پر کرپا ہو اور وہ ہمیں اپنے درشن کا ادھیکاری سمجھیں۔ کیونکہ پرماتما کی ہی کرپا سے ہم اس کے درشن کر سکتے ہیں۔ جب ہمارا تن من اور دھن سب ہی کچھ اُس کے ارپن ہو گیا۔ تو نسندیہہ وہ ہم پر اپنا اشیرواد کرتے ہیں۔ اور ان کی بھگتی اور پریم کا رنگ ہمارے اوپر چڑھنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ ہم اُس رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔

پرا اور اپرا بھگتی جس بھگتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ دو قسم کی ہے ایک پرا بھگتی اور دوسری اپرا بھگتی۔ پرا بھگتی کیول پرماتما کے لئے ہے۔ اپرا بھگتی پرماتما کی پراپتی کے لئے سنسارک پدارتھوں کی بھگتی ہے۔ اپرا بھگتی کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل۔

منش کے چیتن سمبندھوں کے لئے بھگتی۔ دوسرے جڑھ پدارتھوں کے لئے بھگتی۔ چیتن سمبندھوں کے لئے بھگتی کیا ہے؟ وہ یہ کہ ماتا پتا کے ساتھ ہمارا پریم ہو۔ اُن کے لئے ہمارے دل میں عزّت ہو۔ ہم اُن کی سیوا کریں۔ اُن کی آگیا پالن کریں۔ ان کو آنندت رکھیں۔ اسی طرح سنتان کے لئے ہمارے دل میں پریم ہو۔ ہم اُن کی اچھّی طرح پالنا کریں۔ اور بھائیوں کے لئے ہمارے دل میں پریم اور بھگتی ہو۔ پتی کے دل میں پتنی کے لئے اور پتنی کے دل میں پتی کے لئے پریم اور بھگتی ہو۔ دونو پرسپر پریم اور پریتی سے رہیں۔ ایک دُوسرے کا آدر ستکار کریں۔ ایک دوسرے کی عزّت کریں گرہست کے کاموں کو پریتی پورک سرانجام دیں۔ اسی طرح نوکر کے دل میں آقا کے لئے پریم اور بھگتی ہو۔ آقا کے دل میں نوکر کے لئے پریم اور بھگتی ہو۔ اس بھگتی کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جاوے۔ راجہ کے لئے بھگتی ہو مُلک کے لئے بھگتی ہو۔ مُلک والوں کے لئے بھگتی ہو۔ منشوں سے گذر کر پشوؤں کے لئے ہمارے دل میں پریم ہو۔ دوسرے سنسارک پدارتھوں کے لئے پرماتما سے ہم پرارتھنا کریں کہ ہماری کیرتی پھیلے۔ ہمارا یش بڑھے۔ ہمارا تیج ادھک ہو۔ ہم برہم تیج کو پراپت کریں ہماری بھجا میں بل آئے۔ ہمارے پشو ادھک ہوں۔ ہمارا مکان

سُندر ہو۔ صاف ہو۔ کیونکہ جب تک ہمارے ارد گرد کے یہ تمام سامان اور تمام سنبندھ ٹھیک نہیں ہوتے۔ تب تک ہم پرماتما کی بھگتی میں کیسے من لگا سکتے ہیں۔ یدی مکان صاف ہو۔ ستھرا ہو۔ اس کی دایو اچھّی ہو۔ ایکانت ہو۔ کسی قسم کا شوروغل نہ ہو تو وہاں ایشور دھیان کرنے سے خودبخود ہی آنند آتا ہے۔ یدی مکان میلا اور گندہ ہے۔ ایک طرف گوبر پڑا ہے۔ دوسری طرف کوئی خراب چیز پڑی ہے شوروغل ہو رہا ہے تو وہاں ایشور کا دھیان کیسے ہو سکتا ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح یدی ہمارے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں۔ گھر میں لڑائی دنگہ رہتا ہے۔ باہر والوں کے ساتھ لڑائی ہے جھگڑے ہیں۔ ادھر بچّے رو رہے ہیں ادھر استری ناراض ہے۔ وہاں پر ہم ایشور کا دھیان کیسے کر سکتے ہیں۔ شاستر بتاتے ہیں کہ منش جس قسم کے حالات میں رہتا ہے۔ اسی قسم کا رنگ اُس پر چڑھتا جاتا ہے۔ یدی اُس کے ارد گرد شانتی ہے۔ پریم اور بھگتی کا سمندر موجیں مار رہا ہے تو وہ سوئم شانت رہتا ہے۔ یدی ایسا نہیں ہے تو وہ لاکھ یتن کر کے بھی ایشور کو پراپت نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا ہے۔ کہ بھگتی کی دو قسمیں ہیں پرابھگتی اور اپرابھگتی۔ ارتھات منش کا ایشور کے ساتھ سنبندھ۔ اور دوسرے منش کا ارد گرد کے پدارتھوں یا انیہ جیووں کے ساتھ سنبندھ۔ یدی یہ دونوں قسم کی بھگتی ہم

ہیں آجائے تو پھر جلدی ہی مُکتی کا آنند پا سکتے ہیں۔ ہمارے
تمام کلیش دُور ہو سکتے ہیں۔ آتما کے اوپر سے اگیانتا کے تمام
پردے دُور ہو سکتے ہیں۔ ایشور کا درشن ساکھشات ہو جاتا ہے
اُپنشد کہتے ہیں:-

हिरण्मयेन पात्रेण सत्यस्यापिहितं मुखम्
तत्त्वं पूषन्नपावृणु सत्यधर्माय दृष्टये ॥१५॥
ई० उ०

کہ جب تک کیول سنسار اور سنسارک پدارتھوں کی بھگتی
سنسارک پدارتھوں کی چمک دمک آتما کو دبائے رکھتی ہے۔
تب تک وہ پرماتما کے درشن نہیں کر سکتا۔ مگر جب اس کے
اُوپر سے یہ پردے دُور ہو جاتے ہیں۔ تب اُس کو ستیہ کا پتہ
لگتا ہے۔ اُس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس کا دھرم کیا ہے۔
اس کا کرتویہ کیا ہے۔ وہ ایشور بھگتی کو ایشور پریم کو ہی اپنی
زندگی کا دھرم سمجھتا ہے۔ ایشور پریم کی ترنگیں اُس کے اندر
اُٹھنے لگتی ہیں۔ ایرشا اور دویش کے بادل اس کے اندر سے
چھِن بھِن ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کو متر کی درشٹی سے دیکھنے
لگتا ہے۔ اُس کے لئے نہ کوئی دوست رہتا ہے نہ دشمن۔
نِش خود بخود ہی اپنے ایشور بھگت کی طرف کھچنے شروع ہو
جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایشور بھگت کا جیون سنسار کے لئے

کلیان کاری ہوا کرتا ہے۔ اور ایسے ہی ایشور بھگت جو کہ رات دن پرماتما کی بھگتی اور پریم میں مگن رہتے ہیں۔ جیون مُکت ہوتے ہیں۔ ایشور بھگتی یا ایشور پریم یا بھگتی یوگ کا یہی پرنیام ہے۔ کہ وہ آتما کا پرماتما کے ساتھ براہِ راست سمبندھ قائم کر کے اس کو جیتے جی مُکتی کے دوار تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس جیون مُکتی کو حاصل کرنا ہی بھگتی یوگ ہے۔ پرماتما ہم پر آشیرباد کریں۔ کہ ہم پر اُن کی بھگتی کا ادھک سے ادھک رنگ چڑھ سکے۔ ہمارے ہردے میں اُن کے لئے پریم اُتپن ہو۔ اور ہم اپنے من کو۔ تن کو۔ دھن کو اور سارے جیون کو اُن کے سمرپن کر سکیں +

اوم شانتی

کرم یوگ

ایشور پراتھنا ہے پرمیشور! آپ سوم ہیں۔ سب سے پریہ ہیں اس سنسار میں جتنی وستوئیں (چیزیں) آکرشن کرنے والی ہیں۔ اُن سب کا کیندر آپ ہی ہیں۔ آپ سدیو رہنے والے ہمارے سوامی ہیں۔ اس پرکار آپ کا منگل مے ہاتھ ہم پر رہتا ہے پرماتمن! آپ بھدّر ہیں۔ آپ کی چرن شرن میں جو پُرش آتے ہیں۔ اُن کا بھدّر (کلیان) ہوتا ہے۔ آپ ہی اس سنسار کے یگیشور ہیں۔ کیول آپ ہی دھرم کی شکشا دینے والے ہیں۔ اس سنسار میں جہاں تک ہمارے کانوں کو کُرشن اور کٹھن شبد بگاڑتے ہیں۔ جہاں ہمارے ہردیوں کو کُرش بانیاں وگدھ کرتی ہیں۔ کیول آپ ہی کی بانی ہے۔ جس سے شانتی پراپت ہوتی ہے۔ اس لئے ہے دیو! آپ ہمیں اپنا منگل مے اُپدیش دو۔ ہمیں اس سنسار میں اچھّا اور سریشٹ اپدیش دو۔ جس سے ہم سب کا بھلا ہو۔ اسی پرکار ہے سنسار کی سُکھ سمپتی کے سوامی

آپ ہمیں سمپتی دو۔ تاکہ آپ کے مارگ پر چل کر ہم ہین دین اور چھین اوستھا میں نہ رہیں۔ اور ہماری اوستھا اُچیہ ہو +

پربھو! یدی آپ کی اچھیا اور سہایتا ہماری سہکاری نہ ہو تو ہمیں کبھی بھی ہمارے کاموں میں سپھلتا نہ ہوگی۔ اس لئے ہم نشچہ پُوروک اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ مانسک آتمک اور سارے سُکھ آپ ہی سے پراپت ہوتے ہیں۔ آپ سُکھ کے ساگر ہیں آپ سُکھ کی ایک مانو کان ہیں +

اس لئے ہے بھگوان! ہم آپ کو نمسکار کرتے ہیں۔ آپ کے آگے سر جُھکاتے ہیں۔ کہ اے ہمارے آتما کی جیوتی! آپ ہمارے آتما کو پرکاشمان کریں۔ ہمیں اچّھا اُپدیش دو۔ جس سے ہمارا بھلا ہو۔ ہمیں سُکھ پراپت ہو اور دھرم کے مارگ سے ہمارا قدم ذرا بھی نہ ڈگمگائے۔ بھگوان! یہی پرارتھنا ہے سویکار کیجئے

کرم یوگ کی مہما کرم یوگ ایک ایسا سہل وشہ ہے۔ جس میں سمجھو ہے کہ میں آپ کے سامنے کوئی نئی بات نہ رکھ سکوں اور ممکن ہے کہ آپ کو یہ مضمون خشک دکھائی دے۔ کیونکہ کرم یوگ ایک ایسی بات ہے جو کہ نتیہ کی جاتی ہے۔ ہمارے روزانہ فرائض کرم یوگ میں شامل ہیں۔ یگیوں کی کریائیں کرم یوگ ہیں۔ ہمارے شاستر بتلاتے ہیں۔ جو یجمان ہے۔ وہ جو یگیہ کرتا ہے۔ سورگ لوک میں جاتا ہے۔ ایسا سورگ لوک جہاں دُکھ کا نام و نشان بھی

نہیں دکھائی دیتا - ہمارے ہاں یگیہ ششیل اور کرم ششیل ہونے کی بڑی مہماں گائی گئی ہے - جو کوئی اس سنسار میں دھرم انوکول اپنے کرتویہ کا پالن کر رہا ہے - وہ ایک یگیہ کر رہا ہے - اس لئے وہ یجمان ہے - اور یجمان کا درجہ سورگ سے اونچا ہے - اس کے آنند کی کوئی سیما (حد) نہیں ہے - اس کی لڑکی کے ہاتھوں میں کنگن پڑ جائیں - لڑکے کی انگلیوں میں مُندریاں پہنا دی جائیں - ہزاروں اور لاکھوں کی دولت دی جائے اسے کوئی آنند نہیں آتا - بمقابلہ اس آنند کے جو اُسے کرتویہ کے پالن میں آتا ہے +

ہمارے شاستروں میں نشکام یگیہ کی بڑی پرشنسا کی گئی ہے - کہ دیوتاؤں کو تُپشٹ کرنا چاہئے - ہون آدی یگیوں سے دیوتا تُپشٹ ہوتے ہیں - نشکام کرموں سے دیوتا پرسنّ ہوتے ہیں - کیا ہون آدی یگیوں میں کچھ کم نشکامتا ہے - اسی طرح ایک پُرش دان دیتا ہے - اور اپنے لہو پسینہ کو ایک کرکے پیدا کی ہوئی کمائی میں سے دھن بانٹ دیتا ہے - ایک دس روپیہ ماہوار کا ملازم اتنی تھوڑی آمدنی میں سے اپنے تمام پریوار کا گذارہ کرتا ہے - یہ بھی ایک یگیہ ہے - جس میں وہ یجمان کا کرتویہ پالن کرتا ہے - یجمان کی ہر ایک چیز سنسار کے لئے ہے - یجمان کا ہر ایک کرم نشکام بھاؤ سے ہونا چاہئے - ...

کہتا ہے کہ یجمان وہ ہے۔ جو سورگ سے اونچا رہتا ہے۔ اور دیوتاؤں کو پراپت ہوتا ہے۔ وید بتلاتا ہے کہ ایسے یجمان کے لئے اوپر سے گھرت کی ورشا ہوتی ہے۔ ندیاں اُس کے کھیتوں کو سر سبز اور شاداب کرتی ہیں۔ برشا کا پانی اُس کے کھیتوں اور باغوں کو پُشٹی دیتا ہے۔ ٹھنڈی اور شیتل ہوائیں اس کی زندگی کا سہارا ہوتی ہیں۔ دُنیاوی نعمتیں اس کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہیں۔ پرماتما کی طرف سے یجمان کے لئے یہ دُنیاوی دُکھوں کی دکھشا ہے ÷

وید بار بار بتلاتا ہے کہ یجمان ہونا۔ کرم کانڈی بننا۔ کرم یوگی ہونا بڑا ہی اُتم ہے۔ یجمان کو اس لوک اور پرلوک میں سدا ہی سُکھ ملتا ہے ÷

آریہ سماج میں جو استریاں شامل ہیں۔ ان کو بھی یہ وید منتر یاد ہوگا کہ "کر وینے وہے کرمانی" وغیرہ اس منتر میں کرموں کو کرتے ہوئے سو برس تک جینے کی اچھیا کی گئی ہے۔ پرماتما اُپدیش کرتے ہیں کہ اگر مُنش کو جینے کی اچھیا ہے تو وہ کبھی بھی پر اپکار سے شونیہ ہو کر زندگی بسر نہ کرے۔ اس کا تمام جیون دھرم پروپکار اور پُرشارتھ کرتے ہوئے بتیت ہو۔ چارپائی پر بیٹھ کر ہی زندگی نہ گزار دے۔ ہر وقت بیکار برہمنوں کی طرح منہ سے مکھیاں ہی نہ اُڑاتا رہے۔ بلکہ دھارمک کاموں میں

ایسا پھنسا ہو کہ اُسے ایک لمحہ بھی فرصت نہ ملے۔ مگر دُنیاوی جھگڑوں میں ہرگز ہرگز نہ لپت ہو۔ سنساری عیش و آرام میں بالکل ہی نہ پھنس جائے۔ اسی لیئے تو وید میں پرماتما کہتے ہیں:

"اے منش تیری سفید چادر پر کبھی دھبّہ نہ لگے۔ تو ہمیشہ کرم کرتا رہ۔ کہیں تجھے لیپ نہیں لگے گا" اس اُپدیش کی تشریح کرتے ہوئے مثال دی گئی ہے کہ جس طرح کنول کا پھول کیچڑ اور پانی میں اُگتا اور رہتا ہے۔ مگر اس پر کیچڑ اور پانی کا لیپ نہیں لگتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایسا صاف شفاف اور من موہنا بنا رہتا ہے۔ کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک دل لبھائمان ہو جاتا ہے۔ اس پرکار وید نے شکشا دی ہے۔ کہ منش کرموں کو کرتا ہوا پاپوں سے بچا رہے ۔

کرم یوگ کیا ہے؟ کرم یوگ کا لفظ کسی خاص کریا یا کرم پر عاید نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام نتینک اور نمیتنک کرم۔ یگیہ اور دیگر تمام فرائض کرم یوگ کے ضمن میں آتے ہیں۔ پورے طور پر فرائض کی پابندی کرم یوگ ہے۔ مثلاً منش کا پہلا فرض ہے کہ صبح اُٹھ کر سندھیا کرے۔ خواہ وہ دس منٹ میں ہی سندھیا کیوں نہ ختم کرتا ہو۔ لیکن اُسے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ سندھیا کے وقت میں خواہ کیسا ہی ضروری سے ضروری کام کیوں نہ ہو سندھیا کو یہ ہی تیاگ نہ کرے۔ مگر ہم اس بات کی طرف پورا

نہیں کرتے۔ اگر چار دوست آ گئے۔ اور ادھر سندھیا کا وقت ہو گیا۔ تو ہم اس وقت دوستوں سے علیحدگی کبھی پسند نہ کریں گے اور اُن کی آمد کو غنیمت سمجھ کر سندھیا کا پوترسمہ گپ شپ میں گنوا دینگے۔ اس کا نام کرم یوگ نہیں ہے ٭

اسی طرح کوئی شخص ست سنگ کرتا ہے۔ وہ اس وقت کو کسی حالت میں بھی ضائع نہ کرے۔ خواہ کیسی زور سے بارش ہو رہی ہو۔ کیسی سردی اور برشا پڑ رہی ہو۔ مگر ست سنگی پُرش بھیگتا ہوا سماج مندر کو آ رہا ہے۔ یہ ہے کرم یوگ کی بھاؤنا ایسے درڑھ شردھالو اور سچی بھگتی کے منش کرم یوگ کی مہما کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن وہ منش کبھی بھی کرم یوگ کی فلاسفی کو نہیں سمجھ سکتا۔ جو معمولی دوستوں کے سر پر سے اپنے پوتر کرموں کو قربان کر دیتا ہے ٭

اس میں شک نہیں کہ یہ باتیں آپ کو معمولی معلوم ہونگی۔ لیکن یہی باتیں ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے منش اپنے جیون کو سپھل کر سکتا ہے۔ میں آپ کو ایک درشٹانت دیتا ہوں کہ کس طرح ان معمولی باتوں پہ عمل کرنے سے کایا پلٹ سکتی ہے۔ ہم

تین قابل عمل باتیں

نتیہ پرتی دن سندھیا کرتے ہیں۔ مگر ہم نے کبھی اس کی اصلی غرض پر غور نہیں کیا۔ ایسی بے توجہگی میں ایک معمولی سے [illegible] کا بھی کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ سندھیا

کرتے سمے ہر ایک منش کو ان دو تین باتوں کا ضرور خیال رکھنا چاہئے +

(۱) اے منشیہ تو اپنے کئے کو یاد رکھ! ہر ایک شخص کو اپنے اعمال کو یاد رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اعمال ہی ہیں جو کسی منش کو پار اتار سکتے ہیں۔ شبھ کرم ہی منش کا واستوک توشہ ہو سکتے ہیں۔ جن کے آسرے پر اس نے اپنی منزل مقصود کو طے کرنا ہے جب تک منش کے پاس دھن دولت ہے۔ سب اس کے ساتھی ہیں۔ کسی کوی (شاعر) نے کیا خوب کہا ہے ؎

گھڑیاں دے انگ سنگ سارے

کوئی مُجھکتھیاں دا نہیں یار بندا

لیکن جب آدمی اپنے کو سنسکاروں کی وجہ سے اپنی جاہ وحشمت کو کھو دیتا ہے۔ کوئی متر یا دوست اس کا ساتھ نہیں دیتا۔ اسی بھاؤ کو لے کر ایک مہاتما نے منشیوں کو ڈانٹا ہے کہ تو سمرن کرتا ہے ان آدمیوں کو جو تیری آتما کو بگاڑتے ہیں اس لئے پہلی بات یہ ہے۔ کہ ہم اپنے کئے کو یاد کریں +

ہم ہر ایک دن کے گزرنے پر اپنے اعمال کی پڑتال کریں ہم وچار کریں کہ وہ منش جو سڑک پر بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ ہم نے اس کے ساتھ کیا ہمدردی کی۔ اگر ہماری جیب میں کچھ نہ تھا۔ تو ہم نے اپنی بانی کی مدھرتا ۔۔۔ تک اس سے اظہار

ہمدردی کی اور آنکھوں سے کس درجہ تک رحم کے آنسو بہائے

(۲) ہم نے آج کیا کیا پاپ کیئے ہیں۔ کتنی دفعہ آدمیوں کو دُکھ دیا ہے ÷

(۳) ہم نے کیا کیا پُنیہ (ثواب) کیا ہے۔ کتنے دُکھیوں کو دیکھ کر اُن کے لئے آنسو بہائے ہیں۔ کتنے بھُوکے اور پیاسوں کو دیکھ کر ان کو شانت کیا ہے۔ پاپیوں کو دیکھ کر کتنی بار ان کے لئے شبھ کامنا اُتپن ہوئی ہے۔ اس طرح پُنیہ اور پاپ کا ہر روز مقابلہ کر کے پاپ سے بچنے کا عہد کیا جائے ÷

یہی کرم یوگ کا پہلا گورو منتر ہے۔ اس سے منش اُنتی کے شکھر پر چڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ یہ کوئی گہری فلاسفی کی باتیں نہیں ہیں مگر وہ شخص جس نے क ख (الف۔ب) نہیں سیکھا۔ وہ مہرشی کناد کی گہری فلاسفی کو جان نہیں سکتا۔ اس میں سندیہ نہیں کہ مذکورہ بالا باتیں موٹی موٹی اور بمنزلہ الف ب کے ہیں۔ مگر یقین رکھو کہ انہیں میں تمام فلاسفی بند ہے۔ اگر ہم نے موٹائی کو نہیں سمجھا۔ تو باریکی کبھی بھی ہمارے اندر نہیں آسکتی ÷

پس میں نے آپ کو اس وقت تک تین باتیں بتلائی ہیں (اول) اپنے کرم... کا چینتن کریں (دوم) ہمیشہ اچھے کرم کئے جائیں ... پاپ کا تیاگ کیا جائے۔ اور پچھلے

کے لئے پرائشچت کیا جائے ÷

پرائشچت کیا ہے؟ جو پاپ کئے ہیں۔ ان کو دیکھ کر پشچاتاپ کرنا اور آیندہ کے لئے ان سے بچنے کی پرتگیا کرنا پرائشچت ہے۔ پرائشچت کا کیول یہ ارتھ نہیں کہ فاقہ کروا دینا یا سر منڈوا دینا۔ بلکہ پاپ سے گھرنا کرنا۔ اور پچھلے کئے پر افسوس کرنا ہی سچا پرائشچت ہے۔ ایک آدمی جو پاپ کر کے پشچاتاپ کر رہا ہے۔ اور پاپ کی اگنی سے اپنے من کو جلا رہا ہے۔ کیا یہ اس کے لئے کچھ کم سزا ہے۔ جو دُکھ قدرت کی طرف سے ملتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہو۔ لیکن جس دُکھ کو ہم خود یاد کر کر کے لاتے ہیں۔ وہ من کی میل اس طرح دھو کر صاف کر دیگا۔ جس طرح دھوبی کی بھٹی کپڑے سے میل کو صاف کر دیتی ہے ÷

پشچاتاپ ایک طاقت ہے جس سے ہمارے مانسک کرم شدھ ہو جاتے ہیں۔ شاستر بتلاتا ہے۔ جس طرح سونے کی میل سنار بھٹی میں چڑھا کر اُتار دیتا ہے۔ اسی طرح مانسک اور آتمک میل پرائشچت روپی بھٹی میں دگدھ ہو کر ہمارا آتما پوِتر اور نرمل ہو جاتا ہے۔ ہمارے شاستر بتلاتے ہیں۔ کہ جیسا کوئی کرم کرتا ہے ویسا ہی اس کو پھل ملتا ہے۔ جیسا کوئی ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے ویسا ہی اس کے آتما پر اثر پڑتا ہے۔ ہم ... اس بات ... کا بہت ... کس

ہمارے آتما پر پڑتا ہے۔ جس طرح سفید کپڑے کو جس رنگ میں رنگا جائے وہی رنگ اس پر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح ہم جس قسم کا کرم کرینگے اس کا ویسا ہی اثر ہمارے آتما پر ہوگا۔ پاپ سے آتما ملین ہوگا ننبیہ آتما کو سوچھیہ اور نربل بنائیگا ◆

پاپ جب پہلے چھوٹا ہوتا ہے۔ تو معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن جب بڑا ہوکر پہاڑ بن جاتا ہے۔ تو پھر اس سے سر ٹوٹتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوہو! ہم نے اچھا کرم کیوں نہیں کیا ◆

ہم خود اپنی قسمت کو بناتے ہیں

بعض لوگ رویا چلایا کرتے ہیں کہ ہماری قسمت میں یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ ہم خود اپنی قسمت کو بگاڑتے اور بنانے والے ہیں۔ اگر ہمارے کرموں کا مندر صاف اور ستھرا ہے۔ تو جو کوئی ہمارے نزدیک آئیگا۔ اس کو بھی آنند ہوگا اور ہمیں بھی خوشی نصیب ہوگی۔ لیکن اگر کرم اچھے نہیں تو جو ہمارے پاس آئیگا۔ ناک منہ چڑھائیگا۔ آپ بتائیں کہ اس میں پرماتما کا کیا قصور ہے؟ کیا آپ دنیا میں نہیں دیکھتے۔ کہ جہاں ہر روز دھرجا اور مرجا کی مالا پھرتی ہے۔ جہاں ہر وقت حسد کی آگ جلتی ہے۔ وہاں سوائے بھسم کے اور کیا رہ سکتا ہے؟ پس اگر ہمارے کرم اچھے ہونگے۔ تو ہماری قسمت بھی اچھی ہوگی۔ ہمارا دل و دماغ [illegible] سبزہ رہیگا ◆

دھرم کا نتیجہ

اسی طرح جو تصویر ہو۔ وہ اپنے میں پوری ہو۔ جیسے ا[illegible]
دیانند کی تصویر کو دیکھ کر ہر ایک آریہ سماجی خوش ہوتا ہے کیو[illegible]
راگ کی شانت تصویر ہے۔ لیکن جن کے من میں ہر وقت راگ
دویش رہتا ہے۔ جن کا دل حسد و بغض کی اگنی سے دگدھ رہتا
ہے۔ اُن کا چہرہ ہر وقت سُست اور مُرجھایا رہتا ہے۔ اُن
کی تصویر کبھی بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ آپ نے کئی بار محسوس کیا
ہوگا۔ کہ دھرم مورتی بھگت کو دیکھ کر طبیعت کس قدر خوش ہوتی
ہے۔ لیکن اگر اسی بھگت کو ایک صاحب بہادر والا ٹوپ اور
پتلون پہنایا جائے۔ تو اُن کی وہ شوبھا نہیں رہے گی۔ برخلاف
اس کے ایک انگریز کو ٹوپ اور پتلون شوبھا دیتا ہے۔ ایک حبشی
کے سر پر پگڑی بدنما معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہم دیسیوں کے
لئے پگڑی ایک شوبھا ہے۔

اسی طرح جو منش اپنے کرموں میں پورا ہے۔ چاہے اس
کا جسم کیسا بھی بھدّا کیوں نہ ہو۔ اُس میں ایک طاقت ہوتی ہے
جس سے ہر ایک شخص کا دل اُس سے بغلگیر ہونے کو چاہتا ہے
تو میں نے بتلایا کہ ربینہ چرن کرنے والا منش اُپکار کا پُتلا بن جاتا
ہے۔ جب وہ بولتا ہے۔ گویا پھولوں کی ورشا ہوتی ہے۔ جب
اس سے کسی کی ملاقات ہوتی ہے [illegible] ہرے کا چت پرسن
ہوتا ہے کیا [illegible] کم درجہ کی طاقت [illegible]

کرموں کا ناش نہیں ہو سکتا

شری کرشن جی گیتا میں اُپدیش دیتے ہیں کہ "جو منش کرم کرتا ہوا ادھورا چھوڑ جاتا ہے۔ اُس کا کرم نشٹ نہیں ہوتا۔ اور وہ یوگیوں کے گھر پیدا ہوتا ہے"۔ مہاتما بدھ جی بتلاتے ہیں کہ بھگوان کے مارگ پر ایک بھی قدم اُٹھانا منگل منگل اور کلیان کا کارن ہے۔ جو بیج ایک دفعہ بویا گیا۔ وہ کبھی نہ کبھی ضرور ایک دفعہ درخت بن کر پھل لائیگا۔ اسی طرح ایک جگہ اور بھی بتلایا ہے۔ کہ جو منش کرم کرتا ہوا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ وہ یوگ بھرشٹ (شچی) کُل میں پیدا ہوتا ہے یعنی اس کا جنم ایسی پوتر یوگیوں کی کُل میں ہوتا ہے۔ جس کے نام سے دگدھ ہردیوں کو شانتی پراپت ہوتی ہے۔ میرا مطلب اُن جوگیوں سے نہیں۔ جو لڑکے کا جنم ہوتے ہی اُس کے ہاتھ میں ٹھیکرا دے کر بھیک مانگنے بھیج دیتے ہیں۔ اس قسم کی ٹکڑ گدائی کو ہمارے شاستر کار ننداینہ بتلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بھوکا کیا کیا پاپ نہیں کرتا۔ اور در اصل یہ ایک امر واقعہ ہے جس کے پیٹ میں روٹی نہیں وہ کرم یوگ کیا کر سکتا ہے۔

اسی لئے ایک شاعر پرماتما کو مخاطب کر کے کہتا ہے:-

"ہے پربھو! آپ نے زبان دی ہے۔ اس سے ہم آپ کی اُستتی کرتے ہیں۔ ہاتھ دئے ہیں۔ ان کو پُر اُپکار میں لگاتے ہیں۔ پاؤں دئے [illegible] سے چل کر ہری کیرتن میں جاتے

ہیں۔ مگر سے "پیٹ دیتو پر پاپ لگا لو"۔ ایک پیٹ ہے جو پاپ کی طرف لے جاتا ہے"۔

اس سنسکار میں بھوکے اور نربل کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ وہ کمزور اور دُبلا شخص جو ایک دھکے سے تین بل کھاتا ہے۔ دھرم کیا کر سکتا ہے۔ اس کے شبد میں بل اور شکتی نہیں ہو سکتی۔ آتم سمان کا بھاؤ اس میں رہ نہیں سکتا۔ اُس کی ہر ایک بات سے خوشامد اور چاپلوسی کی بُو آئیگی۔ وہ اپنی رکھشا کے لئے کئی طرح کے جھوٹ بولے گا۔ تو میں نے آپ کو بتلایا۔ کہ مہاتما کرشن گیتا میں اُپدیش کرتے ہیں۔ کہ کام کو ادھورا چھوڑنے والا منش بھی ایسے لوگوں کے گھر میں جنم لیتا ہے جو ہمیشہ شریمان اور شوچیہ ہیں جنہیں دولت کی کچھ پروا نہیں۔ یا اگر وہ دولتمند نہیں۔ تو وہ ایسے یوگی اور یوگیشور ہیں۔ جن کے دروازہ پر دولتمند دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔

کرم یوگ کی اتہاسک مثالیں یہاں تک بتلانے کے بعد میں آپ کو کرم یوگ کی مہاں کے کچھ درشٹانت اتہاس میں سے سُناتا ہوں۔ اس وقت تک اتہاس میں تین بڑے کرم یوگی ہوئے ہیں۔ جن کو تمام دُنیا جانتی ہے۔ اُن میں سے پہلا کرم یوگی شری رام ہے۔ شری رام چندر جی نے ... بڑے اُپدیش نہیں کئے۔ با عملیت ... شاید ایک ... کا اُپدیش ہے۔

وہ بھی لکھشمن اور بھرت جی کو۔ لیکن آج کل دُنیا ان کو اوتار مان رہی ہے۔ شری رام چندر جی نے کوئی ایسا تپ نہیں کیا۔ اُن کو خاص وحی بھی نازل نہیں ہوئی۔ کیونکہ آریوں کا خیال ہے کہ پہلی وحی ہی مکمل تھی۔ مگر اُنھوں نے کرم یوگ کے ذریعہ اپنے جیون کو ایسا پوتر بنایا تھا جس سے ہندو نوجوان رام کی تصویر آگے رکھ کر اپنے جیون کو سپھل کر سکتے ہیں مگر یہ تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب ہم مصوّر بننا سیکھیں اور رام کی تصویر اپنے جیون میں اُتاریں ؂

دوسری مورتی جو ہردے میں دھارن کرنے کے یوگیہ ہے وہ مہاتما بدھ دیو کی ہے۔ انھوں نے بھی کوئی لمبا اپدیش نہیں کیا۔ بلکہ استاد بن کر دُنیا کو بتلایا کہ کرم یوگ اس طرح کیا جاتا ہے؂ بدھ دیو کے بعد شنکر اچاریہ ہوئے۔ مگر وہ زیادہ تر وگیانی تھے۔ اُن کے بعد شری نند کند رشی دیانند آئے جنھوں نے کرم یوگ کا پُورن نمونہ بن کر دکھلایا۔ آپ نے ان کا جیون چرتر پڑھا ہوگا۔ اس لئے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح وہ ابتدا سے لے کر اپنی آیو کے آخری حصہ تک سنسار کی بھلائی میں لگے رہے۔ ان کا جیون کرم یوگ کا مجسم نمونہ ہے؂

ہمیں نے آ[illegible]یوگ کی تین مثالیں دی ہیں۔ جنھوں نے اپنے [illegible] ہمالیہ میں ایک

پادری ملے۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ لوگ ایک برادری بنانا چاہتے ہیں جس میں کسی غریب کو داخل نہیں کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیوں؟ تو جواب ملا۔ کہ غریب کو روٹی کی ترشنا کوئی بھلائی نہیں کرنے دیتی۔ ہم اپنی برادری میں اُن لوگوں کو داخل کرنا چاہتے ہیں جو ہزاروں کی دولت کو لات مار کر خود غریبی اختیار کریں ॥

واستوک میں پادری صاحب کا یہ کتھن ستیہ ہے۔ رشی دیانند کے ماتا پتا گھر سے اچھے امیر تھے۔ مگر انہوں نے روپیہ کی کچھ پرواہ نہ کر کے کرم یوگ کو زندگی کا مقصد سمجھا۔ ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے ہزاروں روپیہ کی جائیداد اور گدیاں پیش کی گئیں لیکن مہرشی نے ایک مٹی کے ڈھیلے سے بڑھ کر ان کی وقعت نہیں سمجھی ॥

برت کی فضیلت کرم یوگ میں برت کی اوشکتا کیا ہے؟ اس کو سندھیا کے ضمن میں بتلا چکا ہوں۔ اس کی ایک مثال آپ کو شری رامچندر جی کے جیون میں ملتی ہے۔ جب وشوامتر رشی کی رکھشا کا برت دھارن کر کے رام اور ان کا چھوٹا بھائی لکھشمن جنگل میں گئے۔ تو متواتر کئی دن تک جاگتے رہے۔ اور برت کا پالن کیا ॥

اسی طرح شری سوامی دیانند ... نے جی کا نام لینے

سے روم روم میں خوشی ہوتی ہے۔ برت دھارن کرکے اپنے آپ کو مار کر ایسا پارہ کیا۔ جس کو آگ پر رکھ دو۔ تو نہیں اُڑتا۔ سخت سے سخت سردی میں جب امیر لوگ دوشالے اوڑھا کرتے تھے۔ تپسوی دیانند جمنا کے کنارے برف میں تپسیا کر رہا ہے۔ کیا کسی کے جسم میں اس قسم کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ پورن برہمچاری کے جسم میں یہ طاقت آجاتی ہے۔ مگر میرا اُن سے اختلاف ہے۔ اس قدر سردی بڑے سے بڑے طاقتور کے خون کو جما دیتی ہے۔ یہ کیول یوگ کا ہی بل ہے۔ کہ برف میں بیٹھ کر یوگی لوگ تپسیا کرتے ہیں۔

کرم یوگ کی دہانتا کو ہم لوگ کیا انبھو کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے ایک بھی برت دھارن نہیں کیا۔ اس کی فضیلت اگر دیکھنی ہو۔ تو رشی دیانند کے جیون میں دیکھو۔ وہ آتما جس کا بدن سخت سے سخت گرمیوں اور سردیوں میں نہیں کانپتا۔ وہ دل جو کسی دنیاوی طاقت سے نہیں دہل سکتا۔ جب ایک دفعہ کمرہ میں اُس کے سامنے استریاں آتی ہیں۔ تو وہ بید کی طرح کانپنے لگ جاتا ہے۔ اُن کی طرف پیٹھ کر کے شور مچا دیتا ہے۔ کہ یہ کیوں آئی ہیں۔ یہ ہے سچا برت۔ اگر رشی اپنے جیون سے اس قسم کی مثالیں [illegible] آج کل کے [illegible] جو آزادی

کے گھوڑے پر سوار ہیں۔ نہ معلوم کہاں تک ویدک مریادا کو بگاڑ کر آریہ سماج کا کیا کچھ بنا دیتے ٭

رشی دیانند وہاں سے بہت دور تھے۔ جہاں کہ وشنہ اندریوں کی ندی بہتی ہے۔ انہوں نے برت کی فضیلت کو اپنے من میں پورے طور پر انجھو کیا ہوا تھا۔ کرم یوگ کی مہماں ان کے روم روم میں رم رہی تھی۔ وہ آج کل کے بعض لوگوں کی طرح نہ تھے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو ہر وقت سندھیا پر لیکچر دیتے ہیں۔ سندھیا پر ہی ہر وقت بات چیت کرتے ہیں۔ ہمیں سندھیا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ رشی دیانند شاستر کے اس واکیہ کو اپنے عمل سے تسلیم کرتے تھے کہ "سادھارن لوگ اونچی پگڑیوں کا انوکرن کرتے ہیں" ٭

اگر اپدیشک۔ لیکچرار۔ اور کتابوں کے مصنف ہی دھرم کرم سے شونیہ ہیں۔ اگر وہ خود ہی سندھیا نہیں کرتے۔ تو ان کا اپدیش لوگوں پر کیا اثر ڈال سکتا ہے۔ اور وہ کرم یوگ کی مہماں کو کیا خاک سمجھ سکتے ہیں۔ تو میں نے بتلایا۔ کہ جنہوں نے برت کی فضیلت کو سمجھا ہے۔ جنہوں نے کرم یوگ کی بزرگی کو محسوس کیا ہے۔ اُن کے کرم اچھے ہیں ٭

شاستر نے بتلایا ہے کہ تم [illegible] بات [illegible] قسمت [illegible] کے بنانے والے ہو۔ خو[illegible] [illegible] [illegible]شن کر لو۔ خواہ

اندھیرا۔ خواہ اپنے دُکھوں کو بڑھا لو۔ خواہ اُن کو سُکھوں میں تبدیل کر دو؛

آخر میں مَیں پھر آپ کی توجہ اپنے پہلے کتھن کی طرف دلاتا ہوں۔ کہ اچھے کرم ہی ایک طاقت ہیں۔ جن سے ہم اپنے ہردے کی میل کو دھو کر اپنی آتما کو شانت کر سکتے اور سچی خوشی حاصل کر سکتے ہیں؛

اوم شم

گیان یوگ

بھگوان کا آدیش

ہے سرو نتر پری پورن پرمیشور! یہ سنگتی آپ کے سمیپ اپستھت ہو کر آپ کو بندھنا کرتی ہے - پرماتما اس سنگت کے سبھا سد آپ کے منو مے سُکھوں کی پوجا کرتے ہیں - آپ کو اپنے ہردیوں میں بٹھا کر اپنے سنکلپوں سے نمسکار کرتے ہیں - ہے ایشور! جس ہردے میں آپ براجمان ہوتے ہیں - اگیان اور اودیا کا ناش ہو جاتا ہے - جس ہردے میں آپ کا پرویش ہوتا ہے - وہاں سمپتی اور ایشوریہ اپنے آپ آتے ہیں - جس ہردے مندر میں آپ کی وشال مورتی پوجی جاتی ہے - سنسار میں اس کو کسی سے بھئے نہیں رہتا - وہی ہردے ایرشا اور دویش سے وگدھ رہتے ہیں - جن کے اندر آپ کی مورتی کی پوجا نہیں ہوتی - جن میں آپ براجمان نہیں پرماتمن! آپ سنسار کی تمام رِدھیوں اور سِدھیوں کا سادھن ہیں - آپ کو ہم ... [illegible] ... جہاں

ہمارے ہردے میں براجمان ہو جیئے۔ تاکہ اپرشا اور دویش دُور ہو جائے۔ اور ہمارے منوں میں شانتی اور پریم کا راجیہ ہو۔ پربھو دیا کرو اپنے بھگتوں پر۔ تاکہ کوئی دُنیاوی بھے ان کو کمپائمان نہ کر سکے۔ اننی شکتی دو جس سے ڈانواں ڈول پاؤں اپنی جگہ پر استھر ہو جائیں۔ پرماتما! وہ بل دو۔ جس سے یہ آتما بلوان ہو جائے۔ اور ہر ایک سبھا سد آپ کی آگیا کا پالن کر سکے۔ ہمارے انگوں اور اُپ انگوں میں آپ ہی آپ رم رہے ہوں۔ پربیشور! ہم ہر جگہ آپ کو دیکھیں اور آپ کو ہی سمجھیں۔ پرماتما! ہم بچھر گدگد پرسن ہو کر اپنے ہردیہ مندر میں آپ کو بُلاتے ہیں۔ پربیشور براجمان ہو جیئے۔ بھگوان۔ آیئے اور وراجمان ہو جیے

گیان یوگ کیا ہے؟ کرم یوگ کا ورنن کرتے ہوئے میں نے یہ بتلانے کا پریتن کیا تھا۔ کہ جو لوگ بھگتی میں پریم نہیں رکھتے۔ وہ اگر کرم کرتے رہیں۔ تو اس سے ہی بھگوان اُن کا کلیان کر دیتے ہیں۔ ہر ایک کرم اُن کے منگل کا سادھن ہے۔ جو منش نیم انوسار کرم میں تت پر ہے۔ اور گرمی سردی میں اپنا کرتویہ نہیں چھوڑتا۔ اُس کا اس میں کلیان ہو جاتا ہے۔ یہی شاستر کاروں نے کرم یوگ کی مہماں لکھی ہے ؞

سنسار میں [illegible] ایسے ہوتے ہیں۔ جن کو بھگتی زیادہ [illegible] ہی پراپت ہنائیں [illegible]

بھی نہیں ہو سکتی ہیں لیکن ان کا انتھکرن بڑا سوچھ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ پرمیشور کو گیان سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں پرماتما کہتے ہیں کہ ایسے پرشوں کے لئے بھی میرا دروازہ کھلا ہے۔ وہ بھی مُکتی کے ادھیکاری ہو سکتے ہیں ٭

اتھروید میں بتلایا گیا ہے۔ کہ آدمی کو "پُرش" کیوں کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں: "جو پرانی پرمیشور کی نگری کو جانتا ہے۔ وہی پُرش ہے" ٭

جو پُرش امرت سے بھری پُورن برہم کی نگری کو جانتا ہے۔ جس میں دُکھ اور کلیش نہیں ہے۔ اُس کی روحانی آنکھیں کھُل جاتی ہیں۔ اس کو وویک ہو جاتا ہے۔ زندگی میں اس کو آنند پراپت ہوتا ہے۔ موت کے بعد وہ پرم آنند کو حاصل کرتا ہے کوئی دُنیاوی سُکھ اس سے مُنہ نہیں چھپاتا۔ پران اس کی رکھشا کرتے ہیں۔ بڑھاپا کبھی اس کے پاس نہیں پھڑکتا۔ جو پرانی پرمیشور کے نگر کو جانتا ہے۔ وہی پرش کو جانتا ہے ٭

پرمیشور کی نگری کیسی ہے؟ اس نگری میں پانچ پران۔ آٹھ چکر اور نو دروازے ہیں۔ وہ "ایودھیا" ہے۔ جو کسی سے بھی یدھ کرنے کے یوگیہ نہیں۔ دُنیا میں کوئی خواہ کتنا ہی زبردست پہلوان کیوں نہ ہو۔ اس سے یدھ نہیں کر سکتا ٭

ایودھیا کو [illegible] ہی بات [illegible] جس کی چھال

سری رامچندر جی کی جنم بھومی ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اُس کو دُنیا کا مہان سے مہان بلی جیت نہیں سکتا تھا! یودھیا کا نام اسم بامسمّیٰ تھا۔ کیونکہ دُنیاوی شکتی اس کو جیت نہیں سکتی تھی ۔

اسی لئے بتلایا گیا ہے کہ جہاں بھگوان رہتے ہیں۔ وہ ایدھیا ہے۔ شاستر بتلاتے ہیں۔ کہ "نینم چھندنتی شسترانی" آتما کو کوئی شستر (ہتھیار) ناش نہیں کر سکتا۔ توپ۔ بندوق۔ تلوار پانی اور آگ کی مار کا اُس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ اُجر۔ اُمر اور ابناشی ہے ۔

اجودھیا کے اندر تو راجہ جسرتھ کا سنگھاسن تھا۔ لیکن ہمارے آتما کے اندر اس بھگوان کا سنگھاسن ہے۔ جس کے دربار میں دُنیا کا چکرورتی راجہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ منو کا یہ واکیہ بڑا ہی سارتھک معلوم ہوتا ہے۔ کہ آتما جس نگری میں نواس کرتا ہے اس کا نام ایودھیا ہے۔ کیونکہ اس کو کوئی کھنڈن نہیں کر سکتا۔ اُپنشد نے بتلایا ہے کہ اس نگری میں ایک سونے کا محل (کوش) ہے۔ جس کے چاروں طرف ہیرے اور موتی جڑے ہوتے ہیں اس محل میں جوتی ہی جوتی ہے۔ اس جوتی کے سنگھاسن پر جو پوجنیہ جیوتی براجمان ہے۔ وہی برہم ہے ۔

پرمیشور نے ندیوں کو بہا۔ ہمالیہ جیسے مہان پربتوں کو بنا کر اپنی مہانتا کا ثبوت [illegible] نے دیکھ [illegible] آتما اپنی [illegible] رُوپ

جس کے درشن سے اشانت آتماؤں کو شانتی ملتی ہے۔ اگر کسی جگہ سنتھر ہو سکتا ہے۔ تو وہ ہردے ستھان ہے۔ تو میں نے بتلایا کہ پرماتما کا تو اس ستھان آتما میں ہے۔ اور وہ "ایودھیا" ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم اس کو کس طرح پراپت کر سکتے ہیں ٭

پرماتما میں دیش اور کال کا بھید نہیں

پراپتی کے سادھن جاننے سے پہلے ہمیں پرماتما کی اصلی صفات معلوم ہونی چاہئیں۔ وہ رام جو ایک سمہ دُنیا کی آنکھوں میں رم رہا تھا۔ آج ہم اس رام کو کال کی دُوری کی وجہ سے دیکھ نہیں سکتے۔ مگر وید بتلاتا ہے۔ کہ پرماتما پر کال کا ہاتھ نہیں ہے۔ وہ جہاں زمانہ کی تمیز سے بالکل علیحدہ ہے۔ اگر وہ بھی کال چکر میں آجائے۔ تو ممکن نہیں کہ وہ بھی ہماری طرح موت کے زبردست پنجہ سے بچ نکلے۔ ایسی صورت میں ہم میں اور اس میں کوئی فرق نہیں رہیگا مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ پرماتما کی پہلی جھانتا ہے۔ جو کسی دوسری ہستی میں نہیں پائی جاتی ٭

اس کی دوسری جھانتا یہ ہے۔ کہ اس میں دیش کرت بھید بھی نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ پرماتما امریکہ یا افریقہ میں ہو۔ یا ساتویں یا چھٹے آسمان پر ہو۔ جہاں ہم نہیں پہنچ سکتے۔ وید فرماتے ہیں کہ اگر [illegible] میں دیش کر[illegible] ہو۔ تو وہ ہماری آتما کو جیوی[illegible] [illegible]

اب ایک بات رہ گئی اور وہ یہ ہے۔ کہ پرماتما میں گیان
کرت دُوری ہے یا نہیں۔ شاستروں کا فرمان ہے کہ گیان
کرت دُوری ضروری ہے۔ جس طرح کسی کی جیب میں پیسے
ہوں۔ اور وہ اُسے بھول جائے۔ کہ میری جیب میں پیسے ہیں
لیکن جونہی اتفاقیہ وہ جیب میں ہاتھ ڈالے اور پیسے نکل آویں
یہی گیان کرت دُوری ہے۔ مَیں آپ کو ایک اور درشٹانت
دیتا ہوں جس سے معلوم ہوگا۔ کہ کس طرح جہالت کا پردہ ہمارے
اور پرماتما کے درمیان چھا جاتا ہے۔ جو ہاتھوں اور آوازوں سے
ہٹانا مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک انگریزی کا فاضل جنٹلمین
جو ہزاروں منشوں کو اپنی میٹھی بانی سے پرسن کرتا ہے چھٹی
کے روز ایک دوست کے مکان پر چلا گیا۔ جہاں پہلے سے
اُس نے ایک شخص کو دعوت کر رکھی تھی۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا
ہے۔ کہ شراب اور کباب کا دَور چل رہا ہے۔ اس کی طبیعت
گھبرائی۔ اور اس نے اپنے دوست سے کہا کہ مَیں دھارمک
سبھاؤں میں جانے والا ہوں۔ اور یہاں کھانے میں آج
بڑی گڑبڑ ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دو۔ کہ مَیں جاؤں۔
دوست بھلا کب مانتا تھا۔ اُس نے پکڑ کر بٹھا لیا اور درخواست
کی کہ وہ بھی جامِ شراب [illegible] کرے۔ مگر اس شریف نے نہ
مانا۔ آخر اس [illegible] غصہ [illegible] یا تم بھی اُن

دھرم اُپدیشکوں کی طرح جو لمبی لمبی داڑھیاں رکھتے اور سر منڈوا
کر پھرتے ہیں۔ مکّار بن گئے ہو۔ کھانے پینے کا دھرم سے
کیا تعلق ہے۔ جو جس کا جی چاہے کھائے اور موج اُڑائے
اور دوسرے یہ بھی ہے۔ کہ جب تم یہاں آ گئے۔ تو یہ سبھا کے
Etiquette اور manners کے خلاف ہے کہ تم
بار بار اصرار کرو۔ دیکھو ایک چلّو میں ایمان نہیں ڈوب جاتا"!
اس اُپدیش سے وہ جنٹلمین بھی کسی قدر ہلکا ہو جاتا ہے۔ بس
پھر کیا۔ زبردستی پکڑ کر شراب اس کے حلق میں ٹھونسی جاتی
ہے۔ جب ذرا سی شراب حلق سے اُتر گئی۔ تو وہ بھی سمجھ لیتا
ہے کہ اب بیدین تو ہو گئے۔ تھوڑی کیا اور زیادہ کیا۔ ایک
پیگ اور اُڑاتا ہے۔ نشہ چڑھ جاتا ہے۔ اور واہی تباہی بکنے
لگ جاتا ہے ۔

اب بتاؤ کہ اس کی بدھی پر کیا اثر پڑا۔ جس سے اس کا
سارا گیان دُور ہو گیا۔ شراب کے نشہ نے اُس کے تمام ہوش
و حواس کو کھو دیا۔ اگیان اور اودیا کا بھی اسی قسم کا نشہ ہے۔
مگر انتھکرن کے تتوؤں پر اس سے بھی زبردست جہالت
کا پردہ پڑتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کی عقل کھوئی
گئی۔ عقل کھوئی نہیں جاتی۔ بلکہ [illegible] ایک پردہ پڑ جاتا ہے
[illegible]
[illegible] کوشش

کی ہے۔ کہ اودیا اس قسم کی سوکھشم چیز ہے۔ جو ہاتھوں سے ٹٹولی نہیں جا سکتی۔ جب تک آتما پر جہالت کا پردہ رہتا ہے وہ پرماتما ہمیں دُور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جونہی وہ پردہ اُٹھتا ہے اُس بھگوان کے درشن ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھگوان مہاں مہان کا سنگھاسن دکھائی دینے لگتا ہے جو آورن سے ڈھپا ہوا تھا۔

جہالت کے تین پردے

آتما پر اگیان کے تین قسم کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ اوّل آتم اگیان۔ دوئم پرماتم اگیان۔ سوئم اناتم اگیان۔ یعنی سروپ سے بے خبری۔ پرماتما کی اصلیت سے ناواقفیت اور پرکرتی کی ماہیت سے لاعلمی۔ مَیں کیا ہوں میرا آتما ناش وان ہے۔ پرماتما ساتویں یا چھٹے آسمان پر براجمان ہیں۔ جڑھ پدارتھ شکتی شالی ہیں۔ یہ جہالت کے پردے ہیں لیکن اس کے برخلاف اگر سمجھا جائے۔ تو یہ جہالت ودیا اور گیان میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا کہ میرا ناش نہیں ہو سکتا۔ اور مجھ میں مہاں شکتی ہے۔ اگر مَیں ایک چھوٹا بندو (قطرہ) ہوں تو سمندر میرے ساتھ ہے۔ اگر میں ایک چنگاڑی ہوں تو سورج کی جیوتی جس سے دُنیا پرکاشمان ہو رہی ہے۔ میرے انگ سنگ ہے۔ اور کسی میں طاقت نہیں جو اس بھٹی میں سے نکال [illegible] مجھے ناش کر سکے مجھے کوئی طاقت کوئی شکتی اور کوئی [illegible] لے [illegible] یا کم کر سکتا ۔

اسی طرح پرماتما کا گیان کہ وہ چرچھو ہر جگہ میرے دائیں بائیں نیچے اور اوپر موجود ہے۔ وہ گھٹ گھٹ میں پری پورن ہے ایک پتا بھی اس کی آگیا کے بنا ہل نہیں سکتا۔ میرے آتما کی بوند کے ارد گرد لاکھوں میلوں کا ایک سمندر ہے۔ جس کی اوپر اور نیچے کی نہ کا پتہ نہیں لگتا۔ وہ وشال ہمالیہ ہے جس کا ایک پرمانو میرے اندر ویاپک ہے ❊

تیسرا گیان اناتما دپرکرتی سے اپنے تئیں جدا سمجھنا۔ پراکرت جسم کے ناش سے آتما کا ناش نہ ماننا۔ اور یہ جاننا کہ آتما امر ہے۔ موت کا لفظ دراصل ہماری ڈکشنری میں نہیں ہے۔ یہ تو دنیاوی کھیل ہے۔ جس طرح جس بالک کا نام اس کی ماتا نے یگیہ دت رکھ لیا۔ وہ یگیہ دت کہلایا۔ اور جس کا نام دیو دت رکھا۔ وہ دیو دت پکارا گیا۔ لیکن وہی ماتا اگر اس کا نام کلیان دت رکھ دیتی۔ تو دنیا میں کلیان دت ہو جاتا ❊ تو میں نے آپ کو بتلایا۔ کہ دیوتاؤں کی نگہ میں اجدھیا ہے اناتما اس سے جدا ہے۔ اور پرماتما ان تمام میں پری پورن ہے۔ آتما کا ودیک گیانی پرش کو ہوتا ہے۔ اس پرکار جب ہم اپنی آتما پرماتما اور پرکرتی کو جان لیں۔ تو پھر نشکام کرم کریں جس کی مہاں شری کرشن جی مہاراج نے گیتا میں کی ہے۔ میں نے کرم [illegible] انکا [illegible] کے لئے آریہ ورت کے [illegible]

اتہاس میں سے چند کرم یوگیوں کے نام گنوائے تھے۔ آج ایک دو گیان یوگیوں کے نام آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جنہوں نے گیان سے اپنے جیون کو سپھل کیا ٭

اتہاس میں گیان یوگی

چھاندوگیہ اُپنشد میں کتھا آتی ہے۔ کہ ایک دن سارے برہمن مل کر اشوپتی راجہ کے پاس گئے۔ اور اُس سے برہم ودّیا کے لئے یاچنا کی۔ جیبلی کے پاس گوتم رشی نے جاکر کہا۔ کہ مجھے برہم گیان سکھلاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ یہ ودّیا صرف کھشتریوں کے پاس تھی۔ مگر آج میں تم کو دیتا ہوں

اسی طرح راجہ جنک کے دربار میں بڑے بڑے برہمنوں نے آکر برہم ودّیا کو پراپت کیا۔ اس کی پُشٹی سری کرشن مہاراج بھی کرتے ہیں۔ کرشن گیتا میں کہتے ہیں "ہے ارجن! یہ گیان جو کبھی ناش نہیں ہوتا۔ پہلے پرمیشور نے ووسونت منو کو دیا۔ پھر اس نے دوسرے منوؤں کو سکھلایا۔ اس گیان کو راج رشی لوگ ہی جانتے تھے۔ لیکن کال چکر سے یہ گیان اب نشٹ ہوگیا ہے۔ چونکہ تو میرا بھگت ہے۔ اس لئے میں تم کو سکھلاتا ہوں"٭

میں نے ان تین چار مثالوں سے بتلایا۔ کہ گیان صرف راجاؤں کے پاس ہی [illegible] جڑ [illegible] میں [illegible] کہتا ہوں۔ کہ یہ گیان صرف را[illegible] یا ہوتا تھا ٭

راجا لوگ دن رات وِدّیا اور گیان میں مگن رہتے ہیں کیونکہ اُن کو راجیہ کا کئی قسم کا پربندھ کرنا ہوتا ہے۔ برہمن اُتنا دماغ نہیں لڑاتا۔ جتنی کہ بھگتی کرتا ہے۔ لیکن راجہ گیان کی ترقی میں اتنا محو رہتا ہے۔ جتنا کوئی اور شاید نہیں رہ سکتا اسی لئے کہا گیا ہے۔ راجا گھوڑے پر دوڑتے بھی بھگتی ہی کرتا ہے۔ اسی لئے راجا لوگ ہی زیادہ گیان یوگی ہوتے ہیں۔ گیانی کا ہر ایک کرم پُنیہ یُکت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بلا سوچے سمجھے کوئی ایسا کرم نہیں کرتا جس سے کسی کی ہنسا ہو یا کسی کو دُکھ پہنچے ؛

اس کے متعلق جینی لوگوں نے ایک بڑا عمدہ درشٹانت دیا ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے کہ چلنے پھرنے سے جو اپرادھ ہوتا ہے۔ اس کا حل کیا ہے۔ وہ بتلاتے ہیں۔ کہ ہماری ہر ایک حرکت پرماتما کی پراپتی کے لئے ہے۔ ہمارا چلنا پھرنا بھی اُس کے نمت ہے۔ اس لئے اگر ہمارے اس مدعا کی تکمیل میں کوئی معمولی نقصان بھی ہو۔ تو ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں۔ اس بات کو ایک اور درشٹانت سے واضح کیا جاتا ہے۔ ایک [illegible] اڑی کو جو پانی کے ایک ٹولے سے ہی اپ[illegible] کرشن [illegible] تر کر [illegible] ماتما نے اُپدیش دیا۔ کہ زمین کھود [illegible] اس بات [illegible] دیا [illegible] زمین کو

کھودنے سے بہت دُھول اُڑیگی۔ مہاتما نے اُپدیش دیا۔ کہ بھائی یہ سنتیہ ہے۔ لیکن اس قدر پانی نکلے گا۔ جس سے تمہاری اگلی پچھلی تمام میل دُھل جائیگی۔ مارواڑی نے دو چار ہاتھ ہی زمین کھودی کہ بڑا شیتل جل نکل آیا۔ اسی طرح جو منش بھگوان کی خاطر کشٹ اُٹھاتے ہیں۔ اُن کو بھگوان کی وشال مُورتی کے درشن ہوتے ہیں ٭

ایک ہندو استری جو صبح اُٹھ کر چکّی پیستی ہے (افسوس کہ آج کل ہندو عورتوں میں چکّی پیسنے کا رواج نہیں رہا۔ اسی لئے اُن کی شاریرک اوستھا دن بدن کمزور ہو رہی ہے) وہ اس قدر کشٹ اپنے لئے نہیں اُٹھاتی۔ کیونکہ وہ اکیلی تو بغیر چکّی پیسے بھی اپنا گزارہ کر سکتی ہے۔ بلکہ وہ اس مشقت سے اپنے کُنبے کا گزارہ کرتی ہے۔ یہی نشکام کرم ہے کہ ایک کمائے اور کُنبہ کھائے ٭

کرشن جی کہتے ہیں۔ کہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ جو بھگوان کا سمرن کرتے ہیں (۱) وہ لوگ جو سُکھ میں تو پرماتما کا نام تک نہ لیں۔ مگر جب بپد پڑے لمبی لمبی مالا پھیرتے ہیں (۲) بڑی ٹھوکریں کھا کر پرماتما کی شرن میں آنا (۳) صرف اپنے مطلب کے لئے پرماتما [illegible] جر[illegible] بغیر [illegible] کبھی اس کا نام نہ لینا (۴) جو [illegible] وہی سب سے [illegible] اس کا [illegible]

اچھے ہیں۔ گیانی پرمیشور کی آتما ہے۔ پرمیشور یوں تو سب کی رکھشا کرتے ہیں۔ لیکن گیانی پُرش چونکہ اس کی آتما ہے اس لئے وہ زیادہ اس کے پریم کا مستحق ہے۔ اُس نے جہالت کے پردہ کو اُٹھا دیا ہے ؛

مُکتی کیا چیز ہے؟ اب میں بتلانا چاہتا ہوں کہ مُکتی کیا چیز ہے؟ مہرشی دیانند کے لفظوں میں جب آتما کو پرماتما کا واستوک گیان ہو جاتا ہے۔ تو اس کو سچے سُکھ کی پراپتی ہوتی ہے۔ اور وہ دُکھوں کے جیل خانہ سے آزاد ہو جاتا ہے جس طرح گندی ندیاں سمندر میں جاکر پوتر ہو جاتی ہیں۔ جس طرح کہ پرتھوی کی گندگی گنگا اور جمنا پر سوار ہو کر سمندر میں جا ملتی ہے۔ اور سوچھ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح منش کا آتما پرماتما میں مل کر اپرشا اور دویش سے رہت ہو جاتا ہے۔ ملین آتما جب پُرشارتھ کرتے ہوئے پرماتما رُوپی گنگا کے سروور میں غوطہ لگاتے ہیں۔ اُن کی تمام میل دُھل جاتی ہے اسی کا نام مُکتی ہے۔

مُکتی دو قسم کی ہے۔ ایک جیون مُکتی اور دوسری دوبھہ مُکتی۔ یعنی مرنے کے بعد۔ جیون مُکتی وہ ہے۔ جس سے اس جنم میں ہی سُکھ نصیب ہو جائے۔ وہ جس نے اس جنم میں مُکتی کا مزہ [illegible] چکھا [illegible] کرشن نے کہا مُکتی کو پائے گا۔ وہ جس نے اس جنم [illegible] سُکھ حاصل کریگا۔

سُکھ سے پہلے دو درجہ ہیں۔ جو تمام پرانیوں میں پائے جاتے ہیں
یعنی پربیتی اور گیان۔ سُکھ تیسری منزل ہے۔ پربیتی۔ گیان۔
اور سُکھ یہی تین چیزیں ہیں۔ جن کی زبردست زنجیر کے ساتھ
سارا سنسار جکڑا ہوا ہے۔ دنیا میں ایک چھوٹی سے چھوٹی چیونٹی
سے لے کر بڑے سے بڑے منش میں پربیتی کا انکر موجود ہے۔
آپ نے بار بار دیکھا ہوگا۔ جہاں ایک چیونٹی کو ذرا سی مٹھاس
نظر آئی۔ فوراً اس نے دوسری چیونٹی کو بتلا دیا۔ دوسری نے
تیسری کو۔ اور اسی طرح آن کی آن میں سینکڑوں چیونٹیوں
کو پتہ لگ گیا۔ یہ کیا کوئی کم پربیتی ہے؟ پھر وہ تمام چیونٹیاں
سیدھی سڑک پر ایک دوسرے کے پیچھے چلیں گی۔ یہ اُن کا
گیان ہے۔ پربیتی اور گیان کے بعد مٹھاس کو پاکر اُن کو سُکھ
ملنے لگا۔ اسی طرح ایک ہاتھی کو دیکھئے کس طرح پانچسو ہتھنی
کے آگے چینختا اور دھاڑیں مارتا ہوا شیر کے مقابلہ کو جاتا ہے
ہاتھی میں گیان بھی غضب کا ہے۔ کسی ندی میں لے جاؤ پہلے
ایک قدم رکھے گا۔ پھر دوسرا۔ پربیتی اور گیان کی سیماں کو
دیکھنے کے لئے اور آگے بڑھے۔ ایک جنگلی وحشی بھیل پر
جب کسی آدمی نے حملہ کیا ہو۔ فوراً ایک چیخ سے تمام بھیلوں
کو اکٹھا کر لیتا ہے۔ اور [illegible] برہم [illegible] مدد [illegible] ہیں۔ کیونکہ ان
[illegible] سی جڑ [illegible]
میں بھی گیان پربیتی [illegible] نے کے کہئے۔ اس سے
[illegible]

آگے ایک ودوان سنیاسی کی حالت کو لیجئے۔ جو ہر ایک پرانی مانتر سے پریتی کرتا ہے۔ رشی دیانند کی طرح تمام دُنیا ہی جس کا کُٹنب ہے جس کو دُنیا کی ہر ایک وستو کا گیان ہے۔ میں نے آپ کے سامنے ایک چیونٹی سے لے کر ایک دھرماتما سنیاسی تک کے گیان اور پریتی کا ورنن کیا۔ آپ نے دیکھا کہ گیان کے کتنے درجے ہیں۔ اور ابھی معلوم نہیں کہ گیان اور پریتی کے کتنے درجے اَور ہیں ٭

مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے دیکھا۔ کہ جیوں جیوں پردہ باریک ہوتا جاتا ہے۔ تیوں تیوں گیان اور پریتی بھی بڑھتی جاتی ہے ٭

آخیر میں ایک وقت آتا ہے۔ جبکہ گیان اور پریتی کا پردہ نہایت ہی لطیف ہو کر انسان جیون مُکت ہو جاتا ہے۔ ودیہہ مُکتی اور جیون مُکتی میں محض آیو کا پردہ ہے۔ پھر ہم ہیں اور وہ سمندر جس کے بند وہم تھے۔ پھر ہم ہیں اور سُورج جس کی ہم کرن تھے۔ اِودیا کے ناش ہو جانے سے کرم اپنے آپ نشٹ ہو جاتے ہیں۔ پھر من میں ایرشا اور دویش نہیں رہتا۔ اودیا کے کٹ جانے [illegible] کرم اپنے آپ نشٹ ہو جاتے ہیں۔ پھر ہم میں ایرشا اور [illegible] کرشن [illegible] کے کٹ جانے سے سب دوش کد [illegible] کے کٹ جانے سے

بُرائی نہیں رہتی +

اس طرح جب پریتی گیان اور سُکھ مکمل ہو جائیں تب منش مُکتی کا بھاگی بن جاتا ہے۔ پھر وہ شکتی شالی ہو جاتا ہے۔ اس کا ہردیہ وِشال ہو جاتا ہے۔ وہ رام کی طرح راون کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ کرشن کی طرح دریودھن کو میدان میں پچھاڑتا ہے۔ دُنیا کی کوئی شکتی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی +

ہے بھگوان! دیا کرو کہ ہم اس اوستھا کو پراپت ہوں۔ پربھو کرپا کرو۔ کہ ہم اس اودیا کی شِلا کو اپنے اُوپر سے ہٹا کر دُور پھینک سکیں۔ آپ کی کرپا اور انوگرہ کے بنا ہم اس پردہ کو نہیں اُٹھا سکتے +

دیامئے پربھو! یہی پرارتھنا ہے۔ یہی یاچنا ہے۔ سویکار کیجئے۔ سویکار کیجئے اور پھر سویکار کیجئے +

اوم شم

راج یوگ

پرارتھنا ہے سروآدھار! سب کے انتر آتما! ہم پھر آپ کے سمیپ اُپستھت ہو کر آپ سے یاچنا کرتے ہیں۔ کہ آپ ہمارے انتر سہائی ہوں۔ آپ ہمارے ایک ماتر آشرا ہوں۔ آپ کی اسمرتی یاد ہر وقت ہمارے ساتھ رہے۔ پربھو! آپ کی پرم دیالتا سے جیون میں ہم جیون مُکت ہوں۔ اور آخیر میں تمام سنساری بندھ کو توڑ کر مُکتی کو پراپت ہوں۔ پرماتمن! جن آتماؤں کے سر پر آپ کا ہاتھ رہتا ہے۔ وہ سدیو سُکھی رہتی ہیں۔ اس لوک میں کوئی دُکھ اُن کو ستا نہیں سکتا۔ پرلوک کے دروازے ہمیشہ اُن کے لئے کھُلے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم سب آپ کو نمسکار کرتے ہوئے بڑی پریم اور شردھا سے آپ کے پاس آتے او[ر آپ] کی جے مناتے ہیں۔ پرماتما! سنسار میں آپ کی جے [illegible] کرشن چند[ر] [illegible] جے ہو۔ ہمارے کرم اور اندریوں [illegible] آپ کے وش [illegible] [illegible] اس بات [illegible]

ہوئے نیموں پر چلتے ہوئے کبھی بھی پیڑت اور دُکھی نہ ہوں ۔
ہے کرپاندھے پربھو! دیاکرو اپنے بھگتوں پر۔ تاکہ اُن کا من آپ کے ارپن ہو۔ پربھو! اشیرباد دو۔ کہ ہمارا جیون پرانی ماتر کے لئے ہتکارک ہو۔ کوئی دُکھ اور کلیش جیون بھر میں ہمارے سمیپ پھڑکنے نہ پاوے۔ اور جیون کے بعد ہم امر ہو جاویں۔ اسی یاچنا اور پرارتھنا کے بعد پھر ہم آپ کے دربار میں نہایت نمرتا سے اُپستھت ہوتے ہیں۔ سویکار کیجئے ۔

راج یوگ کو سمجھنے کے لئے بھگتی یوگ۔ کرم یوگ اور گیان یوگ کو جاننا ضروری ہے ۔

بھگتی یوگ اُن پرانیوں کے لئے ہے۔ جن کی زیادہ رُچی کرم کی طرف نہیں۔ جن میں پُرشارتھ زیادہ نہیں۔ مگر اُن میں بھگتی بہت ہے۔ جن کا من ہر وقت بھگوان مہان کے چرن کمل میں رہتا ہے۔ جو پرماتما کی پریتی میں اس قدر مگن رہتے ہیں۔ کہ ان کو دُنیاوی پریم اس پریم کے مقابلہ میں ہیچ معلوم ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے بھگتی یوگ ہے۔ دوسرے وہ پرانی ماتر جن کے اندر بھگتی زیادہ نہیں [illegible] پریتی کا بھاؤ بھی بہت کم ہے۔ مگر وہ کرتویہ کا [illegible] ہیں۔ جو فرض کسی ودوان نے بتلا [illegible] ہے۔ وہ اپنے فرض کو پورا تو کرتے [illegible] لوگوں کی

بُدھی گو عام طور پر موٹی ہوتی ہے۔ مگر اُن میں تقلید کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ کرم یوگ کے ادھیکاری ہیں۔ تیسرے وہ پُرش جو من ہین ہیں۔ جن میں بھگتی بھاؤ نہیں جو دُنیا میں خشک مشہور ہیں۔ ایسے پُرش جو بال کی کھال اُتارتے ہیں۔ اُن کو اُپدیش دو۔ کہ تم بھگوان کی بھگتی کیا کرو اور سندھیا اور اگنی ہوتر کرو۔ تو ٹکا سا جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم کیوں بھگوان کی بھگتی کریں۔ کیوں بھگوان کا سمرن کرنے میں اپنا وقت ضائع کریں۔ اس سے کیا لابھ ہوگا۔ ایسے پُرش گیان یوگی کہلاتے ہیں۔

راج یوگ کیا ہے؟ جو لوگ بھگتی میں زیادہ رُچی نہیں رکھتے۔ اسی طرح کرم بھی زیادہ نہیں کرتے۔ اور اسی طرح گیان بھی جنہوں نے نہیں سیکھا۔ اور وہ گیان کے حاصل کرنے کے لئے دماغ نہیں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے راج یوگ کا وِدھان ہے۔ یم اور نیم راج یوگ کی پہلی سیڑھی ہے۔

سنت کمار نارد کو کہتے ہیں۔ ہے نارد! جب کوئی کرم کرتا ہے۔ تب اُسے سُکھ ملتا ہے۔ جب اُسے سُکھ ملتا ہے تب وہ کرم کرتا ہے [illegible] سر منڈوا کر دیش بدیش بھرمن کیا۔ اور [illegible] کرشن جی مہ[illegible] سندھیا کی۔ مگر دل کی صفائی [illegible] اس بات [illegible] سندھیا کرنے سے

کیا فائدہ؟ اُس کو ذرا ٹھوکر لگی۔ وہ سندھیا اُپاسنا چھوڑ دیگا۔ اگر منش کو اس کے کرم کا ذرا بھی پھل مل جاوے۔ تو پھر اس کی ترشنا بن جاتی ہے۔ اور وہ تمام عمر کرم کرتا رہتا ہے۔ راج یوگ کے اندر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ مجھے یہاں بھی پھل ملیگا۔ اس لئے وہ بڑی لالسا سے کرم کو سمپورن کرنے کی کوشش کرتا ہے ؎

مہاراج پتنجلی نے اپنے یوگ شاستر میں راج یوگ کی ویاکھیا کی ہے۔ راج یوگ کا ارتھ دھیان یوگ یعنی Will power یا اِچھیا شکتی کو بڑھانا ہے۔ اِچھیا شکتی کس طرح بڑھائی جائے؟ مہاراج پتنجلی فرماتے ہیں۔

"یوگا شچِت برتی نرودھا"

یعنی چِت کی برتیوں کو روک لینا ہی راج یوگ ہے۔ کسی کا چِت بُرے کاموں میں جاتا ہے۔ کان میں راگ کی دُھنی پڑتے ہی کان اس طرف کھنچ جاتا ہے۔ سُندر روپ کو دیکھ کر من ڈول جاتا ہے۔ ایسے کو کرموں سے من کو روک لینے سے چِت کی برتیاں رُک جاتی ہیں۔ جب [illegible] لکھنے والے کی اپنے من میں سختی ہو جاتی [illegible] ابو کر لیتا ہے جب تک منش چِت [illegible] گئے [illegible]۔ وہ آپنے سے باہر رہتا ہے۔ [illegible] سے نئی ترنگیں [illegible] کا اُجا[illegible]

اُٹھتی ہیں ॥

جب چت کی برتی رُک جاتی ہے۔ تب من کے اندر پرمیشور کے روپ کی سنگتی ہوجاتی ہے۔ اور اس کے بعد بھگوان مہان مہان کے درشن ہوجاتے ہیں۔ اُپنشد میں بتلایا ہے۔ کہ نت پرتی دن (ہر روز) تمام پرانی پرماتما کے دربار میں جاتے ہیں۔ جس وقت ہاتھ اپنا تمام کام چھوڑ دیتے ہیں۔ پاؤں میں شکتی نہیں رہتی۔ آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ اور منش سوجاتا ہے۔ اُس وقت آتما پرماتما کے دربار میں جاتا ہے۔ سوشپتی اوستھا میں اس بھگوان کی مہان دکھائی دیتی ہے۔ تو میں نے بتلایا کہ سنسارک شکتیوں سے مہان شکتی پرماتما ہمارے آتما کے اندر براجمان ہے۔ جس ہردے کے اندر پرماتما براجمان ہوں۔ تمام برہمانڈوں کی شکتی اُس کے اندر ہوتی ہے لیکن اُس مہان آتما کا انبھو اُسی منش کو ہوسکتا ہے۔ جس نے چت کی برتیوں کو روک لیا ہو۔ جس کا من وش میں نہ ہو۔ اس کو سُکھوں کے کیندر پرماتما کا تو اس من میں ہوتے ہوئے بھی آنند نصیب نہیں [illegible] سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اعتراض اُٹھایا کرتے [illegible] کر شن چند [illegible] آتما کے اندر موجود ہے۔ تو پھر اس کو [illegible] لئے تو پرماتما کا ہونا نہ ہونا یکساں [illegible] اس بات سے سمجھ میں آجائیگی

یم نیم کی پہلی سیڑھی ہے | ایک مچھلی جو ہمیشہ گنگا کے پوتر اور شیتل جل میں رہتی ہے۔ اس کو کبھی معلوم نہیں ہوتا کہ جل کیسا پوتر اور شیتل ہے۔ اور نہ ہی جل کا نو اس مچھلی کے من میں کوئی خاص بھاؤ پیدا کرتا ہے۔ لیکن جب ایک برہمن اور کھشتری گنگا میں نہاتا ہے۔ تو بے اختیار اس کو بھگوان کی یاد آجاتی ہے۔ اور کہتا ہے "آہا کیسا شیتل جل ہے"۔ مگر مچھلی حیران ہوتی ہے۔ کہ اس کو جل کس طرح شیتل اور آنند دائک معلوم ہوتا ہے۔

کہتا ہے کہ ایک دن ایک بھکڑ سادھو جمنا کے کنارے پہ نہانے کے لئے گیا۔ جب اس کو پانی میں غوطہ لگانے سے آنند پراپت ہوا۔ اور آتما شانت ہو گیا۔ وہ بھگوان کا آرادھن اور جل کی اُستتی کرنے لگا۔ جل کی ایک مچھلی نے اُس پر مخول اُڑایا۔ سادھو نے مچھلی کو دُم سے پکڑ کر پانی سے باہر جلیٹھ۔ ہاڑھ کی گرم دُھوپ میں گھسیٹا۔ وہ تڑپنے اور رہائی کے لئے منّت کرنے لگی۔ تب سادھو نے اُسے زور سے پانی میں دے مارا۔ اور پھر پوچھا کہ بتا [illegible] شیتل ہے۔ یا نہیں؟ مچھلی نے عاجزی [illegible] جبرد [illegible] [illegible]وان! اب مجھے شیتل جل کی قدر م[illegible] [illegible]ی جبر [illegible] [illegible]نے کے کچھ [illegible]تعلی کرتے ہیں کہ تم اپنے تئیں پرانا یا [illegible] ح دھیب [illegible]

میں کشٹ دو۔ تپ کرو۔ عیش و آرام کو ترک کرو۔ پھر تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ واقعی تمہارے اندر آنند کا کبھنڈر (منبع) تھا جس کو تم بھولے ہوئے تھے۔ جب تم انتر دھیان ہو جاؤگے تب تمہیں اس بھگوان کے درشن ہونگے۔ اور وہ اسنوک آنند پراپت ہوگا *

آپ نے کئی بار دیکھا ہوگا۔ کہ جب کوئی پتا سمہ سمہ پر اپنے پُتر کی طرف دھیان لگاتا ہے۔ تو پُتر کی مُورتی اس کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تمام دن اپنے مِتّر کا سمرن کرتا رہے۔ تو رات کو خواب میں اُس کا دوست نظر آئے گا۔ یہی حال بھگوان کے سمرن کا ہے۔ جو بھگت جن پربھو کے سمرن میں اپنے من کو ایکاگر کرتے ہیں۔ اُن کا ہردہ گدگد پرسن رہتا ہے۔ اُن کے من میں بھگوان کی جیوتی کا وکاش ہوتا ہے۔ دُنیا میں ان کی مہانتا اور وشیشتا کا یش پھیلتا ہے۔ اسی طرح من کو ایک طرف لگانے کا نام دھارنا ہے۔ میں نے بتلایا کہ جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اُن کی سنکلپ شکتی یا Will Power بڑھ جائے۔ ... ں سب سے پہلے یم نیم کرنے چاہئیں۔ یم نیم کی ... [illegible] ... کرشن ... بتا چکے ہیں۔ اس کے لئے ضرورت ... [illegible] ... رتیح کی جائے *

اس ...

آہار وہار ضروری ہیں

یم نیم کا پالن کرتے ہوئے آہار وہار کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ یہ خیال کہ کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے اور دیگر اسی قسم کی باتوں کا دھرم سے کوئی تعلق نہیں لغو ہے۔ کھانے پینے کا صحت کے ساتھ بڑا بھاری تعلق ہے۔ وہ شخص جو پاؤ بھر روز کھاتا ہے۔ ایک دن وہ بے قاعدگی کرکے ایک سیر کھالیوے۔ بتائیے کہ اس کا پیٹ پھٹے گا یا نہیں؟ وہ دھرم کرم کیا کر سکے گا۔ اس لئے ہمارا آہار وہار نیم سے ہونا چاہئے۔ سونے جاگنے میں باقاعدگی ہو ہمارا طرز تقریر اور چلنا پھرنا وغیرہ تمام باتیں ایسی باترتیب اور عمدہ ہوں۔ جن کو دیکھ کر ہر شخص کے من میں اُن کے انوکرن کرنے کی زبردست اِچھیا اُتپن ہو۔

من کی تین حالتوں پر قابو

من کی تین اوستھا ہیں۔ یعنی جاگرت۔ سُوپن اور سوشپتی۔ ان تین حالتوں پر قابو پا لینے کے بعد منش راج یوگ کو پراپت کر سکتا ہے۔ لیکن پچھلی دو حالتوں پر کوئی شخص قابو نہیں پا سکتا جب تک کہ جاگرت اوستھا کی تمام کریاؤں کو اپنے وش میں نہ کرے۔ جاگرت اوستھا میں جس شخص کا منہ اور زبان اس کے [illegible] اُس کا من چھن چھن میں چھلانگیں مارتا [illegible] سکتے ہیں۔ کہ اُس کو گہری نیند آئیگی۔ اس [illegible] نصیب نہیں

ہو سکتی۔ سوتے ہوئے اس کو عجیب و غریب بھیانک خواب آتے رہتے ہیں۔ تو شاستر بتلاتے ہیں کہ پہلے ہم جاگرت اوستھا میں اپنے من کو قابو کریں۔ اس کے بعد سوپن کی حالت خود بخود رفتہ رفتہ ہمارے قابو میں ہوتی جاویگی۔ اور ہمیں ایسی گہری نیند پراپت ہوگی جس میں سوشپتی اوستھا بھی ٹھیک ہو جاویگی جب ہم نے من کی تینوں اوستھاؤں کو قابو میں کر لیا۔ پھر بھگوان کے درشن کچھ کٹھن نہیں رہتے ❊

آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ مصوّر لوگ پہلے اپنے بچّوں کو کھیل کود میں تصویر بنانا سکھلاتے ہیں۔ جن سے اُن کی رُچی تصویریں بنانے کی طرف ہو جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہ بڑا ہو کر اعلیٰ درجہ کا مصوّر بن جاتا ہے۔ اسی طرح ہم سب سے پہلے چھوٹی چھوٹی باتیں کھان پان آدی میں نیموں کا پالن کرنا سیکھیں۔ جب بدن پر ہمارا قابو ہو جائیگا تو راج یوگ کے ادھیکاری ہو جاوینگے ❊

آسن جمانا یم نیم کا سیون کرنے کے بعد پھر آسن لگانا سیکھیں آسن گو عام طور پر معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھی جاتی ہے لیکن معمولی اور چھوٹی [illegible] کے نہ ہونے سے ہی انسان بد تہذیب او[illegible] گردش [illegible] کے قابل نہیں رہتا۔ ہیں نے کئی لوگو[illegible] اس بیا کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو

کبھی سر کھجلاتے - کبھی بدن پر ہاتھ پھیرتے - کبھی مکھیاں اُڑاتے ہیں - ایسے لوگوں کو آسن جمانا نہیں آتا - جو شخص آسن نہیں جما سکتا - وہ من کیا یکسُو کریگا - اس لئے زمین پر ایسا آسن جماؤ گویا ایک کیلہ گڑا ہوا ہے - تم جب سادھیا کر رہے ہو تو تمہارے بدن پر پسینہ پر پسینہ بہے - مگر تمہیں خبر نہیں ہونی چاہیئے - آسن جمانے میں اس میں شک نہیں کہ پہلے تمہیں ضرور تکلیف ہوگی - چنچل من تمہارے بیٹھنے میں بادھا ڈالیگا - لیکن جب تم عادی ہوگئے - پھر کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ رہے گی - پہلے پہلے تھوڑی دیر بیٹھو - پھر رفتہ رفتہ اپنی بیٹھک بڑھاتے جاؤ ❖

پرانا یام آسن کے بعد پرانا یام کا درجہ آتا ہے - پرانا یام کو ہندو اور آریہ لوگوں نے بڑا ہی بھیانک اور کالا ناگ بنا رکھا ہے - اور عوام میں مشہور ہے کہ پرانا یام سے کئی آدمی مر گئے ہیں - اس لئے اس کو نہیں کرنا چاہیئے - جس طرح عوام کو بھُوت پریت سے خوف ہے - اسی طرح آریہ اور ہندوؤں کو پرانا یام سے خوف ہے - لیکن شاستر کاروں نے پرانا یام کو بڑا ہی مفید بتلایا ہے [illegible] جبر [illegible] ڈرنا [illegible] [illegible]نے کی ضرورت نہیں - کیونکہ ایک سر[illegible] ہی جبر [illegible] [illegible]ے سرے تک یوروپین اور دیگر [illegible] [illegible]نے کئی [illegible] یام کر چکے ہیں -

پرانایام کرنے سے نہ صرف روحانی روگوں کا ہی ناش ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کے استعمال سے جسمانی بیماریاں بھی جڑھ سے اکھڑ جاتی ہیں۔ اور خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کی بیماری نزدیک نہیں پھٹکتی ؛

پرانایام کا طریقہ جیسا کہ منو نے بتلایا ہے۔ آپ کئی دفعہ ستیارتھ پرکاش آدی گرنتھوں اور مہاتما پرشوں سے پڑھ اور سُن چکے ہیں۔ مجھے اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ رشی بتلاتے ہیں کہ جس طرح سونا آگ میں ڈالنے سے شدھ ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح پرانایام رُوپی بھٹی سے منش کا آتما شدھ اور نرمل ہو جاتا ہے۔ آپ تجربہ کے طور پر پرانایام کر کے دیکھیں۔ آپ کو چند ہی دنوں میں معلوم ہوگا۔ کہ آپ کی اِچھیا شکتی بڑھ رہی ہے۔ آپ کا چہرہ منور اور آتما بلوان ہو رہا ہے۔ آپ کے دوست آپ سے یاچنا کرینگے کہ ہماری سوسائٹی میں بیٹھ کر سبھا کی شوبھا کو دوبالا کریں۔ ایرشا اور دویش آپ کے من سے دور ہو جاویگا۔ اور طبیعت کو ہر وقت سرور رہنے گا۔ پرانایام سے آدمی کا چولا سوکھشم ہو جاتا ہے اس کے خیالا[illegible] کرشن چندر[illegible]ہتا ہے۔ اور آتما ہر وقت شانت رہتی [illegible]

امریکہ کا [illegible] اس کے اُپکار کا جتن کرتا ہوا

اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ڈاروِن سے بھی بڑھ کر ہندوستانی سادھوؤں نے امریکہ پر اُپکار کیا ہے۔ جنہوں نے امریکہ نواسیوں کو پرانایام کا طریقہ سکھایا ہے۔ اور جس سے آئندہ نسلیں ہندوستانی سادھوؤں کو یاد کریں گی ÷

دھارنا پرانایام کے بعد دھارنا ہے۔ جس کو مہرشی پتنجلی نے اپنے یوگ شاستر میں بڑے واضح طور پر ورنن کیا ہے۔ یعنی کسی چیز کی طرف پورے طور پر من کو لگانا دھارنا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کسی موقعہ پر بتلایا تھا۔ من ایک ہی طرح سے پورے طور پر قابو رہ سکتا ہے۔ جب من کسی اور طرف جانے لگے۔ تو اُسے کہہ دیا جائے کہ کہاں جاتا ہے۔ میں نے پرتگیا کی ہوئی ہے"۔ دھارنا شکتی کے بعد دھیان لگا دیں۔ دھیان کس کا لگا دیں۔ اس پر آج کل بڑا جھگڑا ہو رہا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ مورتی کے بغیر دھیان نہیں لگ سکتا۔ لیکن شاستر اُن کے اس خیال کی تردید کرتا ہے۔ یوگ شاستر میں بتلایا ہے۔ کہ پرماتما کے نام کا دھیان کرنا چاہیئے چھاندوگیہ اپنشد بھی اس خیال کی تائید کرتا ہے۔ اور نام سے ہی تمام دُنیا کے کاروبار چل رہے ہیں

دھیان کس طرح کرنا چاہیئے [illegible]نے کے کئی طریقے ہیں

[illegible] ایک آسن میں بیٹھ کر من [illegible]

سے اُچارن کریں (۳) اوم کا جاپ کریں۔ اسی اوم کے جاپ کو سہل کرنے کے لئے مہاتماؤں نے "سوہم اسمی" بنایا تھا اور کئی بھگت جن اسی کا جاپ کرتے ہیں۔ "سوہم اسمی" کے معنے ہیں: وہ پرماتما جو سورج اور چاند کو روشنی دے رہا ہے۔ وہ پرماتما جو سارے برہمانڈ کا مالک ہے۔ وہ میں ہوں۔ اربخات وہ مجھ میں ہے "سوہم اسمی" دراصل اوم ہی ہے۔ اس کا جاپ پرانایام کے ساتھ ساتھ کرنا اچھا ہے۔ اگر کوئی شخص اوم کا جاپ اس طرح بھی نہ کرنا چاہے۔ وہ تصور کر کے اپنا خیال اُس بھگوان مہاں مہان کی طرف لگا سکتا ہے۔ اسی طرح سلسلہ وار چلتے ہوئے ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور سنت کمار کے اس شبد کو چرتارتھ کر سکتے ہیں۔ کہ "جو کرتا ہے وہ سُکھ پاتا ہے"۔ اس طرح جو نر نو کا جاپ کرتے ہیں۔ اُن کو ضرور ہی کامیابی ہوتی ہے۔ اور ایک وقت آتا ہے۔ جب اُن کو بھگوان کے ساکھشات درشن ہوتے ہیں۔ پرمیشور ہمیں بل اور شکتی دیں۔ جیسا کہ اس منتر میں لکھا ہے "دھیو یونہ پرچودھیات" ہماری بُدھیاں ملین ہیں۔ وہ ان کو سوچھ اور نرمل کریں۔ وہ ہمیں شکتی دیں۔ جس سے ہم اپنی آتمک منزل کو طے کر کے اس بھگوان کے درشن کر سکیں۔ بس یہی پاپنا او درشن چھے ہے سویکار کیجئے ۔

اوم شانتی

ایشور نروپن

جگت کا کرتا ماننے کی ضرورت

ناستک لوگوں کا مت ہے۔ کہ جگت انادی سے ایسا ہی چلا آیا ہے۔ اس کا کرتا کوئی نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ جگت ہیں کاریہ کارن بھاؤ دیکھا جاتا ہے۔ اور کاریہ کارن بھاؤ ہی سرشٹی کے اناد تو کا بودھک ہے۔ یدی "سوبھاؤ سے ایسا ہی چلا آیا ہے" ایسا مانا جاوے تو جگت میں پریورتن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ بھی پرمان سِدھ ہے۔ کہ جگت کا اُپادان سُوکھشم ہے۔ ایک مٹی کے ڈھیلے کو توڑ کر چورن کریں۔ تو وہ سُوکھشم ہوا چلا جاتا ہے۔ سبھی کٹھن ٹھوس پدارتھ واشپ بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر یہ پدارتھ سُوکھشم انشوں سے ستھول نہ بنے ہوتے۔ تو یہ سُوکھشم اوستھا کو نہ پراپت ہوتے یہ سب مانتے ہیں۔ کہ کاریہ جگت جڑ ہے۔ اس لئے اس کے انیتنت سُوکھشم کارن کی بھی جڑتا سِدھ ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جگت کا کارن اتی سُوکھشم اور جڑ ہے۔ کریا کے بغیر سنیوگ

ممکن نہیں۔ اگر جڑھ میں سنبھاوک کریا مانی جاوے . . . . .
. . . . . . تو وہ کریا سنیوگ جنک ہے یا ویوگ والی۔ اگر
سنیوگ والی کریا مانو تو تمام جگت اکھنڈ ہونا چاہیئے۔ ...رنی پنڈ
کے ہونے پر۔ باقی پدارتھوں کے درونت ہو جانے پر سنیوگ
کا پرتی یوگی دیکھنے پر سوبھاؤ سے سنیوگ ماننا سِدھ نہیں ہوتا
اور اگر ویوگ کریا سوبھاوک ہو تو سنیوگ ماتر کا ابھاؤ ہو جائے
تو ایسا بھی نہیں ہے۔ اسلیئے اتی سوکھشم جڑ کارن میں کریا بھی
نہیں ہے۔ لہذا جگت کا اُپادان کارن اتی سوکھشم جڑھ اور
نش کریا ہے ۔

جب کارن جگت میں اپنی کریا نہیں۔ تو جو کریا دکھائی
دے رہی ہے۔ وہ کریا کسی انیہ (دیگر) کی پریرنا سے ماننی
پڑے گی ۔

سرشٹی میں باقاعدگی پائی جاتی ہے۔ اسنکھ تارا منڈل کا
آکاش میں پری بھرمن ایک جگہ سے دوسری جگہ منا سب
جگہ پر پہنچنا باقاعدگی کے ثبوت ہیں۔ اور یہ باقاعدگی اپنا ثانی
نہیں رکھتی۔ سرشٹی میں پرسپر سنبندھ بھی ہر ایک کو معلوم ہے
جنگم جگت کا ستھاور جگت سے۔ اسی طرح چکشو آدی
اندریوں کا سوریہ آدی سے سنبندھ ہے۔ اس سنبندھ کی رچنا
بھی اپرمیم ہے

سرشٹی کی رچنا میں تیسری بات یتھا یوگیہ رچنا ہے ۔ جلچروں مثلاً مچھلی وغیرہ کی رچنا میں ان کی آنکھوں اور پھیپھڑوں کا ایسا ہونا کہ پانی میں دیکھ سکیں اور ستھل چیزوں میں اور اندریوں میں مندرجہ بالا قابلیت کی عدم موجودگی اور وچاروں کی یتھا یوگیہ رچنا وغیرہ عجیب وغریب سروپ میں سنسار کو دیکھنے سے اس کا بنتا ۔ پربندھ کرتا اور رچتا گیان سروپ ہے ۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے کاموں میں اپریتم پورے طور پر ہے ۔ اس لئے وہ سروگیہ ہے ؞

سوکھشم میں کریا اور سنیوگ وغیرہ کی پریرنا ابھینتر ہی سے سنبھاونت ہے ۔ اس لئے سروگیہ پریرک وِشیش سرو ویاپک ہے ۔ اُس کی پریرنا کسی دوسری پریرنا کی اپیکھشا نہیں رکھتی اس لئے پریرک وِشیش سرو شکتیمان بھی ہے ؞

جو یہ کہا جاتا ہے کہ جگت کے کرتا میں اچھیا ماننی پڑیگی ۔ کیونکہ اچھیا کے بغیر رچنا ہو ہی نہیں سکتی ۔ سو پریرک اچھیا ہو رہی کامنا روپ اچھیا سے بالکل علیحدہ ہے ۔ بعض لوگ اپنے پرماتم پد پراپت کو بھی سروگیہ مانتے ہیں ۔ سروگیتا ماننے پر گیاتا ۔ گیان اور گیے روپ تریپٹی کی سدھی نہیں ہو جاتی ہے ۔ گیانی کا گیان دوارا کسی گیے کو جاننا اچھیا کے بغیر ثابت ہو سکتا ہے ۔ اگر وہ اچھیا اسمادکوں کی اچھیا سے جُدا

ہے۔ تو کارن جگت کے پربرک سروگیہ سروشکتیمان کی اچھیا کو ولکھشن ماننے میں کیا نقصان ہے ؛

کہا جاتا ہے۔ کہ " جگت کی رچنا راگ آدی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ان دوشوں والا پرماتما نہیں ہوسکتا" یہ بات موٹے وچار کی ہے۔ موٹے انگوں کی رچنا کو دیکھ کر یہ کلپنا کی گئی ہے۔ لیکن جب منش سوجاتا ہے۔ اس سمہ اس کے خون کی حرکت۔ پھیپھڑوں کا چلنا وغیرہ جو بہت سے کام جسم میں ہوتے رہتے ہیں۔ من۔ بدھی کی اچھیا کے بغیر ہوتے ہیں۔ اور راگ دویش کے بنا ہوتے ہیں جیسے ہمارے آتما کے محض تعلق سے سوشپتی کی حالت میں راگ دویش ادر سنتھول اچھیا کے بغیر شریر میں انیک کام نیم پوروک بھاوگیہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح برہمانڈ کے آتما کے تعلق سے جگت کی رچنا وغیرہ کام نیم سے یتھا یوگ راگ دویش کے بغیر ہوتے ہیں ؛

آتما سروگیہ نہیں بعض پرچھن آتما کو سروگیہ مانتے ہیں۔ سروگتا لامحدود علم ہے۔ محدود آتما کا لامحدود علم ہو نہیں سکتا۔ ایک دیشی ایک وقت میں ہونے والے کا تمام جگھوں میں ہونا اور تمام وقتوں کو جاننا ناممکن ہے۔ اسی طرح جینی لوگوں کا مانا ہوا جیو سشٹھیہ بھی ثابت نہیں ہوسکتا ؛

کئی لوگ آتما میں اننت (لا محدود) گیان مانتے ہیں۔ اور اُس کا پرتی بندھک مانتے ہیں۔ گیان ورنیہ کرم کو۔ اور اس کرم کو بھی پرمانو روپ مانتے ہیں۔ اگر جبر طرح پدارتھ گیانا ورن کر سکتے ہیں۔ تو گیان کبھی نہ ہوگا۔ کیونکہ کسی کھشن سے بھی پرمانو کا ابھاو ناممکن ہے۔ سارا برہمانڈ جب پرمانوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ تو مُکت سدھ بھی سروگیہ نہ ہو سکیں گے کیونکہ اکاش پرویش میں وہ پرمانو بھی موجود ہیں۔ پریمت پرمانوؤں کا اننت گیان کو آورنت کرنا آیکت کٹھن ہے۔

کہا جاتا ہے کہ آتما پرینامی نتیہ ہے۔ پرینام کاریہ میں ہوتا ہے۔ اور کاریہ نخفا پرینامی انتیہ ہوتا ہے۔ جب آتما ہی انتیہ ہوا۔ تو سروگیہ کہاں رہا۔ یہ خیال کہ آتما جس جس جسم میں ہوتا ہے۔ اس کے آتم پرویشوں کا اُس اُس جسم کے انوسار سنکوچ اور پھیلاؤ ہوتا جاتا ہے۔ جس طرح چراغ اگر بڑے کمرے میں رکھیں تو اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور اگر چھوٹے کمرے میں رکھیں تو سُکڑ جاتی ہے۔ ایسا ماننے سے آتما اپنی نشچت ہستی پر قائم نہ رہنے والا اور پرینامی ثابت ہوگا۔ اور کایودت انیتتا آجاوے گی۔ اور یہ سدھانت اس لئے بھی نقص والا ہے۔ کہ چراغ کی روشنی بڑے کمرے میں پھیلنے سے پتلی ہو جاتی ہے

اور چھوٹے کمرے میں زیادہ۔ ایسے ہی ہاتھی کے جسم میں آتما آنے سے اس کے چیتن آدی گنوں کا پرکاش پتلا ہونا چاہیئے۔ چیونٹی میں زیادہ۔ جو لوگ انیک سروگیہ مانتے ہیں۔ اُن سے پوچھا جائے گا۔ کہ ایسی حالت میں کیا ایک سروگیہ دوسرے کی سروگیتا کو جانتا ہے؟ اگر جانتا ہے۔ تو دوسرا سروگیہ نہ رہا۔ کیونکہ سروگیتا دیش کال سے اننت ہے۔ اننت کا گیان لیا تو وہ سانت ہو گیا۔ اگر کہو کہ نہیں جانتا۔ تو وہ خود سروگیہ نہ رہا۔

اگر وُلگھو پریاء سے گیان آدی آتم گنوں میں سنکھ اسنکھ اور اننت گن ہانی ورِدھی پرینام واد سے سنبندھ کرتا کو مطلب ہے۔ فرض کرو ایک سروگیہ کے پریاء میں اننت گیان کی ہانی ہے اور دُوسرے میں اننت زیادتی۔ اس سے بھی سروگتا ہانی والے سے نسبتاً تھوڑی اور زیادتی والے سے زیادہ ہو گی۔ اور وہ دونوں باہمی آکشیپ سے الپگیہ ہو جائینگے سروگیہ سروشکتیمان ایک آتما وشیش نہ ماننے سے پُنر جنم ہو سکتا جو لوگ مانتے ہیں۔ نہ ہو سکے گی۔ فرض کرو۔ ایک پرانی۔ یہاں سے جسم چھوڑ کر کلکتہ میں کسی مکان کے ساتویں اندر کسی چھوٹی سی یونی میں جنم لینا ہے تو سوچو اُسے وہاں کون لے جاتا ہے۔ اگر کہو خود جاتا ہے۔ تو اپنے آپ

کوئی دُکھ ہیں نہیں پڑتا۔ اگر کرم لے جاتے ہیں۔ تو کرم
جڑھ ہیں۔ اُنہیں دُور و نزدیک کا گیان نہیں۔ اگر کہو۔ کہ
جیسے چمک پتھر لوہے کو کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح کرم آتما کو کشش
کر لیتے ہیں۔ تو یہ بھی آپ کے سدھانت سے سنبہ نہیں
ہے۔ کیونکہ وہ مانتے ہیں۔ کہ جڑھ کرم آتما کو لپٹے ہوئے ہیں
آکرشن دُور سے ہوتا ہے۔ اس لئے آتما میں لپٹے ہوئے کرم
اُسے کھینچ کر کہاں لے جا سکتے ہیں؟ نتیجہ یہ ہوا کہ پرچھن آتما کیتیوں
اور نبندھ کرنا کے مت سے بھی سرنگیہ ثابت نہیں ہو سکتا
اس لئے سُوکھشم جڑھ نشکریا ہونے سے آدی جگت کا پریک
سرشٹی رچنا کرموں کی بیوستھا کرنے والا ایک ہی سرو شکتیمان
ہے اور اسی کو پرمیشور کہتے ہیں ۔

اوم شم

آتم پرساد

तमीश्वराणां परमं महेश्वरं तं देवतानां परमं च दैवतम्। पतिं पतीनां परमं परस्ताद् विदाम देवं भुवनेशमीड्यम्।

بھگتی سمکھیہ طور پر دو ہی باتیں ہیں۔ جن کو کرنے سے ہر ایک نرناری کا انتھکرن شدھ ہو کر اپنا آپ ہی تیرتھ دھام بن جاوے گا۔ اور یہی دو باتیں کسی تیرتھ یا تترا سے اپنے ساتھ لے جانی چاہئیں +

ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ اوم سمر۔ یعنی پرمیشور کو سمرن کر۔ سمرن دویش سے بھی کیا جاتا ہے اور پریم سے بھی۔ ایک بہن اپنی بہن کے اُپکار کا سمرن کرتی ہے۔ دوسرے اس کے بھونڈے پن کا۔ سنسار میں کوئی ایسی مورتی نہیں جس کا سمرن نہ کیا جائے۔ پرنتو شدھ اور لابھدایک سمرتی کیول پربھو کا سمرن ہے۔ لوگ جنم کو دُکھ دھام مانتے ہیں

نگر وید بتلاتے ہیں۔ کہ ہمارا جنم تیرتھ ستھان ہے۔ یہ کمائی کا ستھان ہے۔ لیکن کمائی کا ستھان اسی حالت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس کو تیرتھ مانیں۔ اور تیرتھ بھی گنگا کا۔ وہ گنگا بھگتی کی گنگا ہو۔ گنگا کے بنا واقعی سنسار دُکھ دھام ہے۔ یہ سنسار شکتی شالوں کے لئے ہے۔ کمزوروں کے لئے نہ تو گنگا ہے نہ ہمالہ۔ دُنیا کے پدارتھ بھی شکتی والوں کے لئے ہیں۔ کمزور جس طاقتور چیز کو کھائے گا۔ دن بدن کمزور ہوتا جائیگا۔ رُوکھے سُوکھے بھوجن شریر کو رشٹ پُشٹ بنا دیتے ہیں۔ جبکہ معدہ طاقتور ہو۔ شکتی نہ ہو تو سنسار کا ایک ایک پرمانو کھانے کو تیار ہے۔ وہ منش گرہست اور پریوار کے یوگیہ نہیں۔ وہ سبھا سماج کا کام نہیں کر سکتا جس میں شکتی نہیں رہتی۔ اب پرشن یہ ہے۔ کہ شکتی کہاں سے آوے۔ شکتی شکتی کے بھنڈار سے آتی ہے۔ شکتی کا باس بھگتی میں ہے۔ جن جاتیوں سے بھگتی اُٹھ گئی۔ ان میں شکتی کا نام ونشان نہ رہا۔ اس لئے بھگتی نے دھرم بھی سنسار میں شکتی ہے۔ اس کل یُگ میں جبکہ چاروں اور اشکتی کا راجیہ ہو رہا تھا۔ رشی دیانند نے رُگن بھارت کو بدی کوئی اوشدھی دی۔ تو وہ بھگتی کی تھی۔ یہاں ودّیا تتھا بل کا ابھاو نہ تھا۔ ابھاو تھا تو بھگتی کا۔ ہمالہ۔ گنگا۔ کاشی اور امرت سر بھگتی سے خالی تھے کشتی

بھی مگر ملاح نہ تھے۔ اگر کوئی سب سے بڑا اُپکار سوامی دیانند نے کیا۔ تو وہ بھگتی کا دان ہے۔ یہ بھگتی کا ہی تو پرتاپ ہے کہ ہزاروں پڑھے لکھے لوگ گھر کے کام اور آرام کو چھوڑ کر گوروکل جیسی سبھا کو ان بھومی میں جمع ہوتے ہیں۔ پتھروں کی ٹھوکریں لگتی ہیں۔ آنکھوں میں دُھول پڑتی ہے۔ بھوجن اچھا نہیں ملتا۔ راستہ میں انیک پرکار کے کشٹ ہوتے ہیں مگر یہ بھگتی ہی کی شکتی ہے کہ لوگ ان سب کشٹوں کو آنند اور سُکھ سمجھتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ کمبھ کے میلہ پر بھی تو ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ مگر جو بھاؤ گوروکل میں کام کرتا ہے۔ اور جس قسم کے تعلیم یافتہ لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں۔ وہ بھاؤ دوسرے میلوں میں نہیں ہوتے۔ ایک سُنا رہا ہے اور ہزاروں لوگ بُت کی طرح بیٹھے سُن رہے ہیں یہ دلکھشنتا آپ کے آریہ سماج کو ہی پراپت ہوئی ہے۔ اور یہ محض اس لئے کہ آپ نے مہاراج کے ست سنگ میں آکر یہ سمجھا ہے کہ یہاں پر سب کام پر اُپکار کے لئے کئے جاتے ہیں۔ یہاں دان لیا جاتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ ادھیکاری کھا جائیں۔ وہ تو سب کچھ اُپکار کے لئے ہی کر رہے ہیں۔ دان ودّیا کے رُوپ میں آپ کو لوٹایا جاتا ہے۔ بہنو اور بھائیو! یہ بھاؤ جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے

دوسری جگہوں میں ایسا نہیں۔ وہاں یہ ہے کہ دھر جاؤ۔ رکھ جاؤ۔ لُوٹ لو۔ چُرا لو۔ اور گانٹھیں کترنے سے بھی پرہیز نہیں کیا جاتا ۔

بھائیو! بڑے بڑے سُدھارک ہوئے۔ جنہوں نے اپنے دیش اور دھرم کا بڑا اُپکار کیا۔ ویشنو ہوئے۔ بودھ ہوئے۔ جینی ہوئے۔ مگر جب سے آریہ ورت بگڑا۔ تب سے آج تک ایک ہی ایسا مہا پُرش ہوا۔ جس نے سنسار کا اُپکار کرنا اپنا مکھیہ اُدیش اور آدرش رکھا۔ اور وہ سو بھاگیہ کیول بھگوان دیانند کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں ۔

بھگتی میں شکتی ہے۔ اسی بھگتی کے مہتو کو جان کر رشی دیانند نے آریوں کے ہردے میں بھگتی کا سنچار کیا۔ یہی کارن ہے۔ کہ آریوں میں شکتی ہے۔ اور یہ جیوت جاگرت سنستھا ہے۔ جتنی کسی دیش میں بھگتی ہوگی۔ اتنا ہی وہ بلوان ہوگا ۔

بھگتی اور پریم میں بھید

بھگتی اور پریم دو شبد ہیں۔ ان میں تھوڑا سا بھید ہے۔ پریم اُسے کہتے ہیں۔ جو اپنے سے چھوٹے کے ساتھ کیا جاوے۔ اور بھگتی اُسے جو اپنے مانیہ کے پرتی پرگٹ کی جائے۔ ماتا کا اپنی پُتری کے ساتھ پریم ہے۔ پرنتو پُتر کو اپنے پتا کے ساتھ جو پریتی ہے۔ اس کو پریم نہیں کہتے۔ اسی طرح پُوجیہ گُرو کے ساتھ شِشیہ پریم نہیں کہتا۔

اسی طرح ایک بھگت کی بھگوان کے ساتھ جو پریتی کی دھارا اُچھل رہی ہے۔ اس کو بھی پریم نہیں کہنے۔ بلکہ وہ بھگتی ہے۔ اور اسی بھگتی میں شکتی اور سامرتھ بھری پڑی ہے۔ شکتی کا سموچہ کہاں ہے۔ اور وہ کون ہے؟ وہ آتما ہے اور سروبھوم دیا پک آتما ہے۔ اسی لئے شاستر کہتے ہیں۔ "آتما وِندتے ویریم" پرماتما شکتی کا سموچہ ہے۔ اور اسی سے تمام شکتی آئی ہے۔ پانچ دھاتوؤں کا یہ پُتلا شریر بہت نربل اور شکتی ہین ہے۔ لیکن بھگتی کے ذریعہ یہ فولاد سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ اتہاس ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ کہ بھگت لوگ جلتی آگ میں کُود پڑے۔ اور اُداسی نہیں کی تلوار کے آگے ڈٹ گئے۔ مگر پیٹھ نہیں پھیری۔ کیوں؟ اس لئے کہ اُن میں بھگتی کا بیج تھا۔

بھگوان کی اُپاسنا سے بھگتی کا سنچار ہوتا ہے۔ بھگتی کے بغیر گیان نکما ہوتا ہے۔ گیانی لوگ مصیبت کے وقت آسن لپیٹ کر چل دیتے ہیں۔ مگر بھگت جن اس سمے دُکھیوں کی سیوا کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہت سے بھائیوں نے کنبھ کے میلہ پر یاتریوں کی بھگتی اور ان کے اُپکار کا پریچہ پایا ہوگا۔ جبکہ بڑے بڑے گیانی مہاتما اپنے سامنے ہیضہ سے بیمار دل کو تڑپتے دیکھ کر آنکھ نہ اُٹھاتے تھے۔ ویراگی اور اُداسی

مریضوں کو دھکے مارتے تھے۔ اُس وقت رشی دیانند کے راجیہ میں آئے ہوئے نوجوان اپنے روگی بھائیوں کو کندھوں پر اُٹھا کر ان کی سیوا کرتے تھے۔ بھگت لوگ دوسروں کے کلیان کے لئے مصیبت سر پر لیتے ہیں۔ بچّہ رات کو بستر پر پیشاب کر دیتا ہے۔ ماں پریم وش ہو کر گیلی جگہ پر آپ سوتی اور سُوکھی جگہ پر بچّہ کو سُلاتی ہے۔ پر اُپکار کا بھاؤ تب تک پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک بھگتی اور پریم نہ ہو۔ ایک دیش بھگت اپنی دیش بھگتی کے کارن اس کے لئے طرح طرح کے کشٹ سہن کرتا ہے۔ پرمیشور بھی کیول بھگتی ہی چاہتا ہے۔ اسی لئے وید نے کہا ہے "ادم سمر" اے بھگت پرماتما کا سمرن کر۔

بھگتی کی ضرورت سمرن کیا ہے؟ اُستتی کرنا۔ اُستتی کیوں کریں؟ کیا پرمیشور اپنی تعریف اور چاپلوسی چاہتا ہے۔ کیا ایشور بھی یہاں کے بڑے آدمیوں کی طرح خوشامد کا بھوکا ہے۔ بھائیو پرماتما کو ہماری اُستتی اور خوشامد کی ضرورت نہیں۔ یہ تو ہم اپنے لئے کرتے ہیں۔ اُستتی سے کیا لابھ ہوتا ہے۔ اس کا اُتر رشی دیانند یہ دیتے ہیں۔ اُستتی کرنے سے ایشور میں پریتی اُس کے گُن کرم سبھاؤ سے اپنے کرم گن سبھاؤ کا سُدھار ہوتا ہے پُوچھا جاتا ہے کیا سُکھ ہوگا؟ کیا پرماتما بغیر کرم کے کچھ دیگا؟

یہ چھوٹے چھوٹے آدھونک گرنتھوں کی باتیں ہیں۔ دھرم کے لیئے منو۔ وید اور اُپنشدوں سے دریافت کرنا چاہیئے۔ کرم کے بنا اُستتی کا کیا لابھ ہوگا۔ یہ پرشن ہے جو بھگتوں سے کیا جاتا ہے۔ کرم تین پرکار کا ہے۔ مانسک۔ واچک۔ اور شاریرک۔ مگر ہم کیول ہاتھ کے کرم کو ہی کرم سمجھتے ہیں۔ جب تک ہمیں کوئی تھپڑ نہ لگائے۔ ہم کرم نہیں سمجھتے۔ چونکہ ہم من کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے بھول کر یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ پرماتما بھی اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ پرمیشور یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کتنے زور سے مکّہ مارا۔ بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ کس بھاؤ سے مارا۔ مہابھارت میں یدھشٹر نے بھیشم پتامہ سے پوچھا کہ سنسار میں اب تک سب سے بڑا دانی کون ہوا ہے۔ اُتر میں بھیشم پتامہ کہتے ہیں۔ کہ اب تک سب سے بڑا دان موگل کا سمجھا گیا ہے۔ جس نے ایک برہمن کو کیول ایک وقت بھوجن کرایا تھا۔ یدھشٹر اتنا بڑا دانی ہوا ہے۔ لیکن بیاس جی اس کی پرشنسا نہیں کرتے۔ بلکہ موگل کو سب سے بڑا دانی بتلاتے ہیں۔ پرمیشور کے ہاں بھاؤ دیکھا جاتا ہے۔ بھاو نہیں۔ ہاتھ پاؤں کے کرم کی نسبت من کا کرم زبردست سمجھا گیا ہے۔ پرمیشور جو سارے سنسار کا نیتا ہے۔ وہ ہمارے مانسک کرموں کو جانتا

ہے۔ اس لئے مانسک کرموں کا پھل بڑا مہان سمجھا گیا ہے
ایک پریشور کا بھگت دیوتا کو آواہن کرتا ہے۔ کس دیوتا کو
جو دھن کا پتی ہے۔ دیوتا پرسن ہوتا ہے۔ اور اُسے دھن مل
جاتا ہے۔ پرنتو جو بھگوان کی بھگتی کرتے ہیں۔ ان کو شاید
ہیرے اور جواہرات نہ ملیں۔ مگر بھگوان مل جاتے ہیں
پرکرتی کی اُپاسنا سے پرکرتی پراپت ہوتی ہے۔ موکھش
نہیں۔ اور پرماتما کی اُپاسنا سے پرماتما کی پراپتی ہو جاتی ہے
جو پرکرتی کا بھی سوامی ہے۔ اُپاسنا ایک مانسک کرم ہے۔
جو ہمارے اور ایشور کے درمیان پریم کی ڈور کو کبھی ٹوٹنے
نہیں دیتا۔

بھگتی اور اُپاسنا سے اودیا کے تمام بادل دُور ہو جاتے
ہیں۔ مُنش کا من کیوں سندھیا میں نہیں لگتا؟ کیوں وہ
ست سنگ کو پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اُس کے من
میں رُچی نہیں۔ رُچی کیسے پیدا ہو؟ وہ بار بار کے ابھیاس سے
پیدا ہوتی ہے۔ ابھیاس ہی اس کے نام کا سمرن ہے۔ اگر
آپ چاہتے ہیں۔ کہ گوروکل سے آپ کو پیار ہو۔ تو گوروکل کا
بار بار سمرن کیجئے۔ اس کا نام اپنے گھروں میں لکھ کر لگا رکھئے
یہی طریقہ پریتی کے پیدا کرنے کا ہے۔ اپنے کسی پیارے
کو ایک سال تک نہ دیکھیں۔ پریم کی دھار ڈھیلی ہو جائیگی۔

بہنو اور بھائیو! جنہوں نے سمرن چھوڑ دیا۔ اُن کی ڈور ٹوٹ گئی۔ اس لئے اوم نام ہی وہ تنتو ہے۔ کہ اس کو کبھی ٹوٹنے نہ دینا چاہیئے۔ اسی سے پرمیشور پراپت ہوتا ہے۔ بار بار کا جنم چکر پاپ کرموں کا پھل ہے۔ مگر اس بندھن کو کاٹ کر مکتی دلانے والا بھی بھگوان کا اُتم نام ہے۔ نام سمرن کرنے سے اگر اور کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ تو جس طرح ہر وقت گالیاں دینے والے کی زبان پر گالیاں چڑھ جاتی اور اُس کے من میں ملینتا آجاتی ہے۔ اسی طرح اوم نام کا سمرن کرنے سے انتہ کرن میں اوم انکت ہو جاویگا۔ اور من کی ملینتا دُور ہو جاوے گی۔ یہ کیا کچھ کم فائدہ ہے۔ اسی لئے اُپنشد کہتی ہے:-

एतदालम्बनं श्रेष्ठ मेतदालम्बनं परम्। एतदाल-
म्बनं ज्ञात्वा। ब्रह्मलोके महीयते इतयोम् स्पद।

اے منش تو پرماتما کا سمرن کر۔ یہ اونچے درجہ کی بات ہے

کرموں کا سمرن

"کرتم سمر" اپنے کئے کا سمرن کر۔ یہ دوسری ضروری بات ہے۔ وید بھگوان کہتے ہیں۔ کہ منش کو پرتی دن اپنے کئے کو صبح شام دیکھنا چاہیئے۔ اور وچارنا چاہیئے کہ میں دھرم کے مارگ میں کتنا آگے بڑھا یا پیچھے ہٹا ہوں

ایسا کرنے سے بھگوان کا ... ہوتا ہے ... کہتے ہیں

اپنے کرموں پر بار بار وچار کرنے سے آتما اُنت ہوتا ہے۔ اور اس میں ابھیمان نہیں آنے پاتا۔ اس کو میں ایک درشٹانت سے سمجھاتا ہوں۔ ایک ساہوکار کے پاس بڑا محنتی اور کام کرنے والا نوکر تھا۔ ساہوکار نے نوکر پر خوش ہوکر اپنا سارا کاروبار اس کے سپرد کر دیا تھا۔ یہ دیکھ کر باقی کے نوکر چاکر اُس کے ساتھ ایرشا دویش کرنے لگے۔ دُنیا دویش کی اگنی سے جل رہی ہے۔ کوئی دوسرے کو اچھی حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ دوسرے ملازموں نے سیٹھ جی کو اس محنتی نوکر کے برخلاف دھوکا دے کر بھڑکانا شروع کیا۔ کہ وہ اس کا مال کھا رہا ہے۔ اس لئے آپ کے تمام جواہرات اور ہیرے آپ رکھ لئے ہیں۔ یہ تو آپ کا خزانہ خالی کر دیگا۔ پہلے تو ساہوکار کو اُن کی باتوں پر وشواس نہ آیا۔ لیکن جب انہوں نے کہا۔ کہ ہم آپ کو دکھلا سکتے ہیں۔ جبکہ وہ صبح شام مال لے کر اپنی کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے۔ اور اندر سے دروازہ بند کر لیتا ہے۔ نوکروں کے یہ شبد سُن کر سیٹھ کو سندیہہ پیدا ہوگیا۔ اور ایک دن وہ موقعہ پا کر اسی ستھان پر پہنچا۔ جہاں کہ وہ نوکر اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے اپنے صندوق کو کھول کر کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ نظارہ ایک سوراخ سے دیکھ کر سیٹھ کا شک یقین کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اور اُس نے

دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور دروازہ کھلتے ہی جھٹ اندر چلا گیا۔ نوکر نے صندوق بند کر دیا۔ ساہوکار نے دریافت کیا۔ کہ اس صندوق میں کیا ہے؟ ملازم نے جواب دیا۔ کہ مہاراج آپ کا کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے میرا ہی ہے۔ سیٹھ نے کہا کھول کر دکھاؤ۔ نوکر نے بڑے ادب سے نویدن کیا۔ کہ مہاراج آپ اس کو نہ دیکھئے۔ اس بات کو بھلا سیٹھ کب ماننے لگا تھا۔ زبردستی صندوق کھول لیا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ صندوق پرانے کپڑوں اور پھٹے ہوئے چیتھڑوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا سارا وشواس جاتا رہا۔ اور شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ یہ کوڑا کرکٹ کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ کیا تمہارے پاس پہننے کے لئے کپڑے نہیں ہیں؟

نوکر نے جواب دیا۔ بھگون! یہ میرے وہ کپڑے ہیں۔ جن کو پہن کر انیشت ہین اوستھا میں آپ کی سیوا میں اپستھت ہوا تھا۔ اور آج آپ کی دیا سے میرا درجہ اتنا اونچا ہو گیا ہے کہ ہر روز ہزاروں پر قلم چلتی ہے۔ اس لئے کہ کہیں مجھے ابھیمان نہ ہو جائے۔ ہر روز صبح آکر ان کپڑوں کو دیکھ لیتا ہوں تاکہ میں اپنی حیثیت کو نہ بھول جاؤں۔ بہنو اور بھائیو! تم جن پدارتھوں پر ابھیمان کرتے ہو۔ تو یہ اُس پرم پتا پرماتما کی دیا ہے۔ تمہارا تو واستو میں کچھ بھی نہیں۔ اس لئے صبح و شام

اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھا کرو۔ کہ تم نے کیا کیا ہے؟
اسی سے ابھیمان کا ناش ہوتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے
آپ کو دیکھتے ہیں۔ دوسروں کی طرف دیکھنے والے دُنیا میں
بہت ہیں۔ مگر کلیان اُن کا ہی ہوتا ہے۔ جو اپنی طرف دیکھتے
ہیں۔ اس لیئے ہر روز ایکانت میں اپنے سروپ کا درشن
کرنا۔ پرمیشور کی اُستتی پرارتھنا اور اُپاسنا نہایت ضروری
ہے۔ یدی اپنے کرم سمرن رہیں۔ تو جیون سپھل ہو جاتا ہے۔
منش کو اپنے دوش تب تک دکھائی نہیں دیتے۔ جب تک
اس میں بھگوان کی بھگتی نہیں۔ ہمارے آچاریہ رشی دیانند
میں اتنی بھگتی تھی۔ کہ وہ جب کچھ کاریہ یا کوئی پُستک شروع
کرتے تھے۔ تو پہلے لمبی پرارتھنا کرتے تھے۔ انہوں نے
آپ کو بھگتی بھاؤ اور پرارتھنا اُپاسنا کی وِدھی سکھلانے کے
لیئے آریہ بھونے بنائی۔ مگر آپ نے جہاں چنڈی کا پاٹھ چھوڑا
وشنو سہسر نام چھوڑا۔ وہاں آریہ بھونے کو بھی چھوڑ دیا۔ سڑیل
اور بے معنی پرارتھنا کچھ اثر نہیں رکھتی۔ آج کل جو اُٹھتا ہے
اپنی من مانی پرارتھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس لیئے ہر ایک
آریہ کا کرتویہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ صبح و شام آریہ بھونے کا پاٹھ
کرے۔ ویسے تو آپ وید منتر یاد کرنے سے رہے۔ آریہ بھونے
کے پاٹھ سے بھی آپ کو وید منتر یاد ہو جاوینگے۔ لوگوں نے

یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ ویدوں کا پاٹھ اور دھرم کے کاریہ برِدھ اوستھا میں کریں گے۔ مگر اس وقت کیا ہو سکے گا۔ جبکہ تمام اندریاں اور حافظہ جواب دے بیٹھے گا۔ اس لئے پرنیک آریہ یہ جان لے۔ کہ جس طرح اپنی سنتان کو ودّیا دینا۔ دھن دینا اس کا کرتویہ ہے۔ اُسی طرح وید منتروں کا پاٹھ کرانا بھی اس کے لئے ضروری ہے ؎

سجن گن! مَیں نے آپ کو دو باتیں بتلائی ہیں۔ پہلی بات اوم نام کا سمرن اور اس کی بھگتی۔ اور دوسری بات اپنے کرموں کا نریکھشن۔ یہی دو آتم پرساد ہیں ؎

بھگوان کریں کہ ہم میں پرماتما کی بھگتی اور اپنے کرموں پر وچار کرنے کا بل پیدا ہو ؎

اوم شم

ایشور درشن

॥ ओ३म् ॥ विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासुव।
यद्भद्रं तन्न आसुव ॥ १ यजु० अ० ३० मं० ३ ॥

سکل سرشٹی کے کرتا پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ ہے پربھو! ہمارے پاپوں کو آپ ہم سے دور کیجئے۔ تاکہ ملین من شدھ ہوویں۔ آپ ہمارے ہردے کو شدھ کیجئے۔ کیونکہ اس میں بھی ملینتا ہے۔ آپ ہم کو پاپوں سے الگ کیجئے۔ یہ پاپ ہم کو کھشیتروں میں نہ ستا سکیں۔ یہ پاپ ہمارے من کو ڈانواں ڈول نہ کریں۔ جس سے ہمارا من ڈگمگا نہ سکے ۔

تین قسم کے بل

اگر کسی دھرم کی درڑھتا دیکھنا چاہو۔ تو اُس کی ایشور پوجا اور یگیہ سے دیکھو۔ جتنی شوبھا ان دو چیزوں سے ہوتی ہے۔ اُتنی اور کسی چیز سے نہیں ہوسکتی۔ ایشور پوجا کیا ہے۔ کیسے ہوسکتی ہے۔ اور کن سادھنوں سے

پرماتما کا درشن ہو سکتا ہے؟ آپ کہیں گے کہ من سے کیونکہ ویدہیں من کی بہت اُستتی کی گئی ہے۔ لیکن من کے ذریعہ ایشور کی اُپاسنا میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ پہلے پُورے طور پر اس کو قابو میں نہ کرلیں۔ پھر آپ جواب دینگے۔ کہ اگر من سے ایشور کی اُپاسنا نہیں ہو سکتی۔ تو کرم سے ہو سکتی ہے۔ مگر بے ترتیب کرموں سے بھی سپھلتا پراپت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب تک کرم اندریاں وش میں نہ ہونگی۔ کرم بھی حسب خواہش نہ ہو سکیں گے۔ تو پھر پربھو کے درشن کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ واجبی سوال ہوگا۔ اس سوال کا جواب روزمرہ درشٹی گوچر ہوتا ہے۔ اس پر دھیان نہیں دیا جاتا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک معمولی کشتی لڑنے کے لئے پہلوان کو کیا کیا وسائل اختیار کرنے پڑتے ہیں۔

عام آدمی اگر کسی پہلوان کے ساتھ کشتی لڑنے کا احساس کریگا۔ تو اول تو میدان اکھاڑہ میں اپنے مخالف کے ڈیل ڈول دیکھ کر ہی اس کا حوصلہ ٹوٹ جائیگا۔ لیکن اگر وہ حوصلہ کر بھی لے۔ تو دو چار ہاتھ مارنے پر ہی اس کے بازو پھول جائیں گے۔ انگلیاں پس جائینگی۔ اس کے پانی کے بل سے کمزور شخص کا دل دہل جائیگا۔ اگر اس نے ذرا بیدردی سے ہاتھ چلا دیا۔ تو نربل منش چکنا چور ہو جائیگا۔ لیکن اگر وہ

ہم طاقت ہوں۔ تو پھر اس دُروشا کی سنبھاؤنا نہیں ہو سکتی اس لئے کسی اکھاڑہ میں کُشتی لڑنے سے پہلے پہلوان لوگ اپنے شاریرک بل کو بڑھایا کرتے ہیں۔ شاریرک بل کے پہلو بہ پہلو بانی کا بل بڑھتا جاتا ہے۔ اور اُن میں چنگھاڑ مارنے کی شکتی آجاتی ہے۔ اور پھر عرصہ کے ابھیاس سے ان کا مانسک بل بڑھ کر اُنہیں حوصلہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ میدان جنگ میں جاکر اپنے مخالف کو شکست دے سکیں گے۔ ہمارے شاستروں نے بھی تین قسم کے بل بتلائے ہیں۔ منومے بل۔ بانی کا بل اور شاریرک بل +

شاریرک بل ایشور اُپاسنا کے لئے ہمیں اکھاڑے کے اس پہلوان کی طرح سب سے پہلے اپنے شاریرک بل کو بڑھانا چاہئے۔ ورزش اور کسرت۔ شدھ اور پاکیزہ بھوجن اور سب سے بڑھ کر برہمچریہ کے نیموں کا پالن کرنے سے ہم اپنے جسم کو سُدھار سکتے ہیں۔ آج کل ہم میں کوئی باقاعدگی نہیں ہے۔ جب سندھیا کرنے بیٹھتے ہیں۔ ہمارا من ہمارے قابو میں نہیں رہتا ہمیں نہیں معلوم ہوتا کہ ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن سپھلتا اور کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہمارا شریر ہمارے کہنے کے مطابق عمل کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے شاریرک بل کو بڑھا کر سندھیا میں

اپنے آسن کو مضبوط کریں۔ سندھیا کے سمے ہم اس قدر مضبوط اور مستعد ہو کر بیٹھیں کہ دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہو کہ گویا زمین میں کوئی کیلا گاڑا ہوا ہے۔ اور کوئی طاقت اُسے ہلا نہیں سکتی جسم سے جو کام بھی ہم لینا چاہیں۔ اس میں آلسیہ اور درد کا نام و نشان نہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ شروع میں اس کام کے کرنے میں کسی قدر مشکل سی نظر آتی ہے۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد ایسا آنند ہوگا۔ کہ پھر طبیعت سیر نہیں ہوگی۔ اور من چاہے گا کہ کچھ دیر سمادھی اوستھا میں رہے۔ تو گویا سب سے پہلے ایشور پوجا کے لئے شریر کو مضبوط کرنے کی اوشیکتا ہے۔ اور کسی کام میں بھی سپھلتا نصیب نہیں ہوگی۔ جب تک کہ شریر مضبوط نہ ہوگا۔ اور کام با قاعدگی سے نہ کیا جائیگا۔

سندھیا میں آنند کس طرح آسکتا ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم برسوں سے نیم پُورو ک سندھیا کرتے ہیں۔ مگر ہمیں آنند نہیں آتا۔ ان کا یہ کہنا تو واقعی درست ہے۔ لیکن دراصل انہوں نے سندھیا کے مہتو کو سمجھ کر نیم پُورک سندھیا کبھی نہیں کی۔ اگر کرتے تو ضرور آنند آتا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ اس دُنیا کے سمندر پر پربھو کے درشن کی سچّے دل سے ابھلاشا کی جائے۔ اور اس کا درشن نہ ہو۔ شاستروں نے بتلایا ہے۔ کہ اگر

مفصلہ ذیل نیموں کا پالن کرتے ہوئے سندھیا کا ابھیاس کریں گے۔ تو ضرور سندھیا میں آنند پراپت ہوگا۔

(۱) نیم سے ٹھیک وقت مقررہ پر سندھیا کرنی چاہئے (۲) من کو یکسو کر کے سندھیا میں بیٹھنا چاہئے۔ تاکہ وہ آوارہ ہو کر کسی اَور طرف نہ جائے (۳) جتنا وقت پہلے دن سندھیا میں خرچ کیا ہے۔ اس سے کم کسی حالت میں نہ ہو۔ بلکہ ہر روز تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جائیں (۴) سندھیا ایک نشچت ستھان پر ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ کبھی کُرسی پر ہی بیٹھ کر کر لی۔ بلکہ جہاں ہر روز بیٹھ کر کرتے ہیں۔ اُسی جگہ ہونی چاہئے۔ آپ کو روزمرہ کا تجربہ ہوگا کہ جہاں آپ بیٹھ کر ہر روز لکھنے پڑھنے کا کام کرتے ہیں۔ اس کمرہ میں پاؤں دھرتے ہی آپ کے دماغ میں لکھنے پڑھنے کے خیالات پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح بیوپاری جب گدّی پر بیٹھ کر روز بیوپار کرتے ہیں۔ وہاں بیٹھتے ہی اپنے لین دین کے تمام خیالات یاد آ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہندو مندروں میں گھُستے ہی بھگتوں کے من بھگوان کی پُوجا کی طرف چلے جاتے ہیں۔ مگر آریہ سماجیوں نے بھگوان کی پُوجا کے گوَرو کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے پُوجا کے ستھان کی بزرگی کو محسوس نہیں کیا۔ آریہ سماج ... [illegible] ... ناقابل بیان ہوتی ہے

کسی آریہ سماج کے مندر کو دیکھ کر کوئی اجنبی نہیں کہہ سکتا کہ یہ عبادتگاہ ہے۔ آریہ مندر سرائیں بن رہے ہیں۔ جہاں کہیں چلم گری پڑی ہے۔ کہیں تھوک اور پیشاب دکھائی دیتا ہے۔ کہیں کوڑا کرکٹ کا ڈھیر لگ رہا ہے۔ کہیں کوئی چارپائی پڑی ہے۔ ایسے مندروں میں جاکر آپ بتلائیں کہ بھگوان کی پوجا کے خیالات کس طرح آسکتے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے مندروں کی اوستھا کو درست کریں۔ سوامی جی نے بھی لکھا ہے۔ کہ پوجا کا ستھان شدھ صاف اور علیحدہ ہونا چاہئے۔ جہاں جاتے ہی پرماتما کی بھگتی کے خیالات من روپی مندر میں موجیں اور لہریں مارنے لگ جائیں۔

اس سے لئے سندھیا ایک ہی ستھان میں جو شدھ اور صاف ہو ہونی چاہئے۔ اور مقررہ وقت پر سندھیا کے لئے ہمیں تیار ہو جانا چاہئے۔ جس طرح جو آدمی رات کے دس بجے سوتے ہیں۔ انہیں دس بجے ہی نیند آجاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم سندھیا کا ایک وقت مقرر کرینگے۔ تو ہمیں ہر روز اس وقت میں سندھیا کے ہی خیالات آئینگے۔

ان ابتدائی باتوں کے علاوہ جو کہ سندھیا کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ جب بحالت سندھیا کرنے بیٹھے تو

پھر بانی سے پرماتما کی بھگتی کرے۔ اور کہے کہ ہے پربھو تیرا بھروسہ ہی مجھے کلیان اور منگل دینے والا ہے۔ آپ کی دیا ہی میری زندگی اور آپ کی کرورتا میری موت ہے ہم بڑی میٹھی بانی سے اس پربھو کے ستوتر پڑھیں۔ مدھر بانی سے اس منگل مے بھگوان کے بھجنوں سے کیرتن کریں یہ ہی ہمارے کلیان کا سادھن ہونگے۔ جس طرح کسی دانی پُرش کے دوارے جس سے ہم ہر روز یاچنا کرینگے۔ خالی لوٹ کر آئیں۔ وہ ضرور ہم بھکشوؤں کو اپنی دیا کی بھکشا دینگے جس کے ساتھ ہوتے ہوئے ہمیں کسی دُنیاوی جاہ وحشمت کی ضرورت نہ رہے گی ۔

بانی کی اُستتی سے دوسرا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ ہم کرتگھنتیا کے دوش سے نشکدوش ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی عام قاعدہ ہے۔ کہ جس کی ہم ہر روز یاد کریں۔ اس کے من میں بھی ہمارے لئے پریم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے من میں اس کے لئے محبت کا جذبہ پھوٹ پھوٹ کر دکھائی دیتا ہے۔ پرماتما کے سمرن سے بھی ہمیں پربھو کا اگادھ پریم ہوگا۔ اور اس کی طرف سے ہم پر دیا کی ورشٹی ہو گی۔ جن پُرشوں کا ایشور سے پریم ہو جاتا ہے [illegible] چیزیں اُن کی نظر میں کچھ دکھائی نہیں [illegible] کرے۔ کہ جنگل میں رہنا [illegible]

بُدھ سندھیا کر رہے تھے اُسی جنگل میں کوئی لُٹیرا کسی کے کپڑے اُٹھا کر لے گیا۔ کپڑوں والا لُٹیرے کی تلاش میں سرگردانی کر رہا تھا۔ اُسے مہاتما بُدھ بیٹھے دکھائی دئے۔ اس کے چور کا پتہ دریافت کرنے پر مہاتما بُدھ نے جواب دیا۔ کہ اے نوجوان! تم کپڑوں کی فکر میں پھر رہے ہو۔ مگر تمہیں اپنے آتمک دھن کی پروا نہیں۔ جو نت پرتی دن لُٹا جا رہا ہے۔ تم مجھ سے آتمک دھن کے ڈاکوؤں کا پتہ دریافت کرو۔

واستو میں اوستھا بھی یہی ہے۔ جب تک منشوں کو دھن سے پیار نہیں ہوتا۔ وہ اُس کو بچانے کی چیشٹھا نہیں کرتے۔ اسی طرح جب منش کو اپنے انتہکرن سے پریم نہیں وہ آتما کی رکھشا نہیں کرتا۔ علیٰ ہذالقیاس جب آدمی کو پرماتما کے حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں۔ وہ اُن کے درشن نہیں کر سکتا۔ بس پریتی ہی ملاپ کا سادھن ہے۔ اس لئے بانی دوارا پرماتما سے پریتی کرنی چاہئے۔

واچک کرم میں بڑی مہان شکتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دُنیا کی تمام شکتیاں مات ہیں۔ وہ جیہ بانی کے دوارا ہم لا محدود پرماتما کو۔ جنتے محدود [illegible] میں لا سکتے ہیں

بانی ہی ایک زبردست طاقت ہے۔ جس کے ذریعے ہم گنگا کی لامحدود لہروں کو اپنے من میں آدیش کر سکتے ہیں کہ اے گنگا کی لہرو! میرے من کو شانت کرو۔

بانی دوارا بھگتی کے بعد مانساک بھگتی اور شکتی بڑھانے کی باری آتی ہے۔ من کو قابو کرنا عوام میں بہت ہی کٹھن مشہور ہے۔ لیکن اس قدر مشکل نہیں جتنا کہ مشہور ہے۔ من کو قابو کرنا نہایت ہی مشکل اُن لوگوں کے لئے ہے۔ جو یہ سوچتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے" چاہیئے" کی حد میں تمام سنساری چیزیں آجاتی ہیں "چاہیئے" لامحدود ہے۔ اس لئے منش کی الپ شکتیاں "چاہیئے" کی لامحدود منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ ایک گرہستی نے وید کو اپنا لکھش رکھا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ پہلے آریہ بھاشا کو پڑھے۔ پھر درجہ بدرجہ سنسکرت پڑھ کر وید تک پہنچ جائے۔

من کو قابو کرنے کا طریقہ من کس طرح قابو ہو سکتا ہے۔ پاتنجلی رشی من کو قابو کرنے کا یہ سادھن بتلاتے ہیں "یوگاش چت برتی نرودھا" یعنی یوگ کے ذریعہ چت کی برتیوں کو نرودھ کرو۔ اس ... ہے اندریوں کو قطعی ... نہیں سکتے۔ البتہ آہستہ آہستہ وش ... چاہیئے

ہیں کر سکتے ہیں۔ کسی شخص نے ایک بھاری پُستک کا مطالعہ کرنا ہے۔ تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے دن تین صفحے پڑھے۔ اور پھر رفتہ رفتہ بڑھاتا جاوے۔ یہی حال ایک ایسے راگی کا ہے۔ جس نے تان سین بننا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ نیم پوروک راگ کا ابھیاس کرے۔ بعض آدمی ایک ایک گھنٹہ سمادھی لگاتے ہیں۔ مگر اُن کا من نہیں لگتا۔ کیونکہ وہ مندرجہ بالا نیموں کا سیون نہیں کرتے ہیں بعض لوگ ہٹھ کی وجہ سے بھی اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ جب کسی آدمی کا سمادھی میں من نہ لگے۔ تو اُسے چھوڑ دینی چاہئے پھر جب من یکسو ہو جائے تو بیٹھنا چاہئے۔ کیا آپ دُنیا میں نہیں دیکھتے کہ بڑے بڑے عجیب جانور پریم کے وش ہو کر قابو میں آجاتے ہیں۔ پریم کی مضبوط زنجیر میں ایک نردھن ایک بڑے شہنشاہ کو قید کر سکتا ہے۔ لیکن سختی اور جبر سے کوئی کام نہیں نکل سکتا۔ سختی اور جبر سے ہی دُنیا میں گھور سنگرام ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے من کو پریم سے قابو میں کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ سرکش نہ ہو سکے۔ من کو قابو کرنے کے لئے پرانایام کو ہمارے شاستروں نے اکسیر نسخہ بتایا ہے۔ پرانایام کا طریقہ آپ نے کئی بار سُنا ہوگا۔ پہلے آہستہ آہستہ سانس کو اندر لے جائیں اور روک رکھیں اور پھر آہستہ آہستہ

باہر نکالیں - اور کچھ عرصہ تک باہر ہی روک دیں ؛

ہوش آرا ایک ودوان استری پرانا یام کو اپنی بہنوں کے لئے اکسیر بتاتی ہیں - جن لوگوں کو روحانیت سے مس نہ ہو - وہ پرانا یام سے اپنی چھاتی کو چوڑا کر سکتے ہیں - پٹھوں اور پھیپھڑوں کو مضبوط کر سکتے ہیں - پرانا یام سے خون صاف اور چہرہ بشاش رہتا ہے ؛

جب ہم پرانا یام سے اپنے من کو وش میں کر لینگے - تو اُس کے ساتھ ہماری دوستی ہو جائے گی - پھر اُس کو جس طرف ہم لگانا چاہینگے لگ جائیگا - اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنے من کو کس طرف لگائیں - وہ چنچل من جو پہلے کسی طرف لگ نہیں سکتا تھا - اب سُدھر گیا ہے - اب وہ اُس بھگوان کے اوم نام پر لگ سکتا ہے - اس من کو اپنے ہردے میں لگا سکتے ہیں - ان چاروں وشاؤں میں جن کا ذکر سندھیا میں آتا ہے من کو لگایا جا سکتا ہے - مگر من کو اس کی برتیوں کے ساتھ ایک ہی جگہ لگانا چاہیئے - مختلف لکھشوں پر لگانے سے طاقت زائل ہو جاتی ہے - ایک جگہ لگانے سے طاقت بڑھتی ہے - جس طرح ایک چوڑے شیشے پر سورج کی کرنیں بڑی تیزی کے ساتھ نہیں پڑ سکتیں - اور ان سے کوئی کام نہیں چل سکتا کیونکہ وہ بکھری ہوئی ہیں - لیکن اگر ہم

موٹے شیشے کو سورج کے سامنے رکھیں۔ تو اُن کرنوں کی تیزی سے ہم روٹی پکا سکتے ہیں۔ کپڑے جلا سکتے ہیں۔ اسی طرح من کی بکھری ہوئی طاقتوں سے ہم کوئی کام نہیں لے سکتے۔ لیکن اگر من یکسُو ہو تو تمام کاموں میں سپھلتا پراپت ہو سکتی ہے۔ اخیر میں ایک درشٹانت دے کر میں اپنے مضمون کو ختم کرونگا۔

ایک دفعہ ہستنا پور میں کوروں اور پانڈووں کی ٹورنمنٹ تھی۔ اُن کے اُستاد کرپاچاریہ نے اپنے تمام شاگردوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ فلاں اُونچے درخت پر جو اُلّو بیٹھا ہے اُس کی آنکھ کو نشانہ کرنا ہے۔ ہر ایک کو اس نشانہ کا موقع دیا جائیگا۔

تھوڑی دیر کے بعد کرپاچاریہ نے ایک ایک سے دریافت کیا۔ کہ بتلاؤ تمہاری آنکھوں کے سامنے کیا پھر رہا ہے؟ کسی نے بتلایا کہ میں اپنے سامنے کھیل کا میدان دیکھ رہا ہوں۔ کسی نے کہا کہ میرے سامنے وہ درخت ہے۔ جس پر اُلّو بیٹھا ہے۔ کسی نے جواب دیا۔ میری نظروں کے آگے اس درخت کی شاخیں ہیں۔ جن میں سے تیر گذر کر اُلّو کی آنکھ میں لگے گا۔

لیکن کرپاچاریہ کے ہونہار ... جن نے عرض کی

کہ مہاراج مَیں اس وقت اپنے سامنے اُلّو کی آنکھ دیکھ رہا ہوں۔ میری ٹکٹکی اس کی آنکھ کی پُتلی کی طرف ہے۔ اور حکم کا منتظر ہوں۔ کہ آپ ارشاد کریں۔ اور مَیں اس کو نشانہ بناؤں ؛

کرپاچاریہ نے ارجن کو پیار کیا اور فرمایا:۔
"بچّہ یہ سب ناکام رہیں گے۔ اور یقیناً تو ہی کامیاب ہوگا" چنانچہ ایسا ہی ہوا ؛

یہی حال بھگوان کی پُوجا کا ہے۔ جب تک ہم شریر۔ بانی اور کرم دوارا من کو پوُرن طور پر یکسُو کر کے اس کے درشن کی چیشٹھا نہیں کریں گے۔ ہمیں سپھلتا پراپت نہ ہوگی ؛

اوم شم

ایشور پوجا کی ودھی

مضمون کی اہمیت

کسی دھرم کو آپ جانچیں۔ یدی اس میں بڑے بڑے شاندار آدمی ہوں۔ جن کے پاس لاکھوں اور کروڑوں روپیہ ہوں۔ تو اس سے اس دھرم کی گمبھیرتا نہیں پرگٹ ہوتی۔ بلکہ دیکھنے کی پہلی بات ہے۔ دھرم پر وشواس اور اس پر عمل۔ جب دھرم کا کرم اُتم ہو۔ جس سے پیاس بھوکھ پورت ہو جاتی ہو۔ وہی سچا دھرم ہے۔ ایشور کی پوجا جیسا کہ ہمارے شاستروں میں ہے۔ منشوں کے دل کی پیاس اس سے شانت ہو سکتی ہے۔ یدی یہ بھگتی آریہ سماج کے اندر ہے۔ تو آریہ سماج میں بڑی شکتی ہے۔ کیونکہ وہ ایسی شکتی ہے۔ جس سے منشوں کے آتما کی ڈاہ مٹ سکتی ہے۔

ابتدائی مرحلے

جیسے ویدوں اور ستیہ شاستروں میں پریم ہے۔ وہ اپنے سے بڑے مہاپرشوں کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ پرمیشور کی آرادھنا ... چاہئے

بتلاتے ہیں کہ تو پہلے یم نیم سدھ کر۔ پھر آگے اُپاسنا کا طریقہ
دھارن کرنا۔ یعنی پہلی بات اپنے آپ کا سُدھار سکھلائی جاتی
ہے۔ کیونکہ جب تک شیشہ صاف نہ ہو۔ اُس میں درشیہ کا
پرتی بمب نہیں پڑتا۔ اس لئے دھرم کے شکھشک کہتے
ہیں۔ کہ سیاہی کو مل مل کر دُور کرو۔ یعنی مل اور آورن جو
آتما کے اوپر ہے دُور کر دو۔ آورن اس طرح کہ پانی صاف
ہے۔ پر اگر بادل گھرے ہوں۔ تو چندرماں اور تاراگن کا
پرتی بمب پانی پر نہیں پڑتا۔ اس طرح اودیا رُوپی بادل
کا آورن جب تک نہ ہٹے۔ آتما پرماتما کے درشن نہیں کر
سکتا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ برتنا کا آرمبھ ہوا۔ پربت کا
مل ڈھل ڈھل کر گنگا میں یہ آیا۔ تو اس میں بھی کسی پرتی بمب
کا درشن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے پرواہ کے اندر مل ہے
پس یہ دوسرا کارن ہے۔ جو درشن کو روکتا ہے۔ یعنی آورن
اودیا ہے۔ مل پاپ ورتی ہے۔ جو آتما پر آنے سے درشن کو
روکتی ہے۔ تیسری بات وکشیپ (مثلاً) آکاش نرمل ہے۔
پانی صاف ہے۔ پر تھوڑی تیز چل رہی ہے۔ اس سے اس
میں مورتی نہیں دیکھی جا سکتی۔ پورنماشی کا چاند سولہ کلا
سمپورن ہے۔ پرنتو اس کا پرتی بمب نہیں پڑتا۔ اسی طرح
جب تک آتما میں [illegible] ہے اُس [illegible] ایشور درشن
[illegible] پا جاتے [illegible]

وغیرہ کی برتی روپی تیز ہوا چلتی رہتی ہے۔ پرماتما کا درشن نہیں ہو سکتا۔ ان دوشوں کو دور کرنے کے لئے یم اور نیم کے سادھن ہیں ۰

ایشور پوجا کی ودھی

آچاریہ یا برہمن اُپدیش دیتا ہے۔ کہ تم نے برہمچریہ۔ تپ اور سندھیہ وغیرہ سیکھا۔ اب آسن لگا کے بیٹھو یم نیم بہت اُونچا سادھن ہے۔ جس سے اپنی آتما کو اُجل بنا کر آویں۔ آگے کیا ہے۔ استھر ہو کر بیٹھیں۔ یوں آسن کبھی نہ جمے گا۔ اچھا ہے جس طرح بیٹھیں، اگر دیر تک نہ بیٹھ سکیں لیکن پنڈت اور سادھو تین تین گھنٹہ تک ایک سادھن سے بیٹھے رہتے ہیں۔ آسن کے اندر بڑی مہما ہے۔ اس سے چت ایکاگر ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی جب چلتا ہے۔ اس کی اچھیا اس کے مستشک (دماغ) سے نکل کر اس کے پاؤں میں آتی ہے۔ جو کبھی داہنے اور کبھی بائیں پاؤں کو اُٹھاتی ہے۔ اس طرح چلنے میں بھجاؤں کو ہلاتے ہیں۔ تو چت اس میں جاتا ہے۔ دیکھنے میں آنکھ میں چت جاتا ہے اس پرکار ایک ایک روم میں ہماری اچھیا پرگٹ رہتی ہے جس طرح مشین کے الگ الگ پُرزے ہیں۔ اسی طرح ہماری اچھیا کی بجلی چلتی رہتی [illegible]

لیکن بھگوان کی پوجا میں [illegible] جہاں پرماتما کے

آگے سر جھکا کر بیٹھنا ہے۔ تو جیسے مشین کا جب اصلی پرزہ بند کر دیا جاتا ہے۔ سب بند ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بجلی اپنے کوش میں آ جاتی ہے۔ اس طرح ساری اچھیا جہاں ہم دھیان لگاتے ہیں۔ وہاں آ کر اکٹھی ہو جاتی ہے۔ یہ آسن کی بزرگی ہے ٭

جو کھڑے ہو کر پوجا کرتے ہیں۔ جو چلتے ہوئے پرمیشور کا نام لیتے ہیں۔ اچھا کرتے ہیں۔ اُن سے ہمیں دویش نہیں۔ لیکن روحانی بھوک پیاس کی اس سے شانتی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خیال ایک جگہ نہیں جمتا۔ لیکن جونہی وہ ایکاگر ہو کر بیٹھتا ہے۔ تمام انگ اس کے قابو میں آ جاتے ہیں۔ اس وقت ایک اوم کے لکھش پر اُس کا دھیان آ جاتا ہے۔ اسی بات کو اُپنشد میں کہا ہے۔ وِدّوان لوگ۔ یوگی لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ پوجا کی اصلی وِدھی ہے۔ اس طرح بھگوان کی پوجا کی جاتی ہے۔ یہ آپ کی پوجا کی بزرگی ہے۔ کہ جب آپ بیٹھے ہیں۔ تو آپ کا دھیان جم جاتا ہے ٭

لیکن جب آپ اکڑ کر بیٹھتے ہیں۔ تو من ہر ایک انگ کی اور پرورت ہو جاتا ہے۔ لیکن ڈھیلا بیٹھنے سے پٹھے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اچھیا ہر عضو میں پرگٹ نہیں ہوتی [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] جاتا ہے۔

کی روحانی نیند ہے جس میں جسمانی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔
ڈاکٹر جب دیکھتے ہیں۔ کہ مریض کو سونے کی دوائی سے نیند
نہیں آتی۔ تب کہتے ہیں۔ کہ جب سونے لگو۔ سونے کا
خیال مضبوط ہو۔ نہ کسی کا دھیان کرو۔ نہ کسی کو یاد کرو۔ پھر
بھی نیند نہ آوے۔ تو جسم کے کسی حصہ میں دھیان لگاؤ۔
جب امیر لوگ ہلکا پھلکا کھانے سے بھی نیند نہیں آتی۔
تو یہی نسخہ اختیار کرتے ہیں۔ اور کامیابی ہوتی ہے۔ اسی
طرح روحانی دنیا کے حکیموں نے بہت جانچ کر یہ نسخہ
ایجاد کیا ہے کہ جب تم چاہو کہ نیند آجاوے۔ تم ہر طرف
سے خیال ہٹاؤ اور اپنے جسم کے ایک حصہ میں لاؤ۔ لیکن
جسم میں شکتی لنتا ہو۔ ہمارا سنکلپ سارے جسم پر حکومت
کرتا ہے۔ یہ تمہارے ادھین ہے کہ جب چاہو بدن کو
ڈھیلا بنا دو۔ اور جب چاہو کھڑا کرو۔ پروفیسر رام مورتی
جب اپنی چھاتی کو کٹھن بناتا ہے۔ تب وہ لوہے کی طرح
ہو جاتا ہے۔ لوگ لوہے کے سنگل لگا کر کھینچتے ہیں۔ کیا
مجال کہ ایک بوند بھی رکت نکلے۔ کارن کیا کہ چھاتی کو
کٹھن بنانے کی اچھیا اس سمے پربل ہوتی ہے۔ سارانش یہ
کہ ہم اپنے جسم پر حکومت کر سکتے ہیں [illegible] آسن ایسا ہو کہ
ایک جگہ سکھ سے بیٹھیں۔ جب [illegible] ہو۔ اچھیا

ہٹا کر ایک جگہ لے آویں۔ جب اس طرح سے آسن سادھ ہوتا ہے ایک بھگت پرمیشور کی پُوجا کے لئے بیٹھتا ہے۔ تب پھر یہ دیکھنا ہے کہ اس کے بعد اور کیا کرنا چاہیئے ۔

اُستتی اور پرارتھنا بھگوان کی پُوجا کے لئے اُستتی اور پرارتھنا کی بڑی ضرورت ہے۔ اُستتی کیا ہے؟ اس کی مہما کا گان اور اس کے سروپ کا ورنن مثلاً وہ آنکھ کو روشنی دیتا ہے۔ لوک لوکانتر اس کے آدھار پر ہیں وغیرہ۔ پرارتھنا یہ ہے کہ ہے پرمیشور کی روحانی آگ پاپوں کو جلانے والی! میرا میلا آتما کیونکر شدھ ہوسکتا ہے۔ آتما کی گلانی کیونکر دور ہوسکتی ہے میرے پاپوں کو دُور کرو وغیرہ وغیرہ ۔

جو انّ کھاتے ہیں۔ پرمیشور کو نہیں دیتے۔ اُن کا انّ شدھ نہیں ہے۔ انّ کیسے پوتر ہو۔ کیسے دھویا جاوے۔ کیا پرمیشور کھاتا ہے؟ نہیں۔ ہمارے راجہ پانچ ہزار میل سے زاید دُوری پر ہیں۔ مگر ان کے پرتی ندھی کو جو دیا جاوے اُن کو پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر جو ہمارے نزدیک ہے۔ یدی اس کے پیاروں کو دھن دیں۔ تو کیا اُس کو نہ پہنچے گا؟ اس کو دینا کیا ہے۔ وِدیا کے لئے سنسکرت کی بردھی کے لئے جو دھن دیتے ہیں۔ یہی اس کا ہے جس سے بڑے بڑے وِدوان دھارا پرواہ سنسکرت ... لے پیدا ہوں۔ اناتھ چاروں

اور ہاہا کار کرتے ہیں۔ اگر آپ کا کلیجہ اُچھلتا ہے۔ آپ کی باہیں بغل گیر ہونے کو اُٹھتی ہیں۔ تو یہ مبارک کام ہے۔ یہی پرماتما کو دینا ہے۔ یہی سمرپن ہے۔ ہے پرمیشور! ہماری لکھشمی کو شُدھ کرو۔ ہماری آتما شُدھ ہو۔ ہمارا دھن شُدھ کرو۔ پھر پرارتھنا یہ ہے کہ میں کمزور ہوں۔ مجھے بل دو۔ ہے روحانی ندی تُو آ اور بہ جا کہ میرا آتما شدھ ہو جاوے۔ میرے ہردیہ کی میل بہہ جاوے۔ اسی طرح ہر چیز پرمیشور سے مانگنی چاہیئے یہ آتما کے پوتر کرنے کا دوسرا سادھن ہے۔ ہماری آوازوں میں بڑا اثر ہے۔ وہ جگدیشور جو کرونا مے ہے۔ جو ہمارا دیالو باپ ہے۔ کیا ہماری آواز کو نہ سُنے گا؟ بعض یہ کہیں گے کہ یہ تو کرم نہیں ہے۔ لیکن کیا یہ ہماری بلبلاہٹ اور روحانی چلاہٹ کرم نہیں ہے؟ آپ کے آنکھ کان دھوکا دے سکتے ہیں۔ میرے ہاتھ تلوار کا کام دے سکتے ہیں۔ گو یہ بظاہر پھول بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ایک من کا کرم ہے۔ جس میں دھوکہ نہیں ہے۔ وہ سدا ایک سا رہتا ہے۔ اگر کسی کی ٹوپی میری لکڑی سے اُتر گئی اور میں نے من سے نہیں اُتاری۔ تو وہ یہ سمجھ کر کہ سادھو سے دھوکہ سے اُتر گئی ہوگی کھشما کر دیگا۔ اگر کوئی میرے پاؤں پر پاؤں رکھ کر چلا جاتا ہے۔ مگر من سے پاؤں ... رکھتا ہو ... میں سمجھ ... میرے دل پر کوئی

اثر نہ ہوگا۔ لیکن برخلاف اس کے اگر میں من سے کسی کی ٹوپی اُتار لوں۔ تو چاہے وہ مجھے سینا سی جان کر زبان سے کچھ نہ کہے۔ پر اس کے دل پر بڑا اثر ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ من سے جو کرم ہوتا ہے۔ وہ بڑا زبردست ہوتا ہے۔ اگر من کسی انگ میں نہیں ہے۔ تو اس کا کرم کبھی پربل نہ ہوگا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب من اندریوں کے کرم پربل بناتا ہے تو وہ (من) سوئم کتنا پربل ہوگا۔ پس اگر اس سے ایشور کی پُوجا کی جاوے تو کیسی زبردست پُوجا ہوگی۔ سُتتی بذاتِ خود (مانسک) کرم ہے۔ پر ارتھنا یا چنا کرم ہے۔ اس لئے اس کا اثر ضرور ہوگا ۔

اُستتی کی ضرورت | بعض کہیں گے کہ اُستتی سے ایشور خوش ہونا ہے۔ تو کیا وہ خوشامدی ہے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کے جواب دینے کی ضرورت ہے ۔

معزز حاضرین! پرمیشور خوشامد نہیں چاہتا۔ اُس کے لئے خوشامد کوئی چیز نہیں۔ بلکہ یہ بات ہے کہ جیسا ہم خیال کرتے ہیں۔ ویسا ہی بنتے جاتے ہیں۔ ویسی ہمارے اندر تبدیلی ہوتی ہے۔ شری کرشن جی نے اپنے شِشّ سے کہا تھا۔ کہ پاپ کا جیسے اَنگ پیدا ہو۔ تب ہی اس کو مل دینا چاہئیے۔ کیونکہ بہا یا جاتا ہے ... ڈا پربل ہے ... ہے ارجن! اپنا

جو بھگوان کا چنتن کرتا ہے۔ چنتن کے بعد دھیان۔ دھیان
کے بعد سنگ پھر ورتی ہو جاتی ہے۔ چنتن آپ کی عادت
کو بناتا ہے۔ دماغ کو ڈھالتا ہے۔ چنتن کے اندر بڑی طاقت
ہے۔ کُوسنگ سے بُری اِچھا ہوتی ہے۔ پھر کرودھ۔ پھر
موہ وغیرہ ہو کر دماغ کے اندر ایسا اندھیرا چھا جاتا ہے کہ
وویک نہیں رہتا۔ اس لئے آتما دب جاتی ہے۔ یہ چنتن
بڑا اپیٹو ہے۔ اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ چنتن پاپ کا
کیسے ہٹ سکتا ہے۔ اس کے وِرُدھ کرم کیا جاوے۔ ارتھات
پُنیہ کا چنتن کیا جاوے۔ جیسے آگ تیز ہو تو اس پر پانی ڈالا
جاتا ہے۔ جو آگ کے وِرُدھ ہے۔ بھگوان کے چنتن سے
پرماتما کا سنگ ہوتا ہے۔ پس اگر کسی کام کا زبردست ارادہ
کیا جاتا ہے۔ اور کسی مُنش نے دُنیا میں وہ کام کر پایا ہو۔ ارتھات
اسمبھو نہ ہو۔ تو وہ ارادہ ضرور پورا ہوگا۔ ستُتی اور پرارتھنا
کا کرم ہے۔ سمرتی ہر کام میں مدد کرتی ہے۔ جس بات کا چنتن
کیا جاوے۔ وہ ہمارے دماغ کا جُز بن جاتی ہے۔ انگ بن
جاتی ہے۔ ایسا منووگیان کے جاننے والے کہتے ہیں۔ پس
اگر کوئی پرمیشور کی پراپتی چاہتا ہے۔ تو وہ پرمیشور کا چنتن
کرے۔ پنڈت مہاتما لوگ پڑھے ہوئے کو ہر دم تھوڑا ہی
کام میں لاتے رہتے ہیں۔ مگر جب

کہنے لگتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جب بھگت ایشور کی چرچا کرتا ہے۔ خاص کر صبح و شام۔ تو جس طرح پڑھا ہوا یاد آجاتا ہے۔ ایسا ہی اس کی وشا ہوتی ہے۔ پس مالش کرم پھل رکھتا ہے۔ کہ ہم پرمیشور کے نزدیک جاتے ہیں۔ ہمارے اور پرمیشور کے بیچ میں ملنے کا انتر نہیں ہے۔ دیش کا انتر نہیں ہے۔ ہاں اگیان کرت انتر ادشیہ ہے۔ تو ضرور اگیان کم ہو جائیگا۔ ہم اس کے قریب ہوتے جاویں گے۔ اگیان کا پردہ جو آتما پر پڑا ہوا ہے۔ اس کو گیان کی قینچی لے کر اڈیا کے پردہ کو کاٹو۔ جب بدھی استھر ہو جاویگی تو بودھ ہوگا۔ کہ پرماتما کا یہ سروپ ہے۔ یہی اس کا درشن ہے۔ یہی اس کی اپلبدھی ہے۔

بانی کا اثر ہر استری پُرش اپنے شبدوں میں ویدوں کے منتروں کے ذریعہ سے گائن کر سکتا ہے۔ بہت سی دیویاں سمجھتی ہیں۔ کہ چنڈی وغیرہ دیویوں کے منتر کے اندر بڑا اثر ہے۔ مگر وہ نہیں جانتیں۔ کہ پراچین دیویوں سیتا اور ساوتری وغیرہ کے دُکھ کیسے دُور ہوئے تھے۔ وہ وید کی رچائیں ہیں جن سے انت دیویوں کے کلیش دُور ہوئے۔ من کی رچنا آتما پر بڑا اثر ڈالتی ہے۔ ایک منش کسی بھاشا کو پڑھتا ہے چاہے لوگ نہ سمجھیں ۔ پھر بھی اس کا کچھ پر بھاو پڑتا ہے کہ شبد کیسے ... اس ... ہے کہ کیسا ... پڑتا ہے ... جانا چاہیئے۔

ہے وغیرہ - ایک پنڈت جی نے سنسکرت میں ویاکھیان
دیا - لوگ نہیں سمجھتے ہیں - پھر بھی کتنے آدمی پرسن معلوم
ہوتے ہیں - اس لئے کہ اس میں کوئی بھاؤ ہے - جو اُن کے آتما
پر اپنا اثر ڈالتا ہے - چاہے شبد کا اس وقت بظاہر اثر نہیں مگر
بیج روپ آتما کی زمین پر پڑ کر کبھی ضرور پھل لائیگا - اور دشوں
دشا میں پھیلے گا - شبد کا اُچارن بانی میں بڑا پربھاؤ رکھتا ہے
رچائیں پڑھ کر لوگ پہلے زمانہ میں بڑے بڑے یگیہ کیا کرتے
تھے - جن میں رچاؤں کا اثر آتما پر اور اوشدھیوں کا جسم پر
ہوتا تھا - اس لئے ویدوں کی رچاؤں کو یاد کیا جائے - اور
اُس کو من سے پڑھا جائے - ہم میں سے کئی ہیں - جو شدھ
اُچارن نہیں کر سکتے - لیکن اس سے پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے -
بلکہ کام کے لئے آگے بڑھئے - یدی آپ نہ کر سکیں گے - تو آپ
کے پُتر وغیرہ ضرور پورا کرینگے - ایک مسلمان اپنے بچے کو
قرآن ضرور پڑھاتا ہے - مگر آریہ سماجی کے بچے آریہ بھونے
کے منتر اور رچائیں نہیں جانتے - وجہ یہ ہے کہ باپ کے
گھر میں ناول بھرے پڑے ہیں - ان کی لائبریریوں کی
شوبھا ہے ناولوں سے - لیکن جن کے گھر میں وید ہیں - اور
صحیح منتر پڑھ سکتے ہیں - اُن کو شانتی پاٹھ - سوستی واچن کے
منتر ہونٹوں سے منتر یاد ہیں جو ... تک کے

گھر میں وید نہیں ہیں۔ جس طرح زیور ڈبوں میں رکھّے جاتے
ہیں۔ اسی طرح ویدوں کی عزّت ہونی چاہیئے۔ ان کو ریشم
وغیرہ کے رومال میں رکھنا چاہیئے۔ ایسا رواج ڈالئے ؛

من سے ستُتی آپ کے منورتھ کو پورا کرنے والی ہوگی۔
پُورب سے پچھم تک سب آریہ لوگ ایک سمے میں من سے
ایشور کی پرارتھنا کریں۔ تو وہ بجلی کی لہر کی طرح کبھی خالی نہ
جاویگی۔ اور ایک ایک آواز بجلی کی دھار ہوگی۔ جو چاروں دِشا
کو پوتر کرے گی۔ ایک بڑی شکتی پیدا کریگی۔ آپ وشواس
کریں کہ وید کی رچا بڑا بل رکھتی ہے ؛

پرانایام جب ستُتی اور پرارتھنا ہو چکی ہے۔ تو ایک اور
کرم ہے۔ جس سے ہم اس کی پُوجا کے یوگیہ بنیں۔ وہ کیا ہے؟
پرانایام! مجھے یُو۔ پی میں جانے کا کم اتفاق ہوا ہے۔
لیکن میں سُنتا ہوں کہ ادھر کے لوگ بڑے کرم کانڈی ہیں
سنئے! جب مکان صاف ہے۔ دل صاف ہے۔ تو پرانایم
سے آرادھنا کرنی چاہیئے۔ پرانایام کا اثر کیا ہر عضو پر ہوتا ہے
یہ گہری بات ہے۔ ایک آریہ جب پرانایام کرنے بیٹھتا ہے
تو اوم بھو۔ اوم بھوہ۔ اوم مہا انتیادی کہتا ہے۔ اس سے پہلے
منتر میں آیا تھا۔ اوم ہے اُتّ ہشرسی انتیادی۔ گویا اب وشیش
چھوڑ کر صرف ...نا چاہیئے۔

کہتے ہیں۔ کرشن جی نے کالا ناگ نتھا تھا۔ بیشک رام۔ کرشن اور دیانند کی آتما جس کے اندر ہے۔ وہ اب بھی کالے ناگ کو جمنا میں نتھ سکتا ہے۔ گوسائیں تلسی داس نے کہا ہے کہ "رام کتھا جس سُر سر دھارا"۔

پرمیشور کی کتھا آسمان سے آتی ہے۔ اس لئے یہی گنگا ہے۔ ودھی اور نشیدھ رُوپ جو کرم کی کتھا ہے وہ جمنا ہے اس کے اندر ایک ناگ رہتا ہے۔ جس کے بچے پانی کو خراب کرتے ہیں۔ وہ ناگ کون ہے جس کے ہزاروں پھن ہیں۔ وہ من ہے۔ ویدوں کی کتھا کیوں اچھی نہیں لگتی۔ وہ زہر کون پھیلاتا ہے۔ وہ میلا من ہے۔ اُس میلے من کے ہزاروں پھن ہیں۔ اُس کے ناک میں نکیل اس وقت دی جا سکتی ہے۔ جب کرم کتھا روپ کے جمنا میں غوطہ لگائے۔ ویدوں اور شاستروں کی کتھا ہی گنگا جمنا ہے۔ اگر ہمت کر کے اس میں کود پڑو۔ تو ضرور کامیابی ہوگی لیکن اگر کسی طرح ڈرتے ڈرتے گرے۔ تو نمونیا ہو جائیگا۔ اور ایسے آدمی کبھی ناگ کو نہیں مار سکیں گے۔ اس لئے کودیئے۔ اور ہمت کر کے کرم کی کتھا رُوپ جمنا میں آدر ڈُبکی لگایئے۔ ایک کنارے یعنی ادم کے سرے سے۔ پر اتواہ کے جیون شکتی سر میں ہے یہاں پرمیشور کا بیکنٹھ [illegible] نیچے ہے جیسے

سرکش گھوڑے کو چکر دے کر اتنا سیدھا کیا جاتے۔ کہ پھر کوڑا لگانے کی ضرورت نہ رہے۔ تب اُس کو نیتر میں لاوے چنتن کرے کہ پرمیشور ہمارے نیتر پوتر کرے۔ پھر خیال کرے کہ کنٹھ کو پوتر کرے۔ آپ جانتے ہیں۔ اگر کنٹھ کی ایک رگ بگڑ جاوے۔ تو شریر کا سارا کام بگڑ جاوے۔ کارن یہ ہے کہ شریر کی سب ناڑیاں کنٹھ میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اگر یہ اچھا ہے۔ کہ سب اندریاں سُکھی رہیں۔ تو کنٹھ کے پوتر ہونے کا دھیان کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ یہ بنگالی ہے یہ پنجابی ہے۔ ایسا خیال کرنا چھوٹے ہردے کی بات ہے پھر چنتن کرے۔ جس کے اندر چنتن شکتی ہے۔ وہ سب سنسار کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ پربھو میرے نابھی کو پوتر کرے نابھی میں دو طاقتیں ہیں۔ ایک سنسار کو اُتپن کرنے کی۔ دوسری روحانی یعنی بھگتی کی لہر اونچی کرنے کی شکتی نابھی چکر میں ہے۔ اس سے خیال یا دھیان اوپر کو جاتا ہے۔ اسلئے اس سے دھیان بہت اُپ یُکت ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ پرمیشور میرے پاؤں کو پوتر کرے۔ ارتھات "اوم تپہ پُناتُ پادیو" تپ اور پاؤں کا کیا سمبندھ ہے؟ پاؤں کے اندر تپ رہتا ہے۔ اس لئے پاؤں کو دھیان اور سیرش کر کے نمسکار کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ چھڑی اگر ہاتھ میں

ہوئی۔ تو چھڑی اُٹھا کر اُس سے نمستے کرتے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ ہاتھ جوڑنا اور سر جھکانا چاہیئے۔ ایک آدمی جو پہاڑ کی چوٹی یا کسی بڑے مینار پر چڑھتا ہے۔ وہ نیچے والے آدمیوں کو چھوٹا دیکھتا ہے۔ حالانکہ اصل میں دونوں برابر ہیں پس نمستے اسی طرح کرنا چاہیئے۔ کہ آنکھ نیچی ہو۔ آنکھوں کے اندر پریتی آجائے۔ من اور واچیہ بھی ادھر ہو۔ پاس آجائے تو آسن دو۔ یہ سناتن دھرم ہے۔ یہ سناتن مریادا ہے۔ ہاتھ جوڑنے میں کیا بات ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ہمارا آپ کا ایسا سنبندھ ہے۔ ارتھات جیسے یہ ہمارے دونوں ہاتھ ملے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہمارا آپ کا ہردہ ملا ہوا ہے۔ سر جھکانے میں یہ بات ہے۔ کہ دماغ میں سب کا گیان رہتا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ جس کے دماغ کا حصّہ صحیح و سلامت ہے۔ اسی کو عقلمند سمجھنا چاہیئے۔ پس سر اس لئے جھکاتے ہیں۔ کہ یہ آدر۔ یہ ستکار اپنے دماغ سے اپنے مستشک سے کرتا ہوں ؎

پاؤں کی رکھشا کیوں ضروری ہے؟ پھر پاؤں چھونا چاہیئے۔ پاؤں کیوں چھوُا جائے؟ کیوں مُنہ یا آنکھ یا کان وغیرہ نہ چھُوا جائے؟ سُنیئے شنکر اور دیانند کے دماغ کو کون اُٹھائے ہوئے تھا؟

بڑے بڑے مہاتماؤں کے دماغ کو کون اٹھائے ہوئے ہے؟ اس پرکاش اور گیان کے پُنج کو کون اُٹھاتا ہے؟ وہ پاؤں ہے۔ یہ پاؤں کی مہما ہے۔ جو ان سب کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ اس ایک پنڈت یا بزرگ کے پاؤں بڑے تپسوی ہیں۔ اس پاؤں کی اور دیکھنے میں پاؤں کو چھونے میں یہ مطلب ہے۔ کہ ان چرنوں سے لپٹ جاؤں۔ جو آپ کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ بھاو ہے آپ کے نمسکار کے اندر۔ اس لئے یہ پراچین مریادا ہے۔

برہمن سر ہیں۔ کھشتری بھُجا ہیں۔ ویش اُدر ہیں۔ اور شُودر پاؤں ہیں۔ تو ایسا کبھی نہ ہونا چاہیئے۔ کہ پاؤں کو کانٹا لگے۔ اور منہ سے آہ نہ نکلے۔ یا ہاتھ اس کو نہ نکالے۔ ایسی حالت میں آنکھ روئے نہیں وہ آنکھ نہیں ہے۔ بلکہ ایسا آدمی گُونگا اور بہرہ ہے۔ اسی طرح پاؤں کو کانٹا لگنے پر جو دماغ بے چین نہیں ہوتا۔ وہ دماغ نہیں ہے۔ لکڑی ہے۔ پتھر ہے۔ وہ جسم کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ جس کے اندر پاؤں کی رکھشا کا خیال نہیں ہے۔

آپ برہمن۔ کھشتری۔ ویش ہیں۔ لیکن آپ کو اپنی شُودر جاتیوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ جو آپ کے بزرگوں کو مانتی ہیں۔ جنہوں نے آپ کے بزرگوں کی سیوا کی ہے۔

اے دماغ تو نشچنت ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ لیکن تجھے اپنے پاؤں ہاتھوں اور انگوٹھوں کی بھی کچھ خبر ہے؟ اگر نہیں ہے۔ تو یاد رکھو۔ تمہاری ہستی چند روزہ ہے۔ جلد مٹ جائیگی۔ اگر برہمن کھشتری۔ ویش چھوٹوں کو نہ اٹھاویں۔ اُن کی میل نہ دھوویں تو انہیں کا پاؤں اناگ بگڑ رہا ہے۔ اس لئے چاہئیے کہ اُن کی بُرائیاں چھوڑ دیں۔ اُن کو اُپدیش کریں۔ تم ایسے ایسے اُتم کرم کرو وغیرہ۔ جن کے پاؤں کٹ جاتے ہیں۔ اُن کو چلنے پھرنے کا کوئی سنتھان نہیں رہتا۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے سب عضو اچھے ہیں۔ کوئی بُرا نہیں ہے۔ اس لئے چلئے مہرشی کی آگیا انوسار۔ گاؤں گاؤں میں شودروں کو دھرم شکھشا اور نیکی سکھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ پاؤں کا آدر یہ نہیں ہے کہ انگوٹھا منہ میں ڈال لیا جاوے۔ کنتو یہ ہے کہ اگر اس میں کانٹا لگے تو نکالا جائے۔ اُس کا میل دھویا جاوے وغیرہ۔ بس جو ایسا کہے کہ تپ سروپ پرمیشور میرے پاؤں کو پوتر کرے۔ اُس کو چاہئیے کہ پریم کرے۔ سوسائٹی کے پاؤں سے ارتھات شودروں وغیرہ سے ÷

من کو قابو کرنے کا قاعدہ آپ جانتے ہیں۔ کہ تار کا یہ پربندھ ہے کہ کچھ ہیڈ ٹیلیگراف آفس ہوتے ہیں۔ جیسے کلکتہ۔ بمبئی لاہور وغیرہ۔ اگر اُن میں بیٹری کو حرکت دی جاتی ہے۔ تو

درمیان کے چھوٹے چھوٹے تار گھروں میں خود بخود حرکت ہونے لگتی ہے۔ پس اوپر جتنی اِندریوں کا نام آیا ہے۔ یہ سب کوش ہیں۔ چکّر ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی انگلیاں وغیرہ چھوٹے چھوٹے تار گھر ہیں۔ اس لئے سر سے لے کر پاؤں کے بار بار چنتن سے یہ مطلب ہے۔ کہ من کی بجلی کو بار بار چکّر دیا جاوے۔ جس سے کہ وہ قابو میں رہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے ایک ورشٹانت سنئے۔

ایک سیٹھ جی اس طرح کا نوکر رکھنا چاہتے تھے۔ کہ کچھ تنخواہ نہ دینا پڑے۔ صرف روٹی ہی روٹی کھا لیا کرے۔ ایک نوکر آیا اور رضامند ہو گیا۔ صرف اس نے یہ شرط کی کہ جب وقت کچھ کام نہ ہوگا۔ اس وقت جو نقصان کر ڈالوں آپ برا نہ مانینگے۔ سیٹھ راضی ہو گئے۔ اور نوکر رکھ لیا۔ چھ ماہ کے اندر جتنا پچھلا کام جمع ہو رہا تھا۔ سب صاف کرایا۔ اب کچھ نہ رہا تو لگا طرح طرح کے نقصان کرنے۔ کہیں کوئی چیز توڑ پھوڑ ڈالی۔ کہیں چھاتی پر سوار ہو کر مارنے لگا وغیرہ۔ بیچارا سیٹھ گھبرایا۔ کہ کیا کیا جاوے۔ آخر ایک مہاتما آئے۔ انہوں نے ایک بانس منگوایا اور سیٹھ سے کہا۔ جب کوئی کام نہ ہوا کرے تو اس سے کہو کہ یہ اس بانس پر چڑھا اترا کرے۔ دس بیس دن کے بعد یہ تمہارے آگے

ہاتھ جوڑے گا ۔

دوستو! من بگڑا ہوا ہے۔ جب کوئی کام نہیں ہوتا۔ تو اوپر والے قصے کی طرح نانا پرکار کے نقصان والے کام کرتا ہے۔ لیکن ایک ودھی ہے۔ بالس روپی شریر پر اس کے گلے میں ایک "زنجیر" اوم بھوپوناتت شرسی "وغیرہ منتر کی ڈال کر اس کو بار بار اوپر نیچے چڑھایا اور اُتارا جائے۔ تب یہ قابو میں رہے گا۔ جب کوئی کام نہ ہو۔ تب یہی کیا جائے یدی من قابو میں ہو جائے۔ تو ایسی اِچھیا شکتی پیدا ہو جائے کہ سنسار پر وکشنا کرنے لگے۔ پس آپ اس کے ذریعہ پورب سے پچھم اور دکھشن سے اُتر ایک لہر پیدا کر دو۔ یہ دو بُیت دھارا آپ تمام کو ایک بنائے گی۔ آپ مرکز ہونگے۔ سارا سنسار آپ کی پروکشنا کریگا ۔

آیئے۔ بھگوان کی مہما کو چنتن کرتے ہوئے دیکھئے کہ دُنیا کے مقابلہ میں کس قدر وچتر اور مہان بھاؤ ہے۔ کہ جو دُنیا کی کسی کتاب کے اندر نہ پایئے گا۔ پس اس میں جو ودھی بتلائی گئی ہے اُسے من لگا کر کرنا چاہیئے۔ تاکہ آپ کی اِچھیا پورن ہو۔ آپ کی آتما اُجل ہو۔ پرماتما کا ملاپ ہو۔ بھوک پیاس مٹے اور آتمک ترپتی ہو ۔

اوم شم

ایشور بھگتی

برہم گیان کی ضرورت ویدوں میں پرم پتا ایشور سے بھگت جن پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ ہے پتا جی! آپ اپنی سامرتھ سے ہمارے ہردیوں میں برہم گیان کی پریرنا کیجئے۔ برہم گیان بڑھایئے۔ جیسے روپیہ سے روپیہ پیدا ہوتا ہے۔ اور لوہے سے لوہا کٹتا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور کا پریم بھی پربھو کرپا سے ہی ملتا ہے۔ جن کو پرماتما انگی کار کرتے ہیں۔ وہی نزدیک جاتا ہے۔ ایشور کی کرپا سے ہی سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے اس لئے پرماتما کی کرپا سے منشیہ ہردیہ میں برہم گیان کی بردھی ہوتی ہے۔ اور برہم گیان کی پرارتھنا کی جاتی ہے کیونکہ دھن کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ جہاں روٹی کی ضرورت ہو۔ وہاں ویاکرن کے سوتر اور برہم گیان کے پرشاد سے پیٹ نہیں بھرتا۔ ہاں دھن کمزور کو دکھ دینے کے لئے نہ ہو اور دوسروں کو چڑانے کے لئے استعمال نہ کیا جائے

دھن دان کرتے اور دین دکھیوں کی رکھشا کرنے میں صرف ہونا چاہئے۔ آریہ دھرم آتما اور پرکرتی ہردو کو پراپت کراتا ہے جہاں وشنو ہے۔ وہاں لکھشمی نواس کرتی ہے۔ جہاں بھگوان ہے۔ وہیں بھگوتی رہتی ہے۔ شو کو شکتی نہیں چھوڑ سکتی۔ اسی لئے ہی وید منتروں کی پرارتھنا میں برہم گیان اور لکشمی دونوں چیزوں کی یاچنا کی گئی ہے ؂

گیان پراپتی کے طریقے

ایک منتر میں پرارتھنا ہے۔ کہ ہے پرکاش سروپ پرماتمن! آپ کے پرکاش دوارا ہمارے پاپ دُور ہوں۔ ہم آپ کی پُوجا کریں۔ پرماتما کی پُوجا برہم یگیہ یعنی سندھیا آدی ہے۔ سندھیا کے دوارا جہاں ہمیں دیگر شکھشائیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہاں یہ بھی شکھشا ملتی ہے۔ کہ ہم سب استری پُرشوں کی بہتری کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔ جیسے سندھیا کے ایک منتر کا ارتھ ہے۔ کہ ہے پرماتمن! آپ کی جیوتی سے ہمارے ہردوں میں برہم گیان بڑھے۔ کیونکہ سب کے کلیان سے ہمارا بھی کلیان ہوتا ہے۔ سونا صراف سے کہتا ہے کہ تم مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کاٹتے ہو۔ آگ میں ڈال کر تپاتے ہو۔ اس سے مجھے دُکھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ آگ میں تپنے سے میری سُرخی بڑھتی ہے کسوٹی پر پرکھنے ہو۔ اس سے میری اصلیت

کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن جب تم مجھے کالے منہ والی رتّی کے ساتھ تولتے ہو۔ تو مجھے مہاں دُکھ پراپت ہوتا ہے۔ اسی لئے ویدک پرارتھناؤں میں بہو وچن (صیغۂ جمع) استعمال کیا گیا ہے۔ کہ سب لوگ اچھّے بن جائیں۔ اس لئے سب کی بہتری اور بہبودی کی خاطر سوامی دیانند جی نے آریہ سماج کی بنیاد رکھی۔ اور اس کے نیم بناتے۔ سنسار کا اُپکار کرنا سماج کا مُکھیہ اُدیش ہے۔ ہماری بھلائی اس وقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ سنسار ماتر کی بھلائی نہ ہو۔ اگر ہمارا ہمسایہ دُکھ سے ہاہاکار کرتا ہے۔ تو ہم سُکھی نہیں ہو سکتے۔ اگر پاؤں کی انگلی میں کانٹا لگے۔ تو کل جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ اسی طرح افراد کا مجموعہ قوم ہے۔ ایک کو رنج و تکلیف ہونے سے قوم بلبلا اُٹھتی ہے۔ سب سُکھی ہوں تو ہم سُکھی رہ سکتے ہیں۔ سب کے کلیان میں ہمارا کلیان ہے۔ تمام سنسار کے لئے منگل کامنا کریں۔ تو ہم اپنی ہی منگل کامنا کرتے ہیں۔ جیسے آئینہ کی طرف منہ کریں۔ تو خود ہمیں ہی اپنا منہ نظر آتا ہے۔ اسی طرح منگل کامنا بھی لوٹ کر ہمارے پاس آتی ہے۔ راگی اگر توجّہ سے نہیں گاتا۔ تو اس کا خیال گاتے وقت کبھی گور و بازار اور کبھی ہال بازار کی طرف جاتا ہے۔ تو سُننے والے پرسن نہیں ہوتے سکتے ہیں۔ کہ بے فائدہ وقت ضائع

کر رہا ہے۔ لیکن اگر دھیان پُوروک گاتا ہے۔ تو سب خوش ہو کر سُنتے ہیں۔ غرض کہ جو خود کسی کام میں محو نہیں ہوتا۔ اُس کا کسی کے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ جس طرح الاپا ہوا راگ راگی کے من میں واپس آتا ہے۔ اسی طرح من وچن اور شریر سے کیا ہوا کرم واپس آتا ہے۔ دُوسروں کا منگل چاہنے سے ہم منگل سوامی بن جاتے ہیں۔ وہ ماتا ماتا نہیں۔ جو سنتان کے لئے نہ پکا کر محض اپنے لئے کھانا پکاتی ہے۔ وہ پروہت پروہت نہیں کہلا سکتا جو خود شاستر پڑھتا ہے۔ اور دوسروں کو نہیں پڑھاتا۔ جیون وہی ہے جو دوسروں کی بھلائی میں صرف ہو۔ کرم تھیوری بھی یہی ہے کہ دوسروں کی بھلائی کے لئے کرم کریں۔ اگر دوسرے بہتر نہ ہوں تو ہم خود بھلائی کرنے سے تو بہتر ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ روگی کی سیوا اور اس پر دیا نہیں کرنی چاہیئے جسے پرماتما نے ڈنڈ دیا ہے۔ اُس کو دُکھ سے نجات دلانی درست نہیں پرماتما ناراض ہونگے۔ اگر اُن کے قیدیوں کو قید سے رہائی دلانے کی کوشش کی جائے۔ قیدیوں پر دیا نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ جس طرح بوئر قیدیوں کو ہندوستانی روٹی اور ٹوپی وغیرہ دینے تھے۔ تو گورنمنٹ ہند جو اُنہیں ٹرانسوال سے قید کرکے لائی تھی۔ ناراض نہ ہوتی تھی۔ اسی طرح پرماتما اُن دیالوؤں

پر جو قیدیوں پر دیا کرتے ہیں۔ ناراض نہیں ہوتے۔ جیلخانہ میں جانے پر بادشاہ اور اُن کے گورنر بھی قیدیوں پر دیا کرتے ہیں ایک شخص بیمار ہے۔ دُکھ سے بلبلا رہا ہے۔ تم پاس سے گزر رہے ہو۔ بھگوان ویدوں میں اُپدیش دیتے ہیں۔ کہ دیالو اور دانی بنو۔ اگر آپ بیمار کے ساتھ دیا نہیں کرتے۔ تو بھگوان کی آگیا کی خلاف ورزی ہے۔ پتنجلی رشی کہتے ہیں کہ متر تا اور کرونا سے چت پرسنّ ہوتا ہے۔ سرو متر بنو۔ جہاں دُشمنی کا امکان ہو وہاں بھی دوستی کا طرز برتاؤ اختیار کرو۔ سادھو اور پنڈت کو دیکھ کر مُورکھ۔ دولت مند کو دیکھ کر غریب۔ طاقتور کو دیکھ کر کمزور جلتے اور حسد کرتے ہیں۔ دولت مندوں سے دیا کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ خود لوگوں پر دیا کر رہے ہیں۔ دھرم شالائیں اُن کی بنی ہوئی ہیں۔ پانی پلانے کی سبیلیں چل رہی ہیں۔ روٹی تقسیم کرنے کے چھیتر چل رہے ہیں۔ لہٰذا دیا کرنے کی ضرورت دین دُکھی پر ہے۔ جس کے پاس تن نہیں۔ کیونکہ وہ روگی ہے۔ دھن نہیں کیونکہ وہ مفلس ہے۔ وِدیا نہیں کیونکہ لاعلم ہے۔ ہر ایک کا شکار ہو رہا ہے۔ جب ہم کسی پر دیا کرتے ہیں تو ہمارا چت پرسنّ ہو جاتا ہے۔ دُکھیوں پر دیا کرنے سے ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری دیا سے پرماتما کے اصول نہیں ٹوٹ

سکتے۔ ہم ہزار دوائی دیں۔ علاج معالجہ کریں جس کی عُمر ہو چُکی ہے۔ وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ جب دھنونتری۔ ایسے لُقمان اور مشہور عالم ڈاکٹر موت کا شکار ہو گئے۔ تو موت سے ہماری دیا کسی کو بچا نہیں سکتی۔ چونکہ آنند پراپت کرنا انسانی زندگی کا مقصد ہے۔ اس لئے ہم دیا کے ذریعہ آنند پراپت کرتے ہیں ؛

جب تک ہمارے دل میں دیا کا سنچار نہ ہو۔ تب تک ہم دیالو پرماتما کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ دیامئے پرماتما کے پاس قصائی خون سے ہاتھ سُرخ کئے ہوئے پہنچ نہیں سکتا۔ بلکہ کرونامئے بھگوان کی قُربت حاصل کرنے کے لئے اس سرشٹی کے دیگر جیووں پر دیا کا برتاؤ کرنا ضروری ہے۔ ایک کمزور دُکاندار طاقتور ہونا چاہتا ہے۔ کہ اُسے رات کو کوئی زبردستی لُوٹ نہ لے۔ لیکن وہ دن بھر سرہانوں اور گدیلوں پر لیٹا ٹھکتا رہتا ہے۔ بازار جاتا ہے۔ تو گاڑی پر سے پاؤں نیچے نہیں اُتارتا۔ سیر بھر وزنی چیز اُٹھاتا ہے تو ہانپ جاتا ہے۔ کیا مذکورۃ الصدر ساودھنوں سے اس کے قوائے جسمانی مضبوط ہو سکتے ہیں؟ اور وہ طاقتور ہو سکتا ہے؟ حصول طاقت کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان میدان میں جا کر ورزش کرے۔ دوسرے آدمی کا مقابلہ اُس کو بیلے کبھی وہ اس کو جھکا لے

جس سے پلپلے انگ مضبوط اور سڈول ہوں۔ بغیر ورزش کے
طاقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہندو امبر ورزش نہیں کر لیتے۔
اسی لئے کمزور اور ڈرپوک بنے رہتے ہیں۔ اُن کے لئے
ضروری ہے کہ کھلے میدان میں جا کر ڈنڈ پیلیں۔ اور مگدر
اُٹھائیں۔ جس طرح ورزش کے بغیر کمزوری سے محفوظ نہیں
رہ سکتے۔ اسی طرح دیا کی ورزش کے بغیر ہم پاپوں کی روحانی
کمزوری سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ جہاں دُکھی ہوتے ہیں۔
وہاں ہی دیا کرنے سے لوگ دیالو کرپالو بنتے ہیں۔ دیا کی
ورزش ہمیں دیالو بناتی ہے۔ جو ہم کرتے ہیں۔ وہی ہم بن
جاتے ہیں۔ اگر ہم پرکرتی کی پُوجا اور پرارتھنا کرتے ہیں۔ تو
ہم جڑوت ہوتے جاتے ہیں "ہم کیا ہیں؟" اس کی خبر نہیں رہتی
جب پرکرتی کی بجائے پرماتما کی پُوجا اور پرارتھنا کرتے ہیں
تو پرماتما سے پریتی اُتپن ہوتی ہے۔ جیسے سُورج کے سامنے
آتشی شیشہ رکھنے سے اُس میں بھی گرمی اور آگ لگانے کی
قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ ویسے ہی پرماتما سے پریم کرنے پر
ہم میں اُن کی جیوتی آنے لگتی ہے۔ جرنیل دُور اندیش اور
حوصلہ مند ہو۔ تو وہ کمزور سپاہیوں کو بھی بہادری سے لڑا سکتا
ہے۔ جب سیناپتی دلیری سے لڑتا ہے۔ تو اُس کے ساتھی
سپاہیوں میں بھی جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ ایشور میں جو

اور لیاقت ہو تو عوام الناس میں بھی ساہس پیدا ہو جاتا ہے۔ حوصلہ اور صبر سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ کسی حصّہ جسم میں زخم ہو۔ علاج سے اچھا نہ ہو۔ تو صبر اور حوصلہ سے دُکھ کم محسوس ہوتا ہے۔ ایک ماتا پُتر کی مرتیو پر اس کے غم میں خود بھی موت کا شکار ہو جاتی ہے۔ دوسری اس موقعہ پر حوصلہ قائم رکھتی ہوئی کلیجے میں تیر لگنے پر بھی صبر کرتی ہے۔ اور پُتر بدھوا اور پوتروں کے آنسو پونچھتی ہے جس سمے رام چندر جی بن باس میں تھے تو مہاراجہ دشرتھ اُن کی جُدائی کے غم میں ہی سورگ باس ہو گئے۔ اس وقت راجکمار بھرت شترو ہن معہ درباریوں اور جاوالی رشی کے شری رام کے پاس آئے اور کہا کہ مہاراجہ دشرتھ سورگ باس ہو گئے ہیں۔ آپ واپس چلیں۔ اُن کا انتیشٹھی سنسکار کرائیں۔ سب ویاکل ہو رہے تھے۔ مگر شری رام نے حوصلہ اور صبر قائم رکھا۔ کہا کہ دُنیا میں منش اکیلا ہی آتا ہے اور اکیلا ہی جاتا ہے۔ زندگی آئی اور چلی گئی۔ کون چیز ہے جو قائم رہ سکتی ہے۔ جو اُونچا ہوتا ہے۔ ایک دن گرتا ہے۔ جو چیز بنتی ہے۔ وہ آخر کو بگڑتی ہے۔ مہاراجہ نے زندگی بھر راجیہ دھرم پالن کیا۔ اب سورگ کو گئے۔ شوک کرنا بیفائدہ ہے۔ اگرچہ پتا کی مرتیو کا خود رام کو دُکھ تھا۔ مگر حوصلہ قائم رکھ کر سب کو سنتوش دلاتا ہے

بھگوان کی بھگتی اور دیا

من میں روگ نہ ہونے سے انسان حوصلہ مند رہتا ہے۔ بھگوان کی بھگتی جو آنند دینے والی ہے۔ اُس کے حاصل کرنے کے دو ذریعہ ہیں۔ ایک دُوسروں پر دیا کرنا اُن کی بہتری کرنا اور دُوسرا پرماتما کے نام کا جپ اور سمرن کرنا بعض لوگ جپ اور سمرن کو نرا ورکی ورشٹی سے دیکھتے ہیں۔ سمرن کئی پرکار سے کیا جاتا ہے۔ بہت سے ہندو دُوسروں سے جپ تپ کروا لیتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ دوسرے کے پرشارتھ سے کسی کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ آریہ سماج میں بھی بہت سے لوگ بغیر پرشارتھ اور کرم کے ترقی چاہتے ہیں۔ آریوں کا دھرم ہے۔ کہ وہ خود دھرم پہ چار کرنے کی کوشش کریں۔ بہت لوگ برت کرتے ہیں۔ کہ ہم تمباکو۔ پان۔ شلغم۔ گاجر اور نمک وغیرہ چھوڑتے ہیں۔ آیندہ ان کا استعمال نہیں کرینگے۔ لیکن کتنے ہیں۔ جو غرور۔ سستی اور غفلت کو چھوڑتے ہیں۔ جنہوں نے آریہ ہو کر وید منتر نہیں سیکھا۔ اور آریہ بھاشا نہیں پڑھی وہ کیسے آریہ ہو سکتے ہیں؟ کسی انسٹی ٹیوشن پر لڑنے مرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ جب تک ویدوں کی دیکھشا اور شکھشا نہ ہو۔ جڑھ کو پانی دینے کی کوشش کرو۔ پتے اور شاخیں خود بخود ہری ہو جائیں گی۔ بانی سے جھوٹ بولا تو بدن کو کتنا ہی صابون سے صاف کرو۔ کیا ہو سکتا ہے۔ مقادم نہیوں

کا پالن کرو۔ آپ نیم خود بخود درست ہو جائیں گے۔ پرماتما کو اس طرح سمرن کرو۔ جس طرح نوجوان عورت اپنے نوجوان خاوند کو جو جنگ پر گیا ہوا ہے۔ ہر وقت یاد رکھتی ہے۔ پرماتما کے نام کا اسی طرح جپ کرو۔ جس طرح کہارن سر اور بازو پر کئی پانی کے گھڑے رکھ کر چلتی ہے۔ تو گھڑوں سے ذرا بھر بھی اس کی توجہ نہیں ہٹتی۔ بازی گر جس وقت رسّے پر چلتا ہے۔ تو ہر وقت وزن کا خیال رکھتا ہے۔ کہ گر نہ پڑوں۔ اسی طرح بھگوان کا جپ کرو اور سمرن کرو۔ اُپنشدکار کہتے ہیں۔ کہ شریر کو دھنش بان آتما کو تیر اور پرمیشور کو نشانہ بنا کر آتما رُوپی تیر چلاؤ۔ جس طرح چکور چاند کی طرف اور ہرن راگ کی طرف سانپ بین کی طرف رجوع ہوتا ہے اسی طرح پرم پتا۔ جگت رچتا پرمیشور کے نام کا سمرن کرو۔ جس طرح ہندوؤں کی آرتی۔ اہل اسلام کی نماز اور سکھوں کی ارداس کا وقت نہیں ٹلتا۔ اسی طرح تم بھی اپنی سندھیا اور ہون کے وقت کا تیاگ نہ کرو۔ اگر لیکچر ہوتے ہوں۔ تو اُٹھ جاؤ۔ کانوں کو بند کر لو۔ اور سندھیا ہون کا ضروری مذہبی فرض ادا کرو ۔

سمرن کر پربھو کا مکھ سے نہ بول
باہر کے پٹ بند کر اور اندر کے پٹ کھول

گیان اندریہ کو نیم پوروک قابو میں رکھ کر من کو ایکاگر کر کے ایشور کا سمرن اور جپ کرو۔ یہی سیدھا اور سچا مارگ سمرن کا ہے۔ یوگ کیا ہے؟ بھگوان کرشن کہتے ہیں۔ کہ سمتا ہی یوگ ہے۔ سب کو ایک سمان۔ تُساوی۔ برابر اور یکساں دیکھنا بھالنا ہی یوگ ہے۔ لوبھ۔ موہ کو تیاگ دو۔ آپ یوگی ہو جاؤ گے۔ آؤ۔ پرم پتا دیالو کرپالو۔ وشویشور۔ جگن ناتھ۔ سرشٹی کرتا۔ نراکار پرماتما کی سیوا میں پرارتھنا کریں۔ کہ ہمیں برہم گیان دان دو۔ جس سے پریتی اُتپن ہو۔ آپ کے تیج سے ہم تیجسوی ہوں۔ اور آپ کی آگیاؤں کا پالن کر دیں۔

اوم شم

ویدک دھرم پرچار کی ضرورت

شانتی کیسے پراپت ہو سکتی ہے؟

منش کے اندر دو پرکار کی برتیاں ہیں۔ ایک وہ جن کے بڑھنے سے سُکھ ہوتا ہے۔ اور دوسری وہ جن کے گھٹانے سے سُکھ ہوتا ہے۔ اگر کسی آدمی کے دھرم کی پریکھشا کرنی ہو۔ تو دیکھو کہ اُس کے جیون میں جن برتیوں کے گھٹانے سے سُکھ ہوتا ہے۔ وہ گھٹ رہی ہیں یا نہیں۔ اور جن کے بڑھانے سے سُکھ ہوتا ہے۔ وہ بڑھ رہی ہیں یا نہیں وہ برتیاں جن کے کم کرنے سے سُکھ ہوتا ہے۔ کام کی برتی۔ لوبھ کی برتی۔ کرودھ کی برتی۔ موہ کی برتی۔ اہنکار کی برتی ہیں۔ جس قدر یہ برتیاں بڑھتی جائیں۔ اُسی قدر زیادہ دُکھ ہوگا۔ جس قدر یہ کم ہوں گی۔ اُسی قدر زیادہ سُکھ ہوگا۔ جتنا کسی میں زیادہ ابھیمان ہوگا۔ اُتنا ہی وہ کلیشت ہوگا۔ اسی طرح جتنا کوئی زیادہ لالچی ہوگا۔ اُسی قدر دُکھ ہوگا +

اب میں اُن برتیوں کا ورنن کرتا ہوں۔ جن کے بڑھانے

سے سُکھ ہوتا ہے۔ دَیا کی برتی جس قدر بڑھاؤ اُسی قدر سُکھ ہوگا وہ مُنش جس کے من میں ایک تڑپتے ہوئے شخص کو دیکھ کر دَیا کی گنگا بہہ جائے۔ اس سے بڑھ کر سُکھی اور کون ہوسکتا ہے اسی طرح پر اُپکار کی برتی جتنی زیادہ ہوگی۔ اُتنی ہی من میں شانتی ہوگی۔ جن دھرموں اور جاتیوں میں پر اُپکار کی برتی زیادہ ہوتی ہے وہ ہرے بھرے رہتے ہیں۔ مجھے ایک مہاتما نے پُوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے آریہ سماجی شنکر آچاریہ اور اسی طرح دیگر آچاریوں کی نسبت سوامی دیانند کے نام پر زیادہ تالیاں بجاتے ہیں؟ مَیں نے جواب دیا کہ یہ لوگ بھگوان دیانند کے لگائے ہوئے پیڑ (درخت) کے پھل کھا رہے ہیں۔ اس لئے اُن کے روم روم سے شکر گزاری کا بھاؤ پرگٹ ہو رہا ہے۔ کچھ کال گزرا بھیل اور دیگر جاتیاں بھیڑوں۔ بکریوں اور دیگر پشوؤں کی قربانیاں کیا کرتی تھیں۔ مَیں بھی کہتا ہوں کہ قربانی ضرور کرنی چاہئے۔ مگر کس پشو کی؟ اس کرودھ رُوپی پشو کی جو تمہارے اندر موجود ہے۔ وہ ماتا جو گھر میں شانتی کی دِویہ مورتی ہے۔ اُس نے اپنے بچّے کی خاطر اپنے کرودھ کی قربانی کر رکھی ہے۔ اپنے سوارتھ کو نچھاور کر دیا ہے۔ اسی طرح جب تک سوارتھ کو تیاگ کر پر اُپکار کا گُن مُنش میں نہیں آتا۔ وہ سچّا دھرماتما نہیں ہو سکتا۔

ہندوؤں میں ایک عام غلطی

ہندوؤں میں یہ ایک عام غلطی ہے۔ کہ جہاں وہ شوچ سنتوش۔ تپ آدی نیموں کا پالن کرتے ہیں۔ وہاں اُن سے نہایت ضروری نیموں مثلاً استیہ۔ برہمچریہ وغیرہ نظر انداز ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ ان کی تباہی و بربادی ہو رہا ہے۔ ایک ہندو دن میں چار دفعہ نہانے کو تیار ہے۔ مگر جہاں اس کے بھائی کا بدھ ہو رہا ہے۔ وہ پریم کی گنگا بہانے کو تیار نہیں۔ شاستر کاروں نے ستیہ پر زور دیا ہے۔ لیکن پوتر بھاگیرتھی تیرتھ کے کنارے جابجا ٹھگی اور جھوٹ کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ کنبھ کے میلہ پر ہزاروں بھنگی۔ چرسی سادھو اکٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن سچے تپسوی سادھوؤں کا سراسر ابھاو ہے۔ جو اس مردہ جاتی کے رگ و ریشہ میں دھرم کا بھاؤ پیدا کر دیں۔ منشوں نے اپنے انیاچار سے استریوں اور شودروں کو ودیا بھوشن سے محروم رکھ کر اُن پر ظلم کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج استریوں میں بھی وہ اُجل بانیں نہیں رہیں جن کے لیئے یہ دیش مشہور تھا۔ مگر اب سوامی دیانند کی کرپا سے اُن کے لئے سینکڑوں پاٹھ شالائیں کھل چکی ہیں۔ اس لیئے اُپ نیموں کی خاطر اصلی نیموں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اُن کی زندگی کا مول آدھار ہیں۔ سوامی دیانند نے اپنے جیون میں جو سب سے بڑا اُپدیش اس جاتی کو دیا

ہے - وہ یہ ہے کہ نیموں کی نسبت یموں پر زور دیا - اس لئے اس اُپدیش کو جس قدر پھیلاؤ گے - اُتنا ہی تمہارا کلیان ہوگا - کیا آپ سارے ہندوستان میں مجھے کوئی ایسا استھان دکھلا سکتے ہو - جہاں بیس تیس ہزار کے درمیان آدمی اکٹھے ہوں - اور بغیر کسی پلٹن اور سپاہیوں کی گارد کے انتظام قائم رہ سکے - کہیں چوری اور دوسرے کُوکرموں کا نام و نشان نہ ہو - اور دیویاں شانتی سے بیٹھ کر اُپدیش شروع کریں - یہ کیول آریہ سماج کی شکتی ہے - جس کی نظیر کسی سوسائٹی میں نہیں ملتی ؂

آریہ سماج اور دیگر سبھاؤں میں فرق

لوگ دریافت کرتے ہیں - کہ تم کہتے ہو - کہ آریہ سماج میں شامل ہونے سے من میں شانتی آوے گی - مگر آریہ سماج میں تو ہر وقت کوئی نہ کوئی جھگڑا ہی رہتا ہے - اس کے اخباروں میں باہمی نوک جھوک رہتی ہے - اس لئے ہم تو ایسی جھگڑالو جماعت میں شامل نہیں ہونگے - فریڈم (آزادی) میں رہنا ہی ہم باعث فخر سمجھتے ہیں - ایسے لوگوں سے میں پوچھتا ہوں - کہ کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ طاعون کے پھوڑے کو چھپا کر رکھا جائے - یا جہاں کہیں مواد ہو فوراً ہی اس کی چیر پھاڑ نہ کی جائے - اگر آریہ سماج کے لوگ سبھاؤں سے جھگڑالو اور فسادی

ہوتے۔ تو یہ ناممکن تھا کہ وہ اتنا بڑا یگیہ رچ سکتے۔ آریہ سماج اور دوسری سوسائٹیوں کی لڑائی میں یہ فرق ہے۔ کہ جہاں دوسرے لوگوں کی لڑائی شیشوں کی لڑائی ہے۔ جو ٹکرانے سے چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ وہاں آریہ سماج کی لڑائی گھنٹوں کی لڑائی ہے۔ جب تک باہم ٹکراتے رہے۔ آواز آتی رہی۔ اور جہاں ٹکرانا بند ہوا۔ فوراً شانتی ہو گئی۔ اور اپنے کام میں لگ گئے۔ آریہ سماجی ایک سوتر میں پروئے ہوئے ہیں۔ جس کو بھگوان دیانند نے پرو دیا ہے ؎

آریہ سماج تیاگ اور انوراگ کا مکمل آدرش ہے

اس فرق کے علاوہ دوسری سبھاؤں کی نسبت آریہ سماج میں ایک اور بھی خصوصیت ہے۔ شنکراچاریہ کے مت میں محض تیاگ ہی تیاگ ہے۔ اسی طرح وشنو مت میں محض انوراگ ہی انوراگ ہے۔ تیاگ کا نام نہیں۔ مگر سوامی دیانند کے پُنر جیوت کئے ہوئے دھرم میں جہاں ایک ہاتھ میں تیاگ ہے وہاں دوسرے ہاتھ میں انوراگ ہے۔ مہرشی دیانند جہاں اپنے جیون میں اپنا سروسو تیاگ کر کے تیاگ کا آدرش ہیں۔ وہاں چاندا پور کے میلہ میں پہنچ کر دت متانتروں سے مباحثہ کر کے ہندو جاتی سے اپنے انوراگ کا ثبوت دیتے ہیں۔ آپ گورو کل میں ہی دیکھئے۔ اس کے آچاریہ

اور پروفیسر کس طرح فقیری لباس میں رہتے ہیں۔ جہاں
کا رہن سہن سادھوؤں کا سا ہے۔ وہاں ان کے ہردیہ
مندر میں اس پوتر کُل کے لئے پریم کا رنگ بہت ہی
اونچا ہے۔ میں نے آپ کو بتلایا۔ کہ سوامی دیانند کا یہ دھرم
انوراگ اور تیاگ کا مکمل نمونہ ہے۔ میرا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ
شنکر سوامی کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوا۔ جس نے تیاگ اور
انوراگ کا مکمل نمونہ پیش کیا ہو۔ کیول سوامی دیانند کو یہ فخر
حاصل ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس دھرم میں
بہت سے ایسے آدمی پیدا ہوں۔ جو اپنے سوارتھ کا تیاگ
کرتے ہوئے دوسروں کے لئے انوراگ کریں۔ سوامی
دیانند کے دھرم میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس
میں تیاگ کے ساتھ کرم یوگ بھی شامل ہے۔ وہ بتی ہی مبارک
ہے۔ جو خود جل کر دوسروں کو روشنی دیتی ہے۔ جس ست
سنگ میں کوئی شخص اپنے بھائیوں کے لئے تیاگ نہیں
کرتا۔ وہ ست سنگ کامیاب نہیں ہوتا۔ اس لئے دیانند
کے ششوں کے لئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے
گورو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دھرم کو پھیلانے کا
یتن کریں۔ جس کا اُن کے گورو نے انہیں پرساد دیا ہے ؛

دھرم پرچار ہی آریہ سماج کا مُول آدھار ہے

جیسے عیسائیوں کے اندر

عیسیٰ کی سچی سپرٹ ہے۔ اور اُن کی ۱۳۶ منڈلیاں اور چالیس سے زیادہ کالج رام اور کرشن کے بھگتوں کو عیسائی بنانے کا یتن کر رہے ہیں۔ ہمالیہ کی برف کے پہاڑوں اور کوڑھیوں میں جا کر کام کرتے ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کے اندر محمدؐ صاحب کی روح کام کر رہی ہے۔ اسی طرح جب تک آریوں اور ہندوؤں کے اندر سوامی دیانند کی سچی سپرٹ نہ آئے گی۔ دیش و جاتی کا اُدّھار و سدھار نہ ہوگا جتنی جس شخص میں سوامی دیانند کی سپرٹ کام کر رہی ہے اُتنا ہی وہ آریہ سماجی ہے۔ انترنگ سبھاؤں میں بیٹھنے والے ممبروں پر حکومت کرنے والے ہونگے۔ لیکن ایسے آدمی بہت کم ہیں۔ جن کے خون کے ایک ایک بندو میں سوامی دیانند کی سپرٹ ہو ؂

سوامی دیانند کی اصلی سپرٹ کیا ہے؟

سوامی دیانند کی سپرٹ آپ کے سامنے کئی پہلوؤں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ برہمچریہ کی رکھشا کے لئے گوروکل۔ استری شکھشا کے لئے پاٹھ شالائیں۔ تعلیم کے دوسرے انگوں کے لئے سکول۔ یہ سب کچھ درست ہے۔ آریہ سماجیوں نے جس کام کو ہاتھ لگایا ہے۔ اُسے پورا کر کے چھوڑا ہے۔ لیکن مَیں کہتا ہوں۔ اور بڑے بل سے کہتا ہوں۔ کہ سوامی دیانند کی اصلی سپرٹ

کچھ اَور ہی تھی۔ جس کا ثبوت انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دِنوں میں دیا۔ سوامی دیانند نے پُستک لکھے۔ کئی پاٹھ شالائیں کھولیں۔ لیکن ان سب کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ اُن کی زندگی کا اصلی اُدیش محض پاٹھشالاؤں سے پُورا نہیں ہوگا۔ گو وہ بھی اُس کا ایک انگ ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں زور شور سے پرچار کیا۔ بنگال کے ایک پرسدّھ آدمی کے سوال پر انہوں نے جواب دیا۔ کہ وہ ایک جگہ بیٹھ کر اپنے کام کو محدود کرنا نہیں چاہتے۔ اس لئے سوامی دیانند کے اصلی اُدیش کو پُورا کرنے کے لئے ایسے نوجوانوں اور بڑھوں کی ضرورت ہے۔ جن کے دل میں دھرم کے لئے جوش ہو۔ جو دیش دیشانتروں میں پھر کر لوگوں کو ویدک دھرم کا پرچار کریں۔ ایسے نڈر آدمیوں کی ضرورت ہے جو سچائی کے کہنے سے ذرا نہ جھجکیں۔ کیا وجہ ہے کہ پنڈت لیکھرام اور پنڈت گورودت کا نام لینے سے آپ کے اندر ایک لہر چل جاتی ہے۔ وجہ صاف ہے۔ کہ اُن کے دل میں آپ کی طرح لوک ست (عام رائے) نہیں تھی۔ بلکہ اُن کے اندر سوامی دیانند کی سچّی سپرٹ تھی۔ وہ سچائی کے ظاہر کرنے میں کبھی نہیں ڈرتے تھے۔ جب سوامی دیانند

نے ہمیں جیون پردان کیا ہے۔ ہمیں اُس کے آگے نربلتا نہیں رکھنی چاہیئے ؛

پیارے بھائیو! جہاں آپ نے اَور اچھے اچھے اُپدیش گرہن کئے ہیں۔ وہاں میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ میں سے ہر ایک آریہ بھائی یہ شُبھ سنکلپ دھارن کرے۔ کہ وہ اپنے ضلع میں اپنی پوری کوشش سے ویدک دھرم پرچار کریگا۔ اگر آپ پرچار میں زور دینگے۔ تو آپ کے دُشمن دوست بن جائیں گے۔ کانٹے پھُول ہو جائیں گے۔ پھر تمام رِدھی اور سِدھی آپ کے پاؤں چُومے گی ؛

پرمیشور کرپا کریں کہ ہمارے ہردیہ مندروں میں سوامی دیانند کا شبدشہ ہو جس کے ذریعہ ہم اپنے کرموں اور دھرموں کو دیکھیں ؛

اوم شم

ویدک جیون

کس طرح پیدا ہو سکتا ہے؟

ویدکی مہما دیویو اور بھدّر پرشو! ہمارا دھرم وید ہے۔ اور وید میں ہمارے کلیان کے سادھن درج ہیں۔ سوامی دیانند نے بھی جو سب سے بڑی بات ہم لوگوں کو بتلائی ہے۔ وہ ویدوں کا سوادھیائے اور اُن کے مطابق اپنا آچار ویوہار کرنا ہی ہے۔ وید دھرم کے کئی انگوں کا پرتی پادن کرنا ہے ؀

آریہ جیون کے سادھن جو پرمیشور کا آدھار گرہن کرتے ہیں جو وید کے مطابق اپنا جیون بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کے لئے سب سے پہلی بات رِت یعنی گیان کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ بھلائی اور برائی میں گیان ہی سے بھید ہو سکتا ہے۔ گیان کے بغیر کوئی جاتی ترقی نہیں کر سکتی۔ دُوسری بات ستیہ ہے۔ جس [illegible]

ہوتا ہے۔ گیان ایک روشنی ہے جس سے ہم نے ستیہ کو گرہن کرتا ہے۔ لیکن گیان اور ستیہ دونوں نکمّے رہ جاتے ہیں۔ اگر تیسری بات تپ نہ ہو۔ تپ کے بغیر ستیہ کا پالن نہیں ہو سکتا۔ ذرا سی آزمائش کے آنے پر منش ستیہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ تپ کے بغیر ستیہ کے پالن کرنے میں پانچ بڑی رکاوٹیں ہیں۔ یعنی کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ کامی پُرش کبھی ستیہ کا پالن نہیں کر سکتا۔ کرودھ کے وش ہو کر نربل منش بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ تیرے جیسے مَیں نے چالیس آدمیوں کو پچھاڑا ہے۔ تُو کیا چیز ہے خواہ وہ ایک مُکّے کی مار نہ ہو۔ لوبھ میں پھنس کر بڑے بڑے پنڈت جھوٹ بول دیتے ہیں۔ موہ کے وش ہو کر دھرماتما سے دھرماتما پتا اپنی سنتان کی خاطر جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اور اس کی سینکڑوں مثالیں ہم آئے دن دیکھتے ہیں۔ اہنکاری آدمی کبھی ستیہ نہیں بول سکتا۔ جو منش تپسوی ہو۔ وہ ان رکاوٹوں کو عبور کر سکتا ہے۔ بعض لوگ تپ کے غلط ارتھ سمجھتے ہیں۔ بھوکا رہنا یا جسم کو سُکھا کر کانٹا بنا دینے کا نام تپ نہیں ہے۔ یہ جسم تپانے کی چیز نہیں ہے اس میں لوبھ۔ موہ۔ اور کرودھ کو تپانا چاہیئے۔ یہی سچّا تپ ہے ۔

گیان۔ سنتیہ اور تپ کے بعد چوتھا سادھن پراجاگھٹن
ہے۔ پانچواں سادھن پریشرم یا پرشارتھ ہے۔ ہندو لوگ
آج کل پُرشارتھی نہیں رہے ہیں۔ ہندو مندروں میں تعریف
اُن کی ہوتی ہے۔ اور گُن اُن لوگوں کے گائے جاتے ہیں
جنہوں نے پرشارتھ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جو سوسائٹی پر ایک
بوجھ ہو رہے ہیں۔ جاتی کے جو انگ ٹوٹ کر ہمالیہ کی گپھاؤں
میں سڑ رہے ہیں۔ پرشنسا اُن کی ہو رہی ہے۔ یہ آریہ جاتی
کی موت کی نشانی ہے۔ نکما اور پُرشارتھ ہین رہنے کا بھاؤ
آریوں کا نہیں ہے۔ جس طرح وہی جل پوتر ہے۔ جو گتی والا
ہو۔ اسی طرح پوتر جیون بھی وہی ہے جو گتی والا ہو۔ اور
جس میں پرشارتھ ہو۔ پُرشارتھ کے بعد چھٹے درجہ پر منش کے
اندر دھرم آتا ہے۔ اور اُس میں وہ گُن آتے ہیں۔ جو اُسے
پرماتما کے نزدیک لے جاتے ہیں۔ تو یہی درجہ کرم یا اچھا
بیوہار کرنے کا ہے۔ منش جیون کو اُچیہ بنانے کے لئے وید
پوتر نے یہ سات باتیں بتلائی ہیں۔ افسوس ہے کہ آج آریہ
ورت میں یہ کرم نہیں رہے۔ آج ہم لوگ لکشمی کی آشا تو
کرتے ہیں۔ مگر اُس کے سادھن نہیں کرتے۔ لکشمی کا پا لینا
اتنا مشکل نہیں جتنا کہ اس کو باحفاظت رکھنا۔ اسی لئے وید
میں آتمک، شاریرک اور سماجک بل کی پرارتھنا کی گئی ہے

ان تین شکتیوں کے بغیر مُکش ملتا ہے ۔ یہ تین طاقتیں کس
طرح پیدا ہوں ؟

آتمک بل کے سادھن جس طرح اگنی وایو اور جل پراکرت جگت
میں منش جیون کو پوتر کرنے والے ہیں ۔ اسی طرح آتمک
جگت میں بھی تین سادھن ہیں ۔ جن سے منش پوتر ہوتا ہے ۔
اور اُس میں آتمک بل پیدا ہوتا ہے ۔ پہلا سادھن ایشور
اُستتی یا ایشور کا گُنانواد ہے ۔ جس کی ہم تعریف کرتے ہیں ۔
اس کی ہم سنگتی میں بیٹھتے ہیں ۔ جو جس چیز کی اُپاسنا کرتا ہے ۔
اُس میں وہی گُن نظر آتے ہیں ۔ اتہاس بتلاتا ہے ۔ کہ جتنے
مہاتما لوگ جڑادھ جگت کے ماننے والے ہوتے ہیں ۔ اُن کا
ہردہ بڑا کٹھور ہوتا ہے ۔ آپ کہیں گے کہ بودھ لوگ پتھر
پوجک ہونے کے باوجود نرم دل ہیں ۔ مگر یہ غلط ہے ۔ ایک
دفعہ کسی برہمن سے مہاتما بُدھ کی مورتی کی بے ادبی ہو گئی
اس پر بُدھوں نے خون کی ندیاں بہائیں ۔ حالانکہ اُس
کے مقابلہ میں سوامی شنکراچاریہ نے جو ایشور اُستتی کرنے
والا تھا ۔ اپنے آتمک بل سے ہندوستان سے بودھوں کا
صفایا کر دیا ۔ اتہاس میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جبکہ آریوں
کا ہاتھ اپنے مخالفوں پر سخت پڑا ہو ۔ اس لیے آتمک بل
کے لئے پہلا سادھن ایشور [illegible] دوسری بات کم شیل

ہونا۔ یعنی جو بات دھرم سے سیکھیں اُس کو عمل میں لانا۔ تیسرا سادھن ایشور اُپاسنا ہے۔ یہ تین سادھن آتما سا جگت میں منش کو اونچا کرتے ہیں ۔

ستیہ تپ اور گیان کا مکمل نمونہ سوامی دیانند

میں نے آپ کو بتلایا کہ ویدشاستر پر اور آتما کو اُنت بنانے کے لئے کیا سادھن بتلاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر جب منش کے سامنے کوئی نمونہ نہ ہو۔ اُسے سچائی کے گرہن کرنے میں کچھ کٹھنتا ہوتی ہے استریاں پتی برت دھرم کی قائل ہیں۔ جب تک اُن کے سامنے سیتا کے برت کا مکمل نمونہ نہ رکھا جائے۔ وہ اس کی مہانتا کو پُورے طور پر انبھو نہیں کرسکتیں۔ اسی طرح منش کے سامنے ہر ایک سچائی کا کوئی نمونہ ہونا چاہیئے جس طرح بھگوان رامچندر گرہست کا مکمل چتر ہیں۔ اسی طرح ست۔ تپ۔ گیان اور تیاگ کی مکمل تصویر بھگوان دیانند کے چرتر سے ملتی ہے۔ سوامی دیانند میں وہ جیون تھا جس کو ستیہ گیان اور تیاگ کا جیون کہہ سکتے ہیں۔ اُن کے سمے میں لوگ دھڑا دھڑ مٹھ بنا رہے تھے۔ اُن کو بھی گدّیاں پیش کی گئیں۔ اگر وہ مٹھ بنانا چاہتے تو ساری جاتی کا ایک مٹھ بنا سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ان کو ٹھوکر ماردی۔ یہ ہے تیاگ کا مکمل نمونہ ۔

دیانند کی تعریف کا الزام غلط ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اندھیر ہو گیا۔ سوامی دیانند کی مورت تو مندروں میں بیٹھنے لگ گئی ہے۔ میں مانتا

ہوں - اگر کوئی شخص کسی کی جھوٹی تعریف کرتا ہے - تو وہ پاپ کرتا ہے لیکن اگر کوئی لڑکا اپنے پتا اور پوجیہ گورو کے آگے نمر بھاو سے سر جھکاتا ہے تو اس میں دوش کیا ہے جب مہاراج نے ہمیں جیون دیا اور ہماری جاتی کی رکھشا کی - اس سے اگر ہم شردھا کے بھاو پرگٹ کریں - تو اس میں دوش کیا ہے - بھگوان دیانند کی تعریف سے آریہ سماج کا بگاڑ نہیں - آریہ سماج کا سواستھ تب بگڑیگا جب سوامی دیانند کی تعلیم کو نظر انداز کیا جائیگا - اس کے نیموں میں گڑبڑ کی جائیگی - آریہ سماج کی موت اُس دن ہو گی - جب سوامی جی کا مان آریوں میں گھٹ جائیگا - جب تک آریوں میں یہ بھاو موجود ہے - تب تک آریہ سماج دن دُونی رات چوگنی ترقی کریگا ٭

ویدوں کے انوکول اتہاس کی کتھا کرنے میں ہرج نہیں

آریہ ورت کے جتنے رشی منی اور مہاتما ہوئے ہیں - اُن کے جیون کی کتھا ہمارے جیون کو پوتر بناتی ہے - اُن کا دھیان کرنا اپنے آپ کو کرتگیہ کرنا ہے - وہ کتھائیں جو ویدوں کے انوکول ہوں جیون میں شُدھ بھاو پیدا کرتی ہیں - جو شخص کانٹوں میں سے پھول چُن کر لاتا ہے اس کو شاباش دینا چاہیئے - اتہاس میں جو باتیں وید انوکول ہوں اُنہیں ضرور گرہن کرنا چاہیئے - اس سے ہمارا جیون اُچیہ ہوتا ہے یہ باتیں ہیں جن سے آریہ جیون پیدا ہو سکتا ہے - پرماتما کریں - کہ ہم ان گنوں کو دھارن کریں ٭ اوم شم

ایشور اور پرجابھگتی

त्वमेव माता च पिता त्वमेव, त्वमेव बन्धुश्च सखा त्वमेव। त्वमेव विद्या द्रविणं त्वमेव, त्वमेव सर्वं मम देवदेव ॥ ६ ॥

شردھا دھرم کی مہما

دیویو اور بھدّر پرشو! ایک مہاتما نے ابھمانی پتر کو سمجھانے کے لئے کہا۔ کہ بیٹا بوہڑ کا پھل لے آ۔ لڑکا گیا اور لے آیا۔ من میں خیال تھا۔ کہ آج کچھ بڑی بات بتلائینگے۔ باپ نے کہا کہ اس کو توڑ کر دیکھو۔ کہ اس میں کیا ہے؟۔ برخوردار نے اس کو توڑ کر چوُرا کر دیا۔ مہاتما نے پھر پوچھا کہ اب کیا دیکھتا ہے؟ کہا کچھ نہیں۔ تب مہاتما نے بتلایا کہ تجھے نظر نہیں آتا۔ کہ وہ سامنا بوہڑ جس سے تو پھل لایا ہے۔ وہ ان بیجوں میں سمایا ہوا ہے۔ تُو دل میں شردھا کر۔ پیر ہاتھوں سے ٹٹولا اور آنکھوں سے دیکھا نہیں جائے گا۔ شردھا اور وشواس سے ہی تُو اس کو دیکھ سکتا ہے۔ شردھا اس چیز کا نام ہے۔ جس میں [illegible] دھرم ہو۔ شردھا کے بغیر

دھرم رہنت کی دیوار ہے۔ شردھا بگت دھرم مجبر کی چٹان ہے۔ وہ پرلے کال کی پون سے مٹ نہیں سکتا۔ شردھا وان ہی آتمک مارگ میں سپھلتا پراپت کر سکتے ہیں ؛

ایشور پراپتی کے دو سادھن پرمیشور کو پانے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا سادھن یہ ہے۔ کہ پرماتما کے ساتھ ہمارا سمبندھ ہے۔ اس کو انوشیلن کر کے اس کو انوبھو کریں۔ کہ وہی ایک ماتر ہمارا آشرا ہے۔ وید میں کہا گیا ہے کہ وہ ہمارا پتا ماتا سکھا اور بندھو ہے۔ ہر ایک منش انبھو کرے کہ وہ اکیلا نہیں۔ بلکہ اس کا بندھو پرماتما اس کے ساتھ ہے۔ وہ نربھیروؤں (بُزدلوں) کا بھی رکھشک ہے۔ وہ بہادروں کو ویرتا دینے والا ہے۔ وہ کمزوروں کا سہارا ہے۔ اس پرکار وید پوتر میں پرماتما کا اور ہمارا سوامی۔ بندھو اور سکھا سمبندھ ورنن کیا گیا ہے۔ اس کا انوشیلن اور انوبھو اس بات کو پراپت کرنے کا پہلا سادھن ہے ؛

دوسرا سادھن دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم اس جگت کے ساتھ پریتی اور اس کے کرتا پرماتما کے ساتھ بھگتی کریں۔ جگت کے ساتھ پریتی کرنے سے یہ مطلب ہے کہ ایشور کی پرجا یعنی پرانی متر کے ساتھ پریم اور پریتی کا بیوہار کریں ؛

بگاڑ کی چار باتیں ... پرشن ... ہے۔ کہ پرجا کی بھگتی ہم کس پرکار

کریں۔ ہم دُنیا کی اُلجھنوں کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ مگر گھبرا جانا کوئی اُتم بات نہیں۔ یہ بھیرُو پن اور بُزدلی ہے۔ مہاتما بُدھ نے اپنے ایک بھگت سے کہا۔ کہ چار باتیں ہیں۔ جن سے بگاڑ ہوتا ہے۔

بگاڑ کی پہلی بات کرودھ ہے۔ کرودھ سے پریتی ٹوٹتی ہے۔ اس لئے جس منش نے کسی سماج کی سیوا کرنی ہو۔ اُسے پہلے کرودھ اپنے اندر سے نکال دینا چاہیے۔ جہاں کرودھ ہو وہاں پریتی کی لتا چڑھ نہیں سکتی۔

دوسرا دوش ابھمان ہے۔ شاستر نے بتلایا "مانو ونے ناشتہ" ابھمان سے ونے کا ناش ہوتا ہے۔ دُنیا میں جتنا کوئی جُھکتا ہے۔ اُتنا ہی اس کو اُٹھایا جاتا ہے۔ جن منشوں نے کھوٹے کو نکالا ہے۔ وہی دھرم دیش اور جاتی کی سیوا کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک پنڈت اور خاصہ پنڈت ایک مہاتما کی کُٹیا پر ودّیا پراپتی کے لئے جاتا ہے۔ مہاتما کہتے ہیں۔ کہ تم تب ہماری کُٹیا میں آسکتے [illegible]ب پہلے انارش گرنتھوں کو تیاگ دو۔ اور ایسا [illegible] میں اُن کا خیال تک بھی نہ آوے۔ سوامی انارس[illegible]تھوں کو تیاگ دیتے ہیں۔ آج کسی پنڈت کو کہو۔ کہ فل[illegible] بات چھوڑ دو۔ دیکھو کہ کیا جواب ملتا [illegible]

سوادھیائے نرشچن بنا ہردے کی گُتھلتا نہیں جاتی۔ ابھمان کو تیاگنے کے لئے سوادھیائے کی بڑی اوشیکتا ہے۔

تیسرا دوش لوبھ ہے۔ لوبھ سنتر تا کا ناشک ہے۔ لوبھ جب بڑھ جاوے۔ تو پتا پُتر کی محبت میں فرق آجاتا ہے۔ پریواروں میں کلہ اگنی پرچنڈ ہو جاتی ہے۔ لوبھ سے سمپتی کا ناش ہوتا ہے۔ یہ منش کو سُکیڑ دیتا ہے۔ اور جو چیز سُکڑتی ہے۔ وہ جلد ناش ہو جاتی ہے۔

چوتھا دوش موہ ہے "موہا سرو ناشکا" جس پریم میں کرم اور اکرم کا بودھ نہ رہے۔ وہ موہ ناش کا کارن ہے۔ بڑھا ہوا لوبھ موہ بن جاتا ہے۔

یہ چاروں دوش ہیں جو منشوں کو پرجا بھگت ہونے سے روکتے ہیں۔

بھراتری بھاو پرجا سیوا کے لئے بھراتری بھاو بڑا اُونچا درجہ ہے۔ جب دھرم میں بھراتری بھاو ہو۔ وہاں تو نندھ اور بارہ سمبادھن ہیں۔ سوامی دیانند جی نے بھراتری بھاو کو بڑھانے ... بہت بل دیا۔ نانک۔ دادو۔ کبیر آدی مہاتماؤں نے ... اور اور باتیں لکھیں۔ وہاں سوامی دیانند نے بھراتری ... بڑھانے کے لئے ست سنگ کو اُنکھیہ درجہ دیا۔ آریہ سماج ... پرتیکھش پرمان ہے۔